

حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَفْضَلَ لِمُؤْمِنِينَ أَحْسَنُهُمْ أَخْلَاقًا

سلسلہ سیرت و کردار

جامع الاداب

مترجمہ

مولانا عبد الرحیم مرحوم (کلاچی والے)

سابق پروفیسر اسلامیہ کالج پشاور و مترجم حجة الله البالغة (شاہ ولی اللہ رحمہ)

پبلشرز

قومی کتب خانہ ریوے روڈ لاہور

(پاکستان)

DATA ENTERED

ایڈیشن دوم

جمادی الثانی ۱۳۸۶ھ مطابق اکتوبر ۱۹۶۶ء

تعداد ۱۰۰۰

قیمت چار روپے

۲۹۷۷۷ ✓

ع ۳۵۱ ج

۱۵۳۳۲

شیخ محمد نصیر ہمالیوں نے باجارت مولوی محمد اسحاق وڈا کٹر محمد اسماعیل پسران
مولوی عبدالرحیم مرحوم "سلسلہ سیرت و کردار" کے لیے قومی کتب خانہ

ریلوے روڈ لاہور سے شائع کیا

بحیثیت اسلام پریس لاہور

فہرست

۵	دیباچہ
۷	آداب والدین
۱۲	آداب انخوان
۱۲	آداب اقارب
۱۶	آداب منزل
۱۸	آداب تعلیم
۳۱	آداب صحبت اور دوستوں کا انتخاب
۳۶	آداب اعضا و جوارح
۴۷	آداب جلوس
۴۸	کھانسنے کے آداب
۵۳	طاقت سکے آداب
۶۰	آداب لباس
۶۲	گفتگو کے آداب
۶۷	وہش کے فوائد اور آداب
۷۱	دین کے آداب
۷۷	حفظ صحت کے قوانین و اصول

۹۰	غذا کی بابت ہدایات
۹۸	طبوسات کے متعلق ہدایات
۱۰۱	ہوا کے متعلق ہدایات
۱۰۳	مسکن کے متعلق ہدایات
۱۰۵	دس زریں مقوے
۱۰۶	اسباق زندگی
۱۱۲	بہی نوع انسان کے طبقات
۱۱۶	ازدواج کے آداب
۱۲۰	تربیت اولاد کے آداب
۱۲۵	تربیت اولاد پر ایک مضمون
۱۳۲	مال کے متعلق ہدایات
۱۳۵	گفایت سخاوی کے فوائد
۱۳۷	دولت مندی اور تنگ دستی
۱۴۱	اچھا برتاؤ
۱۴۶	اجتماعی زندگی
۱۴۹	مفید وصیتوں کا انتخاب
۱۵۱	عبداللہ بن حسن ثانی کی نصیحت
۱۵۲	ایک عرب کی وصیت
۱۵۴	ایک ادیب کی نصیحت
۱۵۶	علامہ سروروی کی نصیحت
۱۵۹	نصیحت نامہ سیدنا علیؑ
۱۶۳	حارث ہمدانی کو وصیت
۱۶۷	حضور سرور کا کلمات کا آخری خطبہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وہاچہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ فَخَمْدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهْ فَلَا هَادِيَ لَهُ - وَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ -

آج کل اخلاقی تنزّل جس حد تک پہنچا ہوا ہے وہ ارباب بصیرت سے پوشیدہ نہیں۔ یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اخلاق مذمومہ اور قابل اعتراض سیرت (کیکرٹ) کے بڑے جراثیم عالم شباب بلکہ طفولیت ہی میں نشوونما پاتے اور بالآخر نمٹک روحانی امراض کی شکل میں نمودار ہوتے ہیں۔ اس لیے کسی انسان میں سیرت کی خوبی پیدا کرنے اور اخلاق فاضلہ کا بیج بونے کے لیے یہ لازم ہے کہ عہد طفولیت اور زمانہ طالب علمی ہی میں اس کو نہایت اہتمام کے ساتھ اخلاقی تعلیم دی جائے۔

عام درگاہوں میں طلباء کے لیے جو مذاہب تعلیم مقرر کیا گیا ہے، اس میں اس بات کا کوئی خاص لحاظ نہیں رکھا گیا۔ اور غالباً اسی سہل انگاری یا غفلت شعاری کا یہ نتیجہ ہے کہ طالب علم معراج تعلیم کے آخری نشینے کو طے کر کے بھی عموماً ادب اور اخلاق کے زیور سے

آراستہ نظر نہیں آتے۔ نصاب سے قطع نظر کر کے ویسے بھی (جہاں تک مجھے علم ہے) کوئی ایسا عام فہم تالیف اردو زبان کی جو جامع اخلاق و آداب ہو اور عام طالب علموں کے لیے دستور العمل کا کام دے موجود نہیں۔ ایک دو کتابیں جو اس موضوع پر شائع ہوئی ہیں میرے فہم نارسا ہیں کسی نہ کسی وجہ سے اس مدعا کو پورا کرنے سے قاصر ہیں۔ اس وقت میرے پیش نظر مصر کی مطبوعہ ادب الفیض نام ایک کتاب ہے جس کو میں تمام موجودہ اخلاقی لٹریچر میں سب طلباء کے لیے بہترین تالیف خیال کرتا ہوں۔ لیکن یہ کتاب عربی زبان میں لکھی گئی ہے اور اس سے استفادہ کرنے کے لیے عربی زبان دان کی مستعد بہ استعداد اور قابلیت شرط ہے (جو اکثر طلباء میں مفقود ہے) لہذا اس کا ترجمہ سلیس اور با محاورہ اردو میں حاضر ہے۔

گر قبول افتد زبہ عز و شرف

ترجمہ کرتے وقت اس بات کا پورا لحاظ رکھا گیا ہے کہ مصنف کی عبارت کا مفہوم نہایت وضاحت کے ساتھ صحیح طور پر اردو کے لباس میں جاوہر ہو لیکن لفظی ترجمہ نہیں کیا گیا اور اس لیے یہ کتاب اگرچہ ترجمہ ہے لیکن بادی النظر میں اصل تصنیف معلوم ہوگی۔

کتاب ہذا ہر ایک نوجوان کے لیے بلا مبالغہ اس کی اخلاقی زندگی کا دستور العمل ہے اور اس لیے اس قابل ہے کہ ہر ایک طالب علم جو اپنے آپ کو اخلاق و آداب کے زیور سے آراستہ دیکھنا چاہتا ہے اس کو ہمیشہ حزر جان بنائے رکھے۔

نصیحت گوش کن جانان کہ از جاں دوست تر دارند جو انان سعادت مند پسند پیر وانا را
مضمون کی مناسبت سے اس کتاب کا نام جامع الاداب رکھا گیا ہے۔

والاستول من اللہ تعالیٰ ان ینفع بہ الطلبة و سائر المسلمین۔ آمین یا دب العلمین ۴

المترجم المناقش عبدالرحیم ساکن کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

مورخہ ۱۱ ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ

آداب والدین

۱۔ شرافت اور فطرتِ سلیم کا مقتضایہ یہ ہے کہ جو شخص تمہارے ساتھ احسان کرے تم اس کے ساتھ محبت کرو اور ہمیشہ اُس کا احترام مد نظر رکھو۔ ظاہر ہے کہ والدین سے بڑھ کر کوئی دوسرا شخص انسان کا دوست، ہوا خواہ اور مُحسن نہیں ہو سکتا، اس لیے جس قدر بھی تم ان سے اخلاص کے ساتھ پیش آؤ ان کی تعظیم و توقیر کرو اور ممکن سے ممکن اخلاص اور توجہ کے ساتھ اُن کی خدمت بجالاؤ، یقیناً تم اُن کا حق ادا کرنے سے قاصر رہو گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک کی متعدد آیات میں نہایت تاکید کے ساتھ اُن کی اطاعت کرنے اور ان کی رضا مندی حاصل کرنے کے لیے ارشاد فرمایا ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کا: ”والدین کی خوشنودی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا موجب ہے“

۲۔ چونکہ والدین کی خیر خواہی میں کسی قسم کے شک اور شبہ کی گنجائش نہیں یقیناً اُن کی دلی خواہش یہی ہوتی ہے کہ ہماری اولاد نیک بخت اور صالح ہو اور جو کچھ بھی وہ تم کو بطور نصیحت کے کہتے ہیں، اس کی بنا محبت اور اخلاص پر ہوتی ہے۔ اس لیے تمہارا اپنا فائدہ اور سعادت اسی میں ہے کہ اُن کی نصیحتوں کو گوشِ ہوش سے سُنو اور ان پر کاربند رہو۔ کیونکہ ہر کیف زمانے کے نشیب و فراز کو وہ تم سے بہتر سمجھتے ہیں +

۳۔ بزرگوں کی اطاعت اور اُن کا ادب اور احترام شریف النفس ہونے کی دلیل ہے

اور اس سلسلے میں سب سے مقدم درجہ والدین کا ہے جن کی اطاعت اور ادب سے نہ صرف ان کے دل میں تمہاری محبت زیادہ ہوگی بلکہ خود تمہاری زندگی خوشی اور مسرت کے ساتھ بسر ہوگی۔ (زندگی کی حقیقی خوشی نیکی کے احساس میں ہے)۔

۴۔ والدین کے ادب اور احترام میں یہ بھی داخل ہے کہ :-

والدین کھڑے ہوں تو اُس وقت تم کو ہرگز نہیں بیٹھنا چاہئے جب تک وہ بیٹھ نہ جائیں۔

اُن کے ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کے سامنے ہنسی اور کھیل میں بہت کم مشغول ہونا کرو۔

جب وہ بولنے لگیں تو کبھی ان کی بات نہ کاٹا کرو۔
ان کو تعظیم کے ساتھ مخاطب کیا کرو۔

الفاظ کے استعمال میں محتاط رہو اور اُن کی موجودگی میں اپنی آواز بلند نہ کرو :-

۵۔ بعض لڑکے اپنے باپ کے پاس ایک ہی مجلس میں بیٹھنے اور بڑے آدمیوں کی بات چیت کو سننے سے کتراتے ہیں۔ یہ عادت اچھی نہیں۔ بلکہ بزرگوں کی مجلس میں باوقات مناسب حاضر ہو کر اُن کے دانش مندانہ اقوال کو توجہ کے ساتھ سنا اور اُن سے حکمت اور دانائی کی باتیں اخذ کرنا سعادت مند نوجوانوں کے لیے عقل کی زیادتی اور معلومات بڑھانے کا موجب ہوتا ہے :-

۶۔ اگر راستے میں تمہاری ملاقات والد کے ساتھ ہو جائے تو تمہیں ادب کے

ساتھ اُس کو اور اس کے ساتھیوں کو سلام کرنا چاہئے اور اگر تم کسی مجلس میں بیٹھے ہو اور وہ باہر سے تشریف لائے تو اُس کی تعظیم کے لیے کھڑا ہو جانا چاہئے اور بشارت

چہرے کے ساتھ اُس کا خیر مقدم کرنا چاہئے۔ اگر تمہیں اُس سے کوئی درخواست گزارنی ہو تو لوگوں کے سامنے نہیں بلکہ تنہائی کے وقت اپنی حاجت بیان کرو اور اگر وہ اُس کو مسترد کر دے تو اُس درخواست کے پورا کئے جانے پر زیادہ اصرار نہ کیا جائے۔ کیونکہ وہ تمہارے نفع نقصان کو تم سے بہتر سمجھ سکتا ہے۔ (پدر را غسل بسیار است لیکن پسر گرمی دار است) ۷

۷۔ صغریٰ ہی سے اس بات کی عادت ڈالو کہ جو کچھ جیب خرچ تمہارے والد تم کو عنایت کریں اس کو کفایت شعاری کے ساتھ صحیح مصروف پر خرچ کرو، جس سے تمہارا سلیقہ ظاہر ہو۔ مثل مشہور ہے :

”ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات“

وہی لڑکے بڑے ہو کر خوشحالی اور اعتدال کی زندگی بسر کرتے ہیں جن کے بچپن کے طرز عمل میں ویسے ہی آثار ظاہر ہوتے ہیں ۸

۸۔ بعض نوجوان اپنے آبائی ترکہ کے بھروسے پر تحصیل معاش کے لیے کوئی مناسب عمل یا ہنر سیکھنے کی بجائے بے کاری اور عیاشی و اسراف کی زندگی بسر کرتے ہیں جس کا نتیجہ لازماً یہی ہوتا ہے کہ اندوختہ پدری کی لامحدود دولت تھوڑے دنوں میں ختم ہو کر بالآخر ان کو احتیاج اور افلاس کا روز بد دیکھنا پڑتا ہے۔ تم کو نوجوانوں کی اس جماعت سے نہیں ہونا چاہئے بلکہ حیات والد کو غنیمت سمجھ کر اُس کی بزرگانہ اور ہمدردانہ نگرانی میں کوئی ایسا جوہر لیاقت اپنے میں پیدا کرنا چاہئے جو دولت فانیہ کے بھروسے سے تم کو بے نیاز کر دے۔

سعدی علیہ الرحمۃ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے جو آپ زر سے لکھنے کے قابل ہے!

”مال و دولت دنیا را یا دزد بہرہ یا خواجہ بتفاریق بخورد اما ہنر چشمہ زاپندہ

است و دولت پابندہ سے

بہ پایاں رسد خانہ سیم و زر

نہ گردد تہی کیسہ پیشہ ور“

۹۔ انسان کو اپنی زندگی میں ایک ایسے شخص کی ضرورت ہے جس کے سامنے وہ اپنے غم اور خوشی کے جذبات کا بے تکلف اظہار کر سکے۔ اور اول الذکر حالت کے مناسب موقعوں پر وہ اُس کے ساتھ مخلصانہ ہمدردی فرمائے جس سے اُس کو تسلی حاصل ہو۔ والدین سے بڑھ کر اور کوئی مشفق اور ہمدرد انسان کے لیے نہیں ہے۔ اس لیے رنج و راحت کے پیش آنے پر اُنہی کو اپنا مرجع بناؤ۔

۱۰۔ جب تم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بڑے ہو کر اپنے دست و بازو سے کمانے کے قابل ہو جاؤ تو اس وقت تمہارا فرض ہوگا کہ اپنے والدین کی مساعدت اور اعانت کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کرو۔ اُنہی کے ساتھ عاطفت میں تم چھوٹے سے بڑے ہوئے، اُنہی کی بدولت تم کو یہ سب کچھ آسائش اور آرام حاصل ہوا اور اُنہوں نے ہی اپنے گاڑھے پسینے کی کمائی خرچ کر کے تم کو سکھایا پڑھایا۔ ان تمام حالات کو مد نظر رکھ کر کیا یہ تمہارا فرض اولین نہیں ہوگا کہ تم اُن کی پیرائہ سالی میں ان کی خدمت کرو؟ تم خود اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچ لو کہ اگر تمہاری اولاد اس کے برخلاف تم سے سلوک کرے تو کیا تم اس کو پسند کرو گے؟ حدیث شریف میں ہے:

”بذواہاءکم تبزکم ابناؤکم“ تم اپنے والدین کے ساتھ نیک

سلوک کرو، تمہارے بیٹے بھی تم سے نیک سلوک کریں گے۔

۱۱۔ اگر تمہارے والدین کوئی بات کہیں یا کریں جو تمہاری عقل کی میزان

میں درست نظر نہیں آتی ہے تو کبھی غصے کا اظہار یا نامناسب الفاظ کا استعمال

نہ کرو بلکہ نہایت نرمی کے ساتھ معقول دلائل کے ذریعے حقیقت حال اُن

کے ذہن نشین کرو جس سے اُن کے احساسات کو ذرہ برابر بھی صدمہ نہ پہنچے۔

اور نہ ہی تمہارا اختلاف رائے اُن کے لیے تکدرِ خاطر کا باعث ہو۔



آدابِ اخوان

۱۔ والدین کے بعد بھائیوں کے حقوق قابلِ احترام ہیں۔ بڑا بھائی تو بمنزلہ باپ کے ہے اور اُس کا ارشاد ویسا ہی واجبِ التعمیل ہے۔ چھوٹے بھائیوں سے ہمیشہ لطف اور شفقت کے ساتھ پیش آنا چاہئے۔ ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچاؤ اور اپنے تمام اعمال اور اخلاق میں ان کے لیے کوئی بُرا نمونہ پیش نہ کرو۔

۲۔ اگر تمہیں اپنے بھائیوں کے اخلاق اور عادات میں کوئی بُری بات نظر آئے تو نری اور محبت کے ساتھ اُن کو اس سے منع کر دو اور اُس کا قبح (نقصان) مناسب طور پر اُن کے ذہن نشین کر دو، تاکہ وہ بُری عادت اُن کی طبیعت میں راسخ نہ ہونے پائے۔ یہی حقیقی نیک خواہی اور یہی اخوت کا تقاضا ہے۔

۳۔ ہر ایک موقع پر جہاں مدد کی ضرورت ہو اپنے بھائیوں کے فوراً مددگار بن جایا کرو اور اس بات کے انتظار میں نہ رہو کہ وہ خود تم سے اعانت کے خواہنگا ہوں۔ اپنے بھائیوں کی بھید کی باتیں کبھی طشت ازبام نہ کرو اور ان کو صرف وہی خبریں سنایا کرو جس سے ان کو فرحت اور سرور حاصل ہو۔ ایسی بات ان سے کبھی نہ کہو جو کدورت اور پریشانی خاطر کا باعث ہو۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا یہ شعر ہمیشہ یاد رکھو کہ

بلکہ مژدہ بہار بیار

خبر بد بہ بوم شوم گذار

البتہ اگر کسی بات کے گھٹنے سے ان کو کسی قسم کے ضرر یا نقصان پہنچنے کا احتمال ہے تو ایسی خبر کو ان سے پوشیدہ نہ رکھو +

۴۔ ان کے عیوب سے ہمیشہ چشم پوشی کیا کرو۔ جب کبھی ان سے ملو بے نقاش چہرے اور خندہ پیشانی کے ساتھ ملو اور اپنے تمام اقوال اور افعال میں ان سے سچائی کا برتاؤ کرو +

۵۔ یہ بد بختوں کا شیوہ ہے کہ باپ کا انتقال ہوتے ہی اپنے بھائیوں کے ساتھ جھگڑوں اور تنازعات میں پڑ جاتے ہیں۔ چند ایک چاندی اور سونے کے سکوں کی خاطر رشتہ اخوت کو توڑ کر ایک ایک کے دشمن اور بدخواہ بن جاتے ہیں اور چند روزہ جھوٹی دولت کی بے ہودہ محبت کے لیے مایہ شرافت کو کھو بیٹھتے ہیں۔ تمہیں ایسے بدنام کنندہ اسلاف اور رذائل پسند لوگوں کا وتیرہ ہرگز نہیں اختیار کرنا چاہیے بلکہ ہمیشہ اپنے بھائیوں کے ساتھ اتفاق اور اتحاد رکھنا لازم ہے۔ جو اختلاف میراث وغیرہ کے متعلق پیدا ہوا اس کو شریفانہ طریق پر رفع کرنا مناسب ہے اور دلوں میں نفرت اور عداوت کے جذبات کو ہرگز ہرگز جگہ نہیں دینا چاہیے +



آدابِ اقارب

قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من ستره ان يبسط له في رزقه
وان ينسأ له في اشركه فليصل رحمه۔

”جو شخص چاہتا ہے کہ اس کا رزق فراخ اور غمزدراز ہو اس کو چاہئے کہ اپنے اقربا
اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحم کرے؛ راقربا اور رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک
کرنے کو صلہ رحم کہتے ہیں۔“

۱۔ صلہ رحم مذہبی فرض ہے اور اس کی تاکید عمل کے لیے متعدد آیات اور احادیث
وارد ہوئی ہیں۔

۲۔ بڑوں کے ساتھ والدین اور بڑے بھائی کا سا سلوک کرنا چاہئے جو تمہارے
برابریا تم سے چھوٹے ہوں، اُن کو حقیقی بھائیوں کی طرح سمجھ کر اُسی قسم کا برتاؤ
کرنا چاہئے۔ سب سے یکساں طور پر محبت اور اخلاص کے ساتھ پیش آؤ۔
اور اگر کسی امر میں وہ تمہارے محتاج ہوں تو اُن کی طرف دستِ اعانت بڑھانا
تمہارا فرض ہوگا۔ اُن میں سے کوئی بیمار ہو تو فوراً اُس کی عیادت (بیمار پرسی)
کے لیے جاؤ اور ہر ایک غم اور خوشی کے موقع پر ان کے ساتھ شریک
رنج و راحت ہو۔

۳۔ آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :-

”من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يؤذ جارك۔ یعنی جو شخص اللہ

تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، وہ اپنے پڑوسی کو اذیت نہ پہنچائے۔“

اس لیے اقربا اور رشتہ داروں کے بعد پڑوسی کا بڑا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں اس کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیا ہے۔ تم پر واجب ہے کہ اُس سے محبت اور احترام کے ساتھ پیش آؤ۔ اُس کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرو۔ ہمیشہ اُس کے خیر خواہ اور معاون رہو۔ ضرورت کے وقت اس کے ساتھ اپنی دلی ہمدردی کا غلی ثبوت دو اور اس کی جان و مال اور آبرو کو تم سے ذرا بھی ضرر نہ پہنچے ۛ



آداب منزل

(خدا م کے ساتھ برتاؤ کرنے کے متعلق مناسب بیانات)

۱۔ اس میں شک نہیں کہ خادموں اور نوکروں کا فرض ہے کہ وہ تمہاری خدمت بجا لائیں اور تمہارے احکام کی بغیر چون و چرا تعمیل کریں۔ لیکن تم کو بھی چاہیے کہ ان کو سخت سست نہ کہو اور ان کی تذلیل سے استرازا کرو۔ اہانت آمیز کلام کرنا خود تمہاری شرافت پر ایک دھبہ ہوگا۔ ان کو کوئی صبر آزما تکلیف نہ دو اور اس بات کو ہمیشہ ملحوظ رکھو۔ کہ وہ بھی تمہاری طرح انسان ہیں۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ :-
 ”اخوانکم جعلہم اللہ تحت ایدیکم (تمہارے لونڈی۔ غلام بھی تمہارے بھائی ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ وہ تمہارے ماتحت اور محکوم ہیں)۔“

کتنا بلخ اور جامع کلام ہے۔

۲۔ انسانیت کا تقاضا یہ ہے کہ خدام اور نوکر چاکر کے ساتھ بھی نرمی کے ساتھ گفتگو کی جائے اور ان کی لغزشوں سے درگزر کیا جائے۔ بااں ہمہ ان کو مخاطب کرتے ہوئے ہمیشہ متانت کو مد نظر رکھنا چاہیے۔ کبھی ان کے ساتھ مذاق کا پیرایہ اختیار نہ کریں اور نہ ہی اپنی زبان کو سب و شتم کے ساتھ آلودہ کریں۔ اول الذکر سے انسان کی ہیبت زائل ہوتی اور

اُس کے وقار میں فرق آتا ہے اور مؤخر الذکر اُس کے خستہ نفس کی دلیل ہے۔
 ۳۔ تمہارے شایان شان نہیں کہ خادموں اور شاگرد پیشہ لوگوں کے ساتھ آزادانہ
 بات چیت کرو اور ان کے ساتھ ضرورت سے زیادہ خلط ملط رکھو۔ کیونکہ اس سے
 تمہاری وقعت ان کی نظروں میں کم ہو جائے گی، جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ انہیں
 تمہارے خلاف جرات ہوگی اور وہ گستاخ ہو جائیں گے۔ اور بعض اوقات
 تم کو اُن سے وہ ناگوار الفاظ سننے پڑیں گے جس کے لیے تم تیار نہیں ہو گے۔
 اور اُن میں تمہاری سبکی متصوّر ہوگی۔

۴۔ نوکروں اور خادموں کے سامنے کبھی بھید کی بات یا کوئی ایسی خانگی
 بات مت کہو جس کو تم نہیں چاہتے ہو کہ گھر سے باہر نکلے۔ نیز اپنی دولت
 کا اندازہ اور دوسری خاص باتیں اُن سے مخفی رکھو۔ تاکہ اگر کوئی نوکر تم کو چھوڑ
 کر چلا بھی جائے تو تم کو اُس کے نتائج بد کا کچھ خطرہ نہ ہو۔



ادبِ تعلیم

۱۔ طالب علمی کے زمانے میں ہمیشہ صبح سویرے اُٹھا کرو۔ بیدار ہونے پر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ اُس نے تم کو تندرستی جیسی بے بہا نعمت بخشی ہے اور ہزاروں چھوٹی اور بڑی نعمتوں سے تم کو مالا مال کر رکھا ہے۔ قرآن حکیم میں ہے:-

”وَإِنْ تَعْلَمُوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا (آلہ) (اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننے لگو تو کبھی ان کو شمار نہیں کر سکو گے)۔“

جامہ خواب کو آثار پھینکو اور پاک و صاف کپڑے پہن لو۔ وضو اور نماز سے فارغ ہو کر اپنے والدین سے تعظیم کے ساتھ رخصت ہو اور حسن نیت اور پوری توجہ کے ساتھ مدرسے کا رخ کرو۔ راستے میں کھیل کود اور فضول کاموں میں مشغول ہونے سے احتراز کرو۔ اس سے ایک تو انسان خفیف الحركات (چمچھورا) معلوم ہوتا ہے، دوسرے یہ کہ بعض اوقات مدرسے بھٹیک وقت پر نہیں پہنچ سکتا اور پابندی اوقات کی قابلِ تعریف و صفت سے محروم رہتا ہے۔

۲۔ مدرسے میں پہنچ کر اپنے استاد کو نہایت ادب اور احترام کے ساتھ سلام کرو اور اپنے ہم درس طلباء کے ساتھ خندہ پیشانی اور بشارت چہرے سے پیش آؤ اور یاد رکھو کہ توشِ رُوحی نہایت مذہوم و صفت ہے +

۳۔ جب مدرسے کا وقت شروع ہو اور گھنٹی بج جائے تو اپنی جماعت کے

ساتھ ترتیب کے لحاظ سے کھڑے ہو جاؤ۔ کسی دوسرے طالب علم کے ساتھ مزاحمت نہ کرو اور اس کی تکلیف کا باعث نہ بنو۔ اگر تمہارے لیے جگہ نہ ہو تو نرمی اور تہذیب کے ساتھ اپنے رفیقوں سے درخواست کرو۔ سخت کلامی ہرگز نہ کرو۔

۴۔ مدرسے میں داخل ہوتے وقت، مجلسِ مذاکرۂ علمیہ اور کھانے کے ہال میں الغرض اپنے تمام حرکات و سکنات میں متانت اور نظام و ترتیب کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔

۵۔ کلاس میں اپنی مقرر کردہ جگہ پر بیٹھا کرو اور جب استاد سبق پڑھانا شروع کرنے تو پوری توجہ کے ساتھ سناؤ کہ اس کے کلام کا مفہوم اور اس کی تقریر تمہارے ذہن میں کما حقہ منقوش ہو جائے۔

اپنی جگہ کو بغیر استاد کی اجازت کے نہ چھوڑو، اور ایک ہی وقت میں دو کام نہ کرو۔ جن سے تمہارا ذہن دو مختلف سمتوں میں متوجہ ہو کر کسی ایک پر بھی توجہ مبذول نہیں کر سکے گا اور یقیناً دونوں میں خلل پیدا ہوگا۔ بلکہ مناسب یہ ہے کہ جو سبق پڑھایا جا رہا ہے، تمہاری تمام توجہ اُسی کے مالہ و ماعلیہ کے سمجھنے پر مبذول ہو اور اس لیے اس حالت میں کسی دوسرے طالب علم کی طرف مانتفت ہونا یا ادھر ادھر دیکھنا آدابِ درس کے خلاف سمجھا گیا ہے۔

۶۔ جب معلم کوئی سوال پوچھے تو پہلے اس سوال کے مضمون کو اچھی طرح سمجھ لو اور اس کے بعد معقولیت کے ساتھ اس کا جواب دو۔ لیکن خیر الکلام

مَا قَلَّ وَ دَلَّ کے زریں اصول کو ہمیشہ مد نظر رکھو۔

کسی دوسرے طالب علم سے سوال پوچھا جائے تو اس میں مداخلت نہ کرو اور استاد کے بتائے ہوئے فرائض درس کو بغیر کسی قسم کے تساہل اور تکاسل کے بجالایا کرو۔ جس میں سراسر تمہارا اپنا نفع اور فائدہ ہے۔

۷۔ طالب علمی ہی کے زمانے میں اس بات کی عادت ڈالنا چاہئے۔ کہ ہر ایک چیز میں غایت درجے کی صفائی اور ترتیب کا لحاظ رکھا جائے۔ کوئی چیز گندی میلی نہ ہو اور کسی چیز کو بے محل اور بے جا نہ رکھا جائے۔ ہر ایک کتاب اور کاپی و دیگر اشیاء قرینے سے رکھی جائیں۔ ردی کاغذوں کو بے پروائی سے نہ پھینکا جائے کہ ان کے ٹکڑے جا بجا اڑتے پھریں اور نہ ہی میز اور کپڑوں پر سیاہی کے دھبے پڑنے دیں۔ وعلیٰ هذا القیاس۔

۸۔ قلم اور پُر کے پونچھنے کے لیے کوئی خاص رومال ہونا چاہئے اور اس بات کی خاص احتیاط رہے کہ سیاہی سے آلودہ قلم کو کپڑوں یا بالوں کے ساتھ نہ پونچھا جائے اور نہ ہی اپنے ہونٹوں سے اس کو چوس لیا جائے۔ کیونکہ ایسا کرنا صفائی کے اصول کے خلاف ہونے کے علاوہ مضر صحت بھی ہے۔ اگر بالفرض تمہاری انگلیاں یا کپڑا سیاہی سے آلودہ ہو جائے تو کوشش کرو کہ قریب ترین وقت میں اس کو دھو ڈالو۔

۹۔ مدرسے کی دیواروں پر، اُس کے دروازوں پر اور تختہ سیاہ پر یا نقشوں پر چاک یا سیاہی کے ساتھ کچھ لکھنا ایک بیہودہ حرکت ہے جس سے تم کو بہر حال پرہیز کرنا چاہئے۔ بلکہ تمہارا فرض ہے کہ اگر کسی دوسرے طالب علم

کو اس طرح کرتا ہوا دیکھو تو ممکن سے ممکن طریق پر اُس کو اس ناشائستہ فعل سے روکو۔

۱۰۔ ورزشی کھیل مثلاً فٹ بال اور جمناسٹک وغیرہ اگر باقاعدہ کھیلا کرو تو اس سے تمہارے بدن میں چستی پیدا ہوگی اور تمہارے جسم کے عضلات مضبوط ہوں گے، جس سے تم کو یقیناً لطیف زندگی حاصل ہوگا۔ لیکن جیسے کہ ہر ایک چیز میں افراط اور تفریط مذموم ہوتی ہے، اسی طرح کھیلوں میں بھی اعتدال کی پابندی لازم ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے وقت عزیز کا اکثر حصہ کھیلوں کی نذر ہو جایا کرے۔ اسی طرح گلی کوچوں میں بد تہذیب اور کندہ نائراش لڑکوں کے ساتھ کھیلنا اپنی اہانت سمجھو۔

۱۱۔ کبھی اپنے منہ سے ایسی بات نہ نکالو جس کو بے ادبی یا گستاخی پر محمول کیا جاسکے۔ ہر ایک بڑے اور چھوٹے کے ساتھ اس کے درجے کے مطابق نہایت اچھی گفتگو کرو۔

۱۲۔ مدرسے میں داخل کیے جانے کا مقصد وجہ یہ ہے کہ تم زیورِ علم سے آراستہ ہو اور تمہارے وقت عزیز کا ایک ایک لمحہ اسی کمالی کئے حاصل کرنے میں صرف ہو۔ اس لیے تم کو چاہئے کہ تم بھی اسی کو اپنا نصب العین بنا لو اور تفریح کے اوقات کو چھوڑ کر باقی تمام اوقات میں تمہاری کوششوں کا ہی مرکز رہے۔ چنانچہ بغیر کسی قوی عذر کے اپنے آپ کو ہرگز مدرسے سے بغیر حاضر نہ کرو۔ کیونکہ ایک ہی دن کی تعلیمی کمی کئی دنوں میں بھی پورا کرنا دشوار ہوتا ہے۔

۱۳۔ بعض طلباء دیوانِ تعلیم میں کسی خاص ڈگری یا ڈپلومہ حاصل کرنے کو اپنا مشن سمجھتے کمال خیال کرتے ہیں اور ان کی بڑی تمنا تکمیلِ تعلیم کے بعد یہ ہوتی ہے کہ ان کو معقول تنخواہ پر کوئی سرکاری ملازمت مل جائے۔ یہ لوگ تعلیم کے اصلی مقصد کو مطلقاً نہیں سمجھتے ہیں۔ تعلیم کا اصلی مقصد یہ ہے کہ انسان خود اپنے لیے اپنی قوم اور اپنے وطن کے لیے مفید ترین فرد ثابت ہو۔ کیونکہ بغیر تعلیم کے کوئی شخص اپنی ذات اور اپنی قوم کو حقیقی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ علم ایک روشنی ہے جس کے ذریعے حقائق اشیاء کو اپنے اصلی رنگ اور صورت میں دیکھا جاسکتا ہے۔ اور علم ایک طاقت ہے جس کی بدولت انسان بڑے بڑے کارہائے نمایاں انجام دے سکتا ہے۔ اگر تمہیں اس میں شک ہو تو یورپ اور امریکہ کی حالت پر ایک نظر ڈالو کہ علم اور سائنس کے کمالات نے ان کو کس نقطہٴ عروج تک پہنچا دیا ہوا ہے۔

۱۴۔ تکمیلِ علم کے بعد جب تم حصولِ معاش کے اشتغال میں پڑ جاؤ تو بعض بے وقوفوں کی طرح یہ نہ خیال کرو کہ تمہارے تحصیلِ علم کا زمانہ ختم ہو گیا اور اب اس بارے میں مزید ترقی کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ علم ایک دریا ہے بے کراں ہے اور اس لیے جس قدر بھی تم اس میں کمال حاصل کرو مزید ترقی کے لیے ہمیشہ گنجائش باقی رہے گی۔ لہذا اپنے اوقات فراغت کا ایک بڑا حصہ مطالعہٴ کتب و جرائد کے لیے وقف کر دو۔ (حضرت علیؑ کا یہ قول کہ:

”اطلبوا العلم من المهد الى المهد، ائس وقت سے لے کر

جب کہ تم گہوارہ میں معصوم بچے ہو ائس وقت تک جب کہ تم کو لحد

میں رکھا جائے، علم کے طلب کرنے میں کوتاہی نہ کرو۔“

آپ زبرد سے لکھے جانے کے قابل ہے +

علم اور تعلم کے آداب

”طلب العلم فريضة على كل مسلم ومسلمة۔“ (حدیث شریف)

ہر ایک مسلمان مرد اور عورت پر علم کا طلب کرنا فرض ہے۔“

۱۔ علم سے بصیرت کی آنکھیں روشن ہوتی ہیں جس سے انسان نیکی اور بدی، حق اور باطل کو اپنی اصلی صورت میں دیکھ سکتا ہے۔ علم ایک نور ہے جس سے جہل کی تاریکیاں دور ہو کر انسان کو حقیقی فضیلت حاصل ہوتی ہے۔ وہ انسان کے لیے بریت ہے اور ایک ایسا سرمایہ ہے جس میں کبھی نقصان واقع ہونے کا احتمال تک نہیں۔ وہ ایک ایسا خزانہ ہے جس کو چور نہیں لے جا سکتے، اور جہاں تم جاؤ تمہارے ساتھ رہے گا۔ اس سے انسان کو اپنی زندگی کا اصلی لطف حاصل ہوتا ہے اور تہذیب و تمدن کی تمام تر خوبیاں اسی علم کے آثار اور نتائج ہیں۔ وہ ایک ایسا جوہر بے بہا اور قابل قدر کمال ہے جس پر آدمی بجا طور پر فخر کر سکتا ہے۔ وہ عقل کے لیے معتقل ہے اور ہر ایک ہنر اسی کی بدولت درجہ کمال تک پہنچتا ہے۔ اہل علم اپنے زمانے میں چمک رہے ہوتے ہیں اور یہی لوگ ہیں جو اشیا کی حقائق نفس الامریہ کا صحیح ادراک کر سکتے ہیں۔ انہی کی برکت سے خیر و شر اور نفع و ضرر کی تمیز دنیا میں قائم ہے۔ جاہل آدمی اگرچہ بظاہر زندہ ہے لیکن حقیقت میں مردہ بلکہ اس

سے بھی بدتر ہے :

۲۔ اگر تم دیکھو کہ کوئی دوسرا شخص تم سے علم میں فوقیت رکھتا ہے تو یہ کوئی شرمندہ ہونے کی بات نہیں ہے۔ وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ۔ البتہ یہ بات ضرور مشرم کا موجب ہے کہ کسی چیز کا علم تم کو حاصل ہو سکتا ہے لیکن تمہاری غفلت اس سے تم کو محروم کر دے :

۳۔ طالب علم کو چاہئے کہ وہ اپنے دل میں مال و جاہ کی محبت کو جگہ نہ دے۔ کوئی حقیقی صاحب علم زرپرست اور نمود پسند نہیں ہو سکتا۔ نخوت اور تکبر علم کے شایان شان نہیں۔ برخلاف اس کے علم انسان کو تواضع اور شوش اخلاقی سکھاتا ہے :

۴۔ علوم و فنون کے حاصل کرنے میں تدریج کا اصول مد نظر رکھنا چاہئے ترتیب علوم کو ملحوظ رکھیں اور اہم کو غیر اہم پر تقدیم دیں۔ اس بات کو بخوبی ذہن نشین کر لیں کہ تحصیل علم کا اصلی مقصد یہ ہرگز نہیں کہ انسان وکیل یا ڈاکٹر یا انجینئر یا جج یا مجسٹریٹ بن جائے اور بس۔ بلکہ تحصیل علم کا مدعا یہ ہے کہ وہ انسانی فرائض کا شناسا ہو اور ہر ایک چیز کی حقیقت کو پہچان لے۔ (جس سے نیکی بدی اور حق و باطل میں تمیز کر سکے)۔ حصول علم کو فخر اور مباہات کا ذریعہ نہ بنائے۔ کسی کے ساتھ حسد نہ کرے اور نہ ہی دوسروں کو بنظر استحقار دیکھے۔ اس کی بجائے تواضع کو اپنا شیوہ اور شفقت و ہمدردی کو اپنا شعار بنائے اور خلق اللہ کی خدمت اور ان کو فائدہ پہنچانا اپنی زندگی کا مقصد ٹھہرائے :

۵۔ بعض لوگ کمال علمی سے خالی ہونے کے باوجود فضیلت اور تقویٰ کی ڈیگیں مارتے پھرتے ہیں۔ تم کو ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہئے۔ سچے اہل علم کی مثال پُر از میوہ خوشے کی ہے جو ہمیشہ اپنا سر زمین کی طرف جھکائے رکھتا ہے اور اپنے میوہ سے انسان کے لیے لطف اور لذت کا باعث ہوتا ہے۔ برخلاف اس کے جاہل مغرور کی مثال خالی از میوہ خوشے کی ہے جس کا سر آسمان کی طرف اُچھا ہٹتا ہے لیکن سوائے اس کے کہ دیکھنے والوں کو دھوکے میں ڈالے، اُس سے کسی کو فائدہ حاصل ہونے کی امید نہیں۔ اگر وہ کسی مصروف کا ہے تو یہی کہ اس کو آگ میں جھونکا جائے۔ سعدی علیہ الرحمۃ ٹھیک فرماتے ہیں۔

تواضع کند ہوشمندے گزین

ہند شاخ پڑمیوہ سر بر زمین

مطالعہ کتب کے فوائد اور اس کے متعلق ہدایات

۱۔ مطالعہ کتب تواریخ سے انسان قوموں کے عروج اور زوال کا علم حاصل کر سکتا ہے اور ہر ایک قوم کے نامور افراد کے حالات زندگی پڑھ کر اُس سے نہایت اہم اسباق اخذ کر سکتا ہے۔ کتابوں کے اندر تمام عقائد روزگار کی حکمت اور فلسفے کا کتبِ قباب موجود ہے اور بڑے بڑے اربابِ دانش کے تجربات اُن میں لکھے ہیں جو انسان کے لیے اُس کے تمام مراحل زندگی میں مشعلِ راہ ہو سکتے ہیں۔ قدرت کے عجائبات اور مظاہرِ طبیعت و مادہ کی زیرنگیوں سے اگر تم کو دلچسپی ہے تو وہ کتابیں پڑھو جو سائنس کے مختلف شعبوں پر لکھی

گئی ہیں۔ کتاب انسان کے لیے اُس کی تنہائی کا مونس اور اُس کے غم بھلانے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اُس کے مطالعے سے انسان کے ذہن میں نور اور سینے میں سرور پیدا ہوتا ہے۔ اس سے خیالات میں پاکیزگی، شائستگی اور بلندی آ جاتی ہے اور وہ اپنے ضمیر کی بہتر سے بہتر تعبیر کے ساتھ ترجمانی کر سکتا ہے۔ ایک فاضل کا قول ہے :

* اگر مجھ کو بادشاہی عطا کی جائے اور میری قرار گاہ شاندار محلات اور مسرت افزا باغوں میں ہو، مجھے ہر ایک قسم کی کھانے پینے کی چیزیں اور شاہی طمطراق حاصل ہو لیکن مجھ کو مطالعہ کتب سے محروم رکھا جائے تو میں ایسی حالت میں رہنا پسند نہیں کروں گا، برخلاف اس کے میں اُس حالت کو ترجیح دوں گا کہ میں جھوپڑی میں رہ کر ایک غریب آدمی کی زندگی بسر کروں، بشرطیکہ مجھ کو مطالعہ کتب کے بہترین مواقع حاصل ہوں۔

۲۔ مطالعے کے لیے انتخاب کتب میں بعینہ اُسی طرح کی احتیاط اور غور و تأمل سے کام لیں جو دوستوں کے انتخاب کے متعلق عمل میں لایا جاتا ہے۔ کسی غیر مفید یا مبصر اثرات پیدا کرنے والی کتاب کا مطالعہ کرنا صحبتِ بد سے بدتر خیال کریں۔ ہمیشہ کسی ایسی تصنیف کے مطالعے میں اپنے آپ کو مشغول رکھیں جس سے وہ نتائج پیدا ہو سکیں جن کا مندرجہ بالا پیراگراف میں مجمل طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ مطالعے کے لیے اگر سوچ سمجھ کر کتب انتخاب کی جائیں تو اس میں شک نہیں کہ قلیل مطالعے سے بھی عظیم فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔ اس لیے کتابوں کے انتخاب میں بہت کچھ غور و تأمل اور حزم و

احتیاط استعمال کرنا لازم ہے +

۳۔ بہت سے لوگ اس بات کو اپنا فخر سمجھتے ہیں کہ اُن کے پاس ایک عظیم الشان کتب خانہ موجود ہے جس میں ہر ایک علم و فن کی تصنیفات کا بہترین انتخاب پایا جاتا ہے۔ لیکن یقین کرو کہ جب تک تم اُس کا مناسب طور پر مطالعہ نہیں کرو گے اور صرف مطالعہ نہیں اوجب تک اس سے کما حقہ استفادہ نہیں کرو گے، تمہاری مثال وہی ہوگی جس کا ذکر باری تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں ان الفاظ کے ساتھ فرمایا ہے: **كَمَثَلِ الْجِبَارِ يَظُولُ اَسْفَارًا**

۴۔ ازالہ چہ شد کہ کتب خانہ جہاں از تست

ز علم ہرچہ عمل مے کنی ہماں از تست

سعدی علیہ الرحمۃ اے آدمی کے حق میں فرماتے ہیں ۴

علم چنداں کہ پیشتر خوانی چوں عمل در تونیست نادانی

نہ محقق بود نہ دانش مند چار پائے برو کتابے چند

اُستاد کے آداب

اُقَدِّمُ اُسْتَاذِي عَلٰی نَفْسِي وَالْمَدِي

و اِنْ نَالَنِي مِنَ وَالِدِي الْفَضْلُ وَالشَّرَفُ

فَذَاكَ مَرْبِيَّ الرُّوحِ وَالرُّوحُ جَوْهَرُ

وَهَذَا مَرْبِيَّ الْجِسْمِ وَالْجِسْمُ كَالصُّدْفِ

ترجمہ: میں اُستاد کا درجہ خود اپنے والد سے مقدم سمجھتا ہوں اگرچہ مجھ کو اپنے

والد سے ہی فضیلت اور مشرافت نسبی حاصل ہوتی ہے کیونکہ میرے استاد نے میری روحانی تربیت فرمائی ہے اور والد نے میرے جسم کی پرورش کی ہے اور ظاہر ہے کہ روح بمنزلہ جوہر کے ہے اور بدن اُس کا صدف ہے۔

۱۔ اُستاد کا ادب اور احترام ہر وقت ملحوظ رکھو اور باپ سے اس کا حق زیادہ سمجھو، کیونکہ باپ نے تمہارے جسم کی پرورش کی ہے لیکن اُستاد نے تمہاری عقل اور روح کی تربیت فرمائی ہے۔

۲۔ کسی بات میں اُستاد کی مخالفت نہ کرو اور خصوصاً تعلیمی امور میں اُس کو اپنا کامل رہنما سمجھو۔ تمہاری مثال ایک جاہل مریض کی ہے جس کو ہر حالت میں حکیم اور ڈاکٹر کی ہدایات کی پیروی کرنا لازم ہے۔ اُس کو کوئی حق حاصل نہیں کہ وہ ڈاکٹر کے تجویز کردہ نسخے پر شکتہ چینی کرے۔ اُستاد اور ڈاکٹر میں یہ فرق ہے کہ مؤخر الذکر جسمانی امراض کا علاج کرتا ہے اور اول الذکر کا کام یہ ہے کہ وہ تمہاری روحانی بیماریوں (جمل اور اخلاق بد) کا علاج کرے۔

۳۔ اپنے اُستاد سے ہمیشہ تواضع اور انگسار کے ساتھ پیش آؤ اور اُس کی خدمت کو اپنا فخر سمجھو۔ ایک حدیث کا مضمون ہے کہ:

”خوشامد کرنا مومن کے اخلاق میں سے نہیں ہے لیکن علم کے طلب میں خوشامد کرنا معیوب نہیں۔“

۴۔ اُستاد کے سامنے نہایت ادب کے ساتھ بیٹھو۔ اُس کی تقریر کو انتہائی توجہ کے ساتھ سناؤ اور اُس کے مفید نصائح پر ہمیشہ کاربند رہو۔

۵۔ دورانِ تعلیم میں جو بات سمجھ میں نہ آئے اس کی بابت ضرور سوال کرو لیکن

اُستاد کا ادب و احترام اور حق عبارت کو مد نظر رکھو۔
 فغول سوال کبھی نہ کیا کرو۔ جو کچھ پوچھو سوچ سمجھ کر معقولیت کے ساتھ پوچھو۔
 اگر تم سے سوال کیا جائے تب بھی انہی امور کو ملحوظ رکھو اور "پہلے تو لو پھر
 بولو" کے اصول پر عمل کرو۔

۶۔ مدرسہ کے باہر بھی اپنے اُستاد کے ادب اور احترام کو فراموش نہ کرو اور
 راستے میں کہیں ملاقات ہو جائے تو ادب کے ساتھ سلام کرو اور اس کی تعظیم
 و تکریم میں کوتاہی نہ کرو۔

ہم درس طلباء کے آداب

۱۔ اپنے ہمدرس طلباء کے ساتھ بھائیوں کا سلسلہ کرو۔ بکواس چہرے کے
 ساتھ اُن سے ملو نرمی اور بردباری کے ساتھ اُن سے گفتگو کرو اور ان کے
 رنج اور خوشی کو اپنا رنج اور خوشی تصور کر کے ان کے ساتھ شریک رنج و
 راحت رہو۔

۲۔ اگر کسی طالب علم میں کوئی بُری خصلت تم کو نظر آئے تو پہلے اُس کو
 مخلصانہ نصیحت کرو اور اگر اس پر وہ باز نہ آئے تو اُس کی صحبت سے
 پرہیز کرو۔ انسان کی طبیعت میں دوسروں سے اخلاق چُرا لینے کا مادہ موجود
 ہے اور اسی لیے حکما نے ہم نشین کے انتخاب کے متعلق غایت عزم و احتیاط
 کی تاکید کی ہے۔

۳۔ اپنے ہمدرس طلباء اور ہمسروں پر کسی قسم کی بڑائی کا اظہار نہ کرو اور

نہ ہی اپنے علو نسب یا اپنے باپ کی بائیداد وغیرہ سے تفاخر کرو۔ بلکہ ہر ایک کہ دوسرے کے ساتھ تواضع اور انکسار سے پیش آؤ۔ ملنسار اور خوش اخلاق بنو جس کا نتیجہ تمہاری ہر دلچیزی ہوگی۔ لیکن اگر تم اپنی خرافات سے اُن کو پریشان کرو گے یا اُن سے تحقیر اور استہزاء کے ساتھ پیش آؤ گے یا کوئی ایسی بات کہو گے جس سے اُن کے دلوں میں کدورت پیدا ہو تو یقیناً یہ باتیں تمہاری غیر ہر دلچیزی بلکہ باہمی نفرت اور عداوت کا موجب ہوں گی۔

طالب علموں کو چاہئے کہ اُن کی مجالس اُنس اور محبت کی مجلسیں ہوں اور اُن کی باہمی گفتگو کا موضوع عموماً کوئی علمی مذاکرہ ہو۔

۴۔ تم کو چاہئے کہ مدرسے میں کسی قسم کی دھڑا بندی اور منافرت کا بیج بونے سے سخت احتراز کرو اور نہ ہی جلوسوں اور مظاہروں میں شریک ہو کر اپنے مقاصد علمی کو نقصان پہنچاؤ۔

۵۔ مدتِ تعلیم کے ختم ہو جانے اور مدرسہ چھوڑنے کے بعد بھی اپنے اُن طالب علم رفقاء کو مرت بھلاؤ جنہوں نے تمہارے ساتھ ایک ہی چھت کے نیچے بیٹھ کر تعلیم پائی ہے۔ ان کے ساتھ اُسی طرح محبت اور اخلاص کے ساتھ پیش آؤ اور ہمدردی کے موقع پر اُس کے اظہار سے دریغ نہ کرو۔



آدابِ صحبت اور دوستوں کا انتخاب

تَمَسَّكْ اِنْ ظَفَرْتَ بِذِيْلِ حُرٍّ

فَاِنَّ الْمَحْرَّ فِي الدُّنْيَا قَلِيْلٌ

ترجمہ :- اگر تم کسی شریف آدمی کی دوستی حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ تو مضبوطی کے ساتھ اس کے دامن کو پکڑ لو کیوں کہ دُنیا میں شریف دوست کا ملنا بہت دشوار ہے ۴

۱۔ سچا دوست اور مصاحب رنج و راحت کی دو متضاد حالتوں میں انسان کے لیے دست و بازو کا کام دیتا ہے۔ مصاحبت اور دوستی کی بناء فواید کے باہمی مبادلہ پر ہے اور اسی لیے تم دیکھو گے کہ بڑے اور چھوٹے کی دوستی اکثر اوقات کچھ زیادہ مفید ثابت نہیں ہوتی۔ تم کو چاہئے کہ حتی الامکان اپنے ہم عمروں کے ساتھ دوستی کا رشتہ مستحکم کرو۔

۲۔ دوستی کے استحکام کا تمام تر مدار باہمی اُلفت پر ہے۔ جس قدر اُلفت زیادہ ہوگی اتنا ہی دوستی کو زیادہ مضبوط اور پائیدار خیال کرو۔ لیکن اگر اس کی بنا خود غرضی پر ہو تو اس کو بجائے دوستی کے فریبکاری اور منافقت کے نام سے تعبیر کرنا زیادہ موزوں ہوگا۔ تم کو چاہئے کہ تمہاری دوستی خود غرضی سے پاک ہو۔

۳۔ عربی میں ایک شعر ہے کہ

عن المرء لا تسئل و سل عن قرینہ

فكَلَّ قَرِیْنٍ بِالْمُقَارَنِ یَهْتَدِی

(یعنی کسی آدمی کا حال معلوم کرنا ہو تو اُس کی بابت مت پوچھو۔ اُس کے دوستوں اور ہم نشینوں کا حال دریافت کر لو۔ کیونکہ ہر ایک شخص اپنے دوست کے مذہب پر ہوتا ہے۔)

اس لیے دوستوں کے انتخاب میں نہایت ہی حزم اور احتیاط سے کام لو۔ دوستی کے لیے ہمیشہ کسی ایسے شخص کو انتخاب کرو جو نہایت ہی شریف النفس، خوش اخلاق اور فرائض مذہبی کا پابند ہو اور ہر ایک معاملے میں اُس کی رائے صائب ہو۔ تمہاری محبت اور اخلاص کا مستحق وہی شخص ہو سکتا ہے جس کے لیے انقلابِ زمانہ اور اُس کے مصائب و اوجہات دوستی کی بجا آوری سے مانع نہ ہوں۔ اگر وہ تمہارے قریب ہے، جب بھی وہ تمہارے حقوق سے غافل نہ ہو اور اگر دُور ہے تب بھی غائبانہ تمہارے حقوقِ دوستی کو ملحوظ رکھے۔ تم کو وہ کسی حالت میں بھلائے نہیں اور تنگدستی اور احتیاج کے وقت میں تمہاری دستگیری کرے۔

دوست آں باشد کہ گیرد دستِ دوست

در پریشاں حالی و درماندگی

دوستِ مشمار آں کہ در لَحْمَتِ زند

لافِ یاری و برادرِ خواندگی

الغرض اُس کی دوستی زبانی جھج خراج تک محدود نہ ہو بلکہ اُس کا فعل اُس کے

قول سے بڑھ کر ہو۔ وہ اپنے بہت بڑے احسان کو جو اُس نے تمہارے ساتھ کیا ہے ایسے سمجھے اور تمہارے حقوڑے سے احسان کو بھی بہت بڑا خیال کرنے اگر تمہیں خوش قسمتی سے کوئی ایسا دوست مل جائے تو اس کو نعمتِ عظمیٰ سمجھو اور ایسے دوست کو اپنی غفلت یا کوتاہی سے ضائع نہ کر بیٹھو۔ کبھی اس کو اپنی طرف سے شکایت کا موقع نہ دو اور مرتے دم تک اس کے ساتھ رابطہ اتحاد قائم رکھو۔ (اشعارِ مندرجہ عنوان میں ایسے ہی دوست کے رشتہ دوستی کو مضبوط رکھنے کی تاکید کی گئی ہے۔) بد

۴۔ اگر کوئی شخص تمہارے حق میں خیرخواہی اور دوستی کا اظہار کرے تو اس کو دوست با صفا خیال کر لینے میں جلدی نہ کرو اور نہ ہی کسی کو دشمن سمجھ لینے میں تعجیل کیا کرو۔ علاوہ ازیں کسی دوست کی دوستی اور کسی بدخواہ کی دشمنی میں غلو (حد سے زیادہ مبالغہ) نہ کرو۔ اس بات کی حکمت اور فلاسفی کو سرورِ ہر دو جہاں علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام نے اپنے کلامِ معجز نظام میں اس طرح واضح فرمایا ہے :-

”أحبب حبیبك حُبًّا مقارباً فعلى ان يكون بغیضك یوماً تا و

ابغض عدوك بغضاً مقارباً فعلى ان يكون حبیبك یوماً ما۔“

ترجمہ :- ”اپنے دوست کی محبت میں اعتدال سے تجاوز مت کرو۔ ممکن ہے کہ کسی دن وہ تمہارا دشمن بن جائے اور اپنے دشمن کے ساتھ دشمنی کرنے میں بھی افراط کر کے حدِ اعتدال سے نہ بڑھو۔ کیونکہ احتمال ہے کہ کسی دن وہ تمہارے احباب کے زمرہ میں داخل ہو۔“

۵۔ خود غرض شخص کی دوستی پر کبھی اعتماد نہ کرو اور نہ ہی اندھوں کی طرح اس کے قول کا اعتبار کرو۔ کیونکہ اگرچہ ممکن ہے کہ وہ درحقیقت اظہار دوستی میں سچا ہو لیکن نظر بہ حالات زمانہ اس بات کا بہت زیادہ احتمال ہے کہ اس کا اظہار خلوص خود غرضی پر مبنی ہو۔ جیسا کہ شاعر نے کہا ہے۔

بد نفس مباشش و بد گماں باش
دزد فتنہ و مکر در امان باش

بہر حال تم کسی ایسے آدمی کے ساتھ دوستی نہ کرو جس کے خلوص کو تم نے مکر نہ آزمایا ہو اور تم کو اس پر پورا اعتماد نہ ہو۔ کیونکہ بغیر دوست کے رہنا بہتر ہے بمقابلہ اس کے کہ کسی ایسے شخص کی صحبت اختیار کرو جو لائق اعتماد نہیں۔

۶۔ اپنے دوستوں سے ہمیشہ پیار اور محبت کے ساتھ پیش آؤ۔ کیونکہ اُلفت دوستی کی روح و روال ہے اور جس کا کوئی دوست نہیں اُس کی زندگی بے لطف اور وبال جان ہے۔ اگر تمہارے دوست سے کوئی لغزش صادر ہو تو تم کو چاہیے کہ فوراً اُس سے ناراض نہ ہو جاؤ۔ تعجیل کرنے کا نتیجہ ندامت ہے۔ عقلمند آدمی ہر ایک معاملے میں غور و تأمل کو استعمال کرتا اور آہستگی کے ساتھ سوچ سمجھ کر کوئی فیصلہ کرتا ہے۔

”الْحُجْلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ وَالتَّائِي مِنَ الرَّحْمَانِ“

”جلدی کرنا شیطان کا کام ہے اور اللہ تعالیٰ آہستگی کو پسند کرتا ہے۔“

۷۔ غصے میں آکر کسی دوست کے روابط اتحاد کو خیر باد نہ کہہ بیٹھو بلکہ صبر اور

تجمل اور رواداری سے کام لو۔

من ذالذی ماساء قط

ومن له الحسنی فقط

(وہ کون دوست ہے جس نے کبھی بُرائی کا ارتکاب نہیں کیا اور جس

کے نامہ اعمال میں شکی ہی شکی ہو۔)

دوستی میں ایک دوسرے کے جذبات کا احترام کرنا اور اپنے دوست کے

حاجات اور ضروریات میں ہاتھ بٹانا بقاءِ مودت اور ازدیادِ محبت کا گڑ ہے۔

۸۔ اس میں شک نہیں کہ اشرار کے ساتھ صحبت رکھنا اور اُن کے ساتھ

تعلقات قائم کرنا سراسر نقصان اور مفرت ہے، تاہم ان کے ساتھ دشمن

کا سا سلوک کرنا بھی قرینِ صواب نہیں۔ ان کے ساتھ ہی نرمی اور ملاطفت

کا برتاؤ کرو، اور شفقت و ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ اور جہاں تک ہو

سکے اُن کی عادات اور اخلاق کی اصلاح میں کوشاں رہو۔



آداب اعضا و جوارح

چہرے کے آداب

تم کو چاہئے کہ ہمیشہ اپنے چہرے کو بشتاش رکھو۔ ترش روئی سے سخت اجتناب کرو اور جب کسی کو مخاطب بناؤ تو حالت خطاب میں ادھر ادھر اپنے منہ کو نہ پھیرو اور مخاطب کو گھور کر یا ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے سے پرہیز کرو۔ ہر ایک چیز کو بنظر قناعت دیکھا کرو اور اگر دیکھو کہ کسی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کسی نعمت خاص سے سرفراز فرمایا ہے تو ہرگز اپنے دل میں حسد کا خیال نہ آنے دو۔

منہ کے آداب

- ۱۔ اگر تم کسی شادی کی تقریب یا کسی دوسری محفل میں شریک ہو تو متانت کے ساتھ گفتگو کرو اور ہنسی مذاق میں حد اعتدالیٰ سے تجاوز نہ کرو۔
- ۲۔ اگر تمہارا مخاطب کوئی ایسا شخص ہو جو غم و اندوہ میں مبتلا اور مصیبت زدہ ہے تو اس کے سامنے ہنسنے اور مسکراتے سے پرہیز کرو۔ مناسب الفاظ میں اس کے غم و اندوہ کو کم کرنے کی کوشش کرو اور اس سے تسلی آمیز باتیں کہو۔

۳۔ بولتے وقت اپنی آواز کو بلند نہ کرو اور نہ ہی بہت آہستہ بولو ،
بلکہ تمہاری آواز کی بلندی اور عدم بلندی بقدر ضرورت ہو۔
۴۔ عربی میں ایک نہایت معنی خیز مقولہ ہے : ”المعروف بالحدیث“
انسان کی انسانیت اور اُس کا کمال سب سے دو چھوٹی چیزوں پر موقوف
ہے یعنی دل اور زبان۔

زبان انسان کے لیے اپنے مافی الضمیر کے تعبیر کرنے کا آلہ ہے اور
تکلم ہی سے اُس کا درجہ فضیلت معلوم ہو سکتا ہے۔
زبان ایک کسوٹی ہے۔ جس سے انسان کی تہذیب کی حقیقت اور اس
کے پوشیدہ اخلاق کی کیفیت معرضِ ظہور میں آتی ہے۔ اس لیے تمہیں اپنی
زبان کو اس طرح استعمال کرنا چاہئے جس سے تمہاری عقل و تہذیب اور
اخلاق کا بلند پایہ ہونا معلوم ہو۔

۵۔ بعض لوگ اپنی زبان کو ہونٹوں پر پھیرتے رہتے ہیں یا اپنے نانتوں
کو دانتوں سے کاٹتے ہیں ، ایسا کرنا آداب کے خلاف ہے اور اس
سے احتراز کرنا چاہئے۔

لوگوں کے سامنے ڈکار لینا مذموم سمجھا گیا ہے۔ اگر جمائی غلبہ کرے
تو اپنے منہ کو رومال سے یا ہاتھ سے ڈھانپ لینا چاہئے۔
اسی طرح کھانسی آئے تو منہ کو ایک طرف پھیر لینا چاہئے۔

جمائی لینے اور کھانسی کے وقت میں سلسلہ کلام کو روک دینا لازم ہے
اور اگر بار بار کھانسی اُٹھے یا جمائی لینے کی ضرورت محسوس ہو تو مجمع سے نکل

کر چلے جانا مناسب ہوگا۔

بعض لوگ اس طرح بے احتیاطی سے بولتے ہیں کہ بولتے وقت اُن کے مُنہ سے تھوک کے چھینٹے نکل نکل پڑتے ہیں۔ اس سے پرہیز کرنا اپنا ادبی فرض خیال کرو۔ لوگوں کے سامنے زمین یا دیوار پر مت تھوکو۔ بلکہ یا تو اوگالداں میں تھوکو یا اگر مجلس میں کوئی اوگالداں نہیں تو رومال میں تھوک لو جس کو بعد میں صاف کر لیا جائے، یا اُٹھ کر مجلس کی حدود سے باہر تھوک آؤ۔

۶۔ تمباکو پینے سے سحتِ احتراز کرو۔ اس سے مُنہ میں ایسی بدبو پیدا ہوتی ہے کہ جو شخص اس کا عیادی نہ ہو اُس کو اس سے سحتِ نفرت ہوتی ہے۔ تمباکو کا استعمال صحت کے لیے سحتِ مُضر ہے اور خصوصاً پھیپھڑوں اور حلق کی نالیوں پر اس کا بہت ہی خراب اثر پڑتا ہے۔ تمام ڈاکٹروں کا اس پر اتفاق ہے کہ تمباکو پیتا عمر کو کم کر دیتا ہے اور اس سے مختلف قسم کے خطرناک امراض پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ اگر بحساب اوسط تم صرف ایک آنہ بھی روزمرہ سگریٹ یا تمباکو کے پینے پر خرچ کرو تو تم نے سال بھر میں گویا پوبیس روپے خرچ کیے۔ جو ایک معقول رقم ہے۔ اور اگر صحیح مصرف پر اس کو خرچ کیا جائے تو اس سے کئی قسم کے بڑے بڑے کام نکل سکتے ہیں۔ بالفاظِ دیگر تمباکو پینے والا اسراف اور تبذیر کا مرتکب ہے۔ جس کے مرتکب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں شیطان کا بھائی فرمایا ہے۔

اکثر متباکو نوش اس کے مضر صحت اثرات اور اس کے داخل اسراف و تبذیر ہونے کو بخوبی محسوس کرتے ہیں اور دل سے چاہتے ہیں کہ اس موذی کے پنجے سے نجات حاصل کریں۔ لیکن عادت کی آہنی گرفت ان کو کب ایسا کرنے دیتی ہے ! ان کے حال پر یہ بات صادق آتی ہے :

الآن قد ندمت وما ينفع الندم

”اب پچھتائے کیا ہووت جب چڑیاں جگ گئیں کھیت۔“

تم نوجوانوں کو چاہئے کہ شروع ہی سے اس مذموم عادت کو اپنے اوپر مسلط نہ ہونے دو اور متباکو کے ضرر رساں نتائج کا ابتداء ہی میں خیال کر کے اس کا سد باب کرو اور آپ اپنے پیر پر کلھاڑی مارنے کے متکرب نہ بنو۔ ع

مرو آخر ہیں مبارک بندہ ایست

والعاقل تكفيه الامثارة *

ناک کے آداب

۱۔ لوگوں کے سامنے اپنی ناک کو ہاتھ لگانے اور ہتھوں میں انگلیاں ڈالنے سے پرہیز کرو۔ اگر ناک صاف کرنا ہو تو منہ ایک طرف کر کے ایسا کرو اور اپنے ہاتھ کو گنواروں کی طرح دیوار سے یا کپڑوں سے نہ پونچھو بلکہ آہستگی کے ساتھ بغیر آواز مکالنے کے رومال سے صاف کرو۔

۲۔ چھینکتے وقت حاضرین سے ہنسنہ پھیر لینا اور اپنے منہ پر رومال ڈال لینا چاہیے *

کان کے آداب

۱۔ کانوں کے پیدا کرنے میں حکمت یہ ہے کہ مفید باتیں ان سے سُنو۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کا کلام سُننا اور اس پر عمل کرنا کانوں کے پیدا کیے جانے کے مقصد کو پورا کرتا ہے۔

اسی طرح والدین، اُستاد اور دوسرے بزرگوں کا پسند آمیز کلام سُننا اور ان کی تعلیم و تلقین سے مستفید ہونا کان کے آداب میں سے ہے۔ اپنے کان کو بُرے کلام اور خرافات کے سُننے سے بچائے رکھو۔ کیونکہ ایسی باتوں کے سُننے سے انسان کی ذہنیت پر بہت بُرا اثر پڑتا ہے۔ جس کا مٹانا سخت دشوار ہوتا ہے *

۲۔ اگر کسی کو دوسرے کی چُغلی کھانا ہوا یا اس کی غیبت کرتا ہوا سُنو تو اُس کے ساتھ اس فعل مذموم میں ہرگز شرکت نہ کرو۔ اگر وہ تم سے چھوٹا یا تمہارے برابر ہے تو نہایت معقولیت کے ساتھ اس کو اس سے منع کرو۔ لیکن اگر وہ تم سے بڑا ہے اور ادب کا لحاظ اس کی مخالفت کرنے سے مانع ہے تو ایسی حالت میں کم از کم خاموش رہنا چاہئے۔ بہر حال تم خود کبھی چُغلی اور غیبت جیسی کمینہ حرکات پر اقدام نہ کرو۔

۳۔ پسِ دیوار یا پسِ پردہ دوسروں کی پوشیدہ باتیں سُننے کی ہرگز کوشش

نہ کرو۔ کیونکہ یہ ایک مجرمانہ خیانت ہے اور کسی شریف آدمی کے شایان
 شان نہیں۔ اگر تمہارا ضمیر گناہوں کی نجاست سے آلودہ نہیں ہے تو اس میں
 شک نہیں کہ خود تمہارا ضمیر تم کو ملاحت کرے گا۔
 ۴۔ طرب انگیز نعمات کا سنا اگرچہ کانوں کو لذیذ اور خوشگوار معلوم ہوتا ہے۔
 لیکن رفتہ رفتہ یہ شوقیہ سنا عادت بن جاتا ہے جس کو ٹھیکٹ اُردو میں غالباً
 نت پرونا کہتے ہیں جس کا نتیجہ توجہ کی ادھر مصروفیت، وقت کی تضيیع،
 پر اگندگی خاطر اور حواس کا تکرر ہوتا ہے جس کی بڑائی ارباب بصیرت سے
 پوشیدہ نہیں۔

ادب سر

اپنے سر کو بے ضرورت کسی ایک طرف ہائل رکھنے کی عادت نہ ڈالو۔
 پڑھنے یا لکھنے کے وقت ہلنے سے پرہیز کرو۔ لوگوں کے سامنے سر کھجانا ادب
 کے خلاف ہے۔ اسی طرح دوسروں کے سامنے سر کو ننگا مت رکھو۔ اور
 اگر تم اپنی خلوت گاہ میں نیچے سر بیٹھے ہو اور کوئی تمہاری ملاقات کو آجائے
 تو اپنے سر پر ٹوپی لکھ لیا کرو۔

ہاتھ پاؤں کے ادب

۱۔ جب کوئی شخص تمہارے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھائے تو فوراً اپنا
 دایاں ہاتھ اُس کے لیے بڑھا دو۔

۲۔ اپنے ہاتھ سے کسی کو ایذا اور تکلیف نہ دو اور اس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث مبارک ہمیشہ یاد رکھو جس میں ایک سچے مسلمان کی جامع مانع تعریف کی گئی ہے :

”المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده“ حقیقی مسلمان وہی ہے جس کی زبان سے کسی کو ایذا نہ پہنچے اور جس کا ہاتھ کسی کو تکلیف دینے کا باعث نہ ہو۔“

۳۔ اپنے ہاتھ کو کسی ایسی چیز کے لیے ہرگز مت بڑھاؤ جس کے لینے کا تم کو شرعاً اور عقلاً حق حاصل نہیں ہے۔

۴۔ مجلس میں اپنے ہاتھوں سے کھیلنے رہنا، انگلیوں سے چٹخارے نکالنا اور لوگوں کے سامنے ناخن لینا ادب کے خلاف ہے۔ نیز کسی دور کے آدمی کی طرف اپنے ہاتھ سے یا انگلی سے اشارہ نہ کرو جس کو عام طور پر مذموم سمجھا جاتا ہے۔ دوسروں کے جذبات اور احساسات کا بہر حال خیال رہنا چاہئے۔

۵۔ چلنے میں ہمیشہ اعتدال کو مد نظر رکھو۔ بہت تیزی کے ساتھ یا ضرورت سے زیادہ آہستہ چلنے سے پرہیز کرو اور چلتے وقت ادھر ادھر نظر مت ڈالو۔ کسی شاعر نے اس کی قباحت کو اس پیرائے میں ظاہر کیا ہے :

رسم سنگان است ہر سو نگاہ
شیر سر افگندہ کند قطع راہ

۶۔ اکر کر چلنے کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ :-

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ
الْجِبَالَ طُولًا

”زمین پر اکر کر مت چلا کرو دُمت نے اپنے زعم باطل میں اپنے آپ کو کیا سمجھ رکھا ہے (کیا تمہارا خیال ہے کہ تمہارے قدموں کے تلے زمین پھٹ جائے گی ؛ یا تم اکر کر اس قدر پھول جاؤ گے کہ) پہاڑ بھی تمہارے سامنے ہیچ نظر آنے لگیں گے؟ (نہیں ہرگز نہیں۔)“

تم ہرگز زمین کو نہیں پھاڑ سکتے اور نہ ہی پہاڑوں کی بلندی کا تم مقابلہ کر سکتے ہو۔

روحانیات لقمان میں بیل اور مینڈک کی کہانی اگر تمہیں یاد ہے تو اس محاورے کو بخوبی سمجھ جاؤ گے۔ مترجم :

۷۔ سڑک کے درمیان میں پیدل نہ چلا کرو بلکہ ہمیشہ کسی ایک طرف چلنا اختیار کرو۔ اس طرح گاڑی یا موٹر کے ساتھ ٹکڑ کھانے کا اندیشہ نہیں ہوگا۔ اور ہر وقت کبھی ادھر کبھی ادھر ہو جانے کی زحمت سے بچے رہو گے۔

۸۔ جب تم دو آدمیوں کو راستے میں جھگڑتے ہوئے دیکھو تو کسی کی بھی جانبداری نہ کرو بلکہ جہاں تک ہو سکے اُن سے الگ تھلگ ہی رہو اور اُن کے درمیان میں بالکل دخل نہ دو۔ کیونکہ جھگڑے میں کسی ایک زائد آدمی

کا شریک ہو جانا بھی مزید پیچیدگی کا موجب ہوتا ہے۔ (میرے خیال میں یہ ہدایت صرف راستے میں جھگڑنے والوں تک محدود نہیں بلکہ اس کو آداب عامہ کا ایک جزو شمار کرنا چاہئے۔ مترجم) »

۹۔ چلنے کے لیے صاف سٹھرا اور پاکیزہ راستہ اختیار کیا کرو اور قربِ مرثا یعنی قلتِ فاصلہ کے خیال سے تنگ اور غلیظ راستوں میں چلنے کو اس پر ترجیح نہ دو۔ کیونکہ بدبو دار چیزوں کی بوٹے بد اور کثیف ہوا کی وجہ سے دماغ پریشان ہونے کے علاوہ ایسی مزاحمتیں بھی پیش آتی ہیں جن سے آدمی کو امرِ مقصود کے بجالانے میں بڑی دیر اور تاخیر پیش آجاتی ہے۔ کپڑوں کے خراب اور ناپاک ہونے کا بھی اکثر اندیشہ ہوتا ہے اور ایسے راستوں میں چلنا مضرِ صحت اور بعض بڑے شہروں میں خطرناک بھی ہوتا ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے ع

راہِ راست برو گرچہ دور است

الغرض اس اصول کو خوب یاد رکھو کہ سب سے چھوٹا اور مختصر راستہ درحقیقت وہی ہے جس پر عام آمد و رفت ہوتی ہو اور وہ صاف سٹھرا اور پاکیزہ ہو۔

۱۰۔ بھیڑ بھاڑ کے وقت میں کسی آدمی یا دیوار کے ساتھ ٹکڑ کھانے سے احتیاط رکھو۔ اگر اس قسم کا کوئی خطرہ پیش آئے تو تھوڑی دیر کے لیے ایک طرف ہو کر کھڑے ہو جایا کرو۔ یہاں تک کہ سہولت کے ساتھ گزر سکو۔ نیز ازدحام (بھیڑ) کے موقع پر اپنی جیب کو محفوظ رکھنے کا خوب خیال رکھو

اور گاڑی وغیرہ کے خطرے سے بچنے کو لازم سمجھو ۛ

(۱۱) جب دیکھو کہ سامنے سے کوئی بوڑھا آدمی آ رہا ہے یا کوئی آدمی - لوجھ اٹھائے ہوئے ہے تو اول الذکر کے احترام کے لیے اور مؤخر الذکر کی تکلیف کو کم کرنے کے لیے ان کے سامنے سے ہٹ جایا کرو ۛ

(۱۲) جب راستے میں جان پہچان کے لوگوں سے ملاقات ہو تو (علیٰ حسب مراتب) تعظیم اور اخلاص کے ساتھ ان کو سلام کرو اور اگر کسی نے سلام کرنے میں پیش دستی کی تو اس کا جواب بشارت کے ساتھ بہترین الفاظ میں دو جس سے تمہارا اخلاص ظاہر ہو اور اگر وہ شخص تم سے بڑا ہے تو بزرگانہ تعظیم کے ساتھ اس کے آداب بجا لاؤ ۛ

۱۳۔ راستے میں کوئی چیز کھانا ادب کے خلاف سمجھو ۛ

۱۴۔ راستے میں یا اس کے بہت قریب پیشاب کرنے سے احتراز کرو۔

کیونکہ یہ خلاف ادب ہونے کے علاوہ صحت عمومیہ کے لیے بھی مضر ہے ۛ

✓ ۱۵۔ جب تم کو راستے میں کسی ایسے آدمی کے ساتھ چلنے کا اتفاق ہو جو تم سے عمر میں بڑا ہے تو اس کے دائیں طرف چلو اور اگر وہ تمہارا بزرگ ہے یا کوئی جلیل القدر آدمی ہے تو چند قدم کے فاصلے پر اُس کے پیچھے پیچھے چلو اور جب وہ کوئی بات کہے تو اُس کے سننے کے لیے تعظیماً کسی قدر جھک جایا کرو ۛ

۱۶۔ جب تم گاڑی پر سوار ہونے لگو تو اگر تمہارے ساتھ کوئی ایسا شخص

موجوب ہے جو تم سے عمر میں یا مرتبہ میں بڑا ہے تو اس کو پہلے سوار ہونے

دو اور اُترنے کے وقت پہلے اُتر کر اُترنے میں اُس کی مدد کرنے کے لیے
موجود رہو ۛ

۱۷۔ اپنے پاؤں کو کسی نامناسب امر کی انجام دہی کے لیے استعمال نہ کرو۔
مثلاً چل کر کسی عدالت میں جھوٹی گواہی دینا۔ محفلِ رقص و سرود اور انچول
دیگر مخزب اخلاق مجالس میں شریک ہونا وغیرہ ۛ

۱۸۔ جب تم کسی دوسرے شہر میں جانا چاہو تو سب سے پہلے ریوے ٹائم
ٹیبیل سے آگاہی حاصل کرو۔ جس گاڑی میں تم کو جانا ہے اس کے مقررہ
وقت روانگی سے نصف گھنٹہ پیشتر سٹیشن پر پہنچ جایا کرو تاکہ اطمینان کے
ساتھ ٹکٹ لے سکو اور بیٹھنے کے لیے خاطر جمعی کے ساتھ جگہ تلاش کر سکو۔
جگہ مل جانے پر اپنے اسباب اور سامان کو ترتیب کے ساتھ رکھو اور چیزوں
کا عدد یاد رکھو جس سے تم کو بوقتِ ضرورت اسباب کا جائزہ لینے میں
آسانی ہوگی۔

بیٹھنے میں کسی دوسرے مسافر کو تکلیف نہ دو اور ہر ایک کے
ساتھ نرمی اور مہاشفیت سے گفتگو کرو۔

اُترنے میں جلدی نہ کرو اور جب تک گاڑی پورے طور پر نہ ٹھہر جائے
اس سے اُترنے کا قصد نہ کرو۔

قلی اور ٹانگہ کا نمبر معلوم کرنے اور یاد رکھنے میں تساہل نہ کرو ۛ

آدابِ جلوس

۱۔ حدیث شریف کا مضمون ہے :

گزرگاہِ عام میں بیٹھنے سے پرہیز کرو اور اگر بیٹھنا پڑ جائے تو راستے میں بیٹھنے کے حقوق ملحوظ رکھو، یعنی ناویدنی امور سے اپنی آنکھوں کو بند رکھو۔ کسی راہ گزر کو کسی قسم کی تکلیف نہ دو۔ سلام کا جواب دیا کرو اور امر بالمعروف کا فرض ہرگز نہ بھولو۔

۲۔ مجلس میں ایک ٹانگ پر دوسری ٹانگ رکھ کر مت بیٹھو۔ پاؤں مت ہلاؤ۔ اور نہ ہی ان کو زمین سے ٹکراتے رہو۔

۳۔ جب تک بیٹھے رہو متکلم کی بات کا دھیان رکھو اور اپنی آواز کو اُس کی آواز پر بلند نہ کرو اور نہ ہی بے ضرورت ہنس پڑا کرو۔

۴۔ ایسی بات ہرگز نہ کہو جو اُس مجلس اور مقام کے لائق نہیں۔ دوسرے کی بات نہ کاٹو اور حاضرین کے احترام کو ہر وقت مد نظر رکھو۔

۵۔ اپنی خودداری (SELF RESPECT) قائم رکھو اور یاد رکھو کہ آدمی کی حیثیت لوگوں کی نظر میں بھی وہی ہوتی ہے جہاں خود آدمی اپنے آپ کو رکھنا پسند کرتا ہے۔ لیکن خودداری نخوت اور تکبر کی حد تک نہ پہنچنے پائے اور اس میں اور جاہ طلبی میں جو فرق ہے وہ ضرور ملحوظ رہے۔

کھانے کے آداب

۱۔ کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر اُن کو تولیہ سے خشک کرو۔ دسترخوان پر بیٹھنے میں ذرا توقف کرو کہ جو تم سے بڑے ہیں وہ پہلے بیٹھ جائیں۔ دسترخوان پر بیٹھ کر ادھر ادھر نظر مت ڈالو اور ابھی کسی قدر کھانے کی اشتہاء باقی ہو تو ہاتھ کھینچ لو۔

۲۔ دسترخوان سے نہ تو بہت نزدیک بیٹھو اور نہ بہت دُور۔ ایسے مناسب فاصلے پر نشست اختیار کرو کہ کھاتے وقت ہاتھ کو آزادی کے ساتھ حرکت دے سکو اور کسی دوسرے آدمی کو تکلیف نہ ہو۔ لقمہ لیتے وقت دسترخوان پر بہت کم جھکو۔ (زیادہ نہ جھکو)۔

۳۔ کھانا دہنے ہاتھ سے کھاؤ اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کر شروع کرو۔ اور کھانا ختم کر لینے کے بعد الحمد للہ رب العالمین کہہ کر اپنے رازق شہانہ و تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔

۴۔ جلدی جلدی مت کھاؤ اور نفع کو خوب چباؤ۔ اپنے ہاتھ اور کپڑے کو آلودہ کرنے سے احتیاط رکھو۔ دوسرے کے آگے سے کوئی چیز مت اٹھاؤ۔ اور اگر کسی رکابی کا کھانا تمہیں پسند نہ ہو تو بغیر کسی قسم کی کراہت کا اظہار کرنے کے اس کو چھوڑ دو۔ (نہ کھاؤ)۔

۵۔ اعتدال سے زیادہ کھانا صحت کے لیے سخت مضر ہے۔ ہر ایک چیز میں

اعتدال کو مد نظر رکھنے سے کسی انسان کی عقلندی ظاہر ہوتی ہے۔ کھانے کے متعلق سعدی علیہ الرحمۃ کا یہ زہریں مقول یاد رکھنے کے قابل ہے :۔

خوردن ز بہر زیستن و ذکر کردن است

تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است

۴۔ کھانے کے وقت مناسب بات چیت کرنا فعل ہضم کا معاون ہے۔ البتہ سختی سے بولنا اور غصہ آمیز کلام کرنا ہضم کے فعل کو روک دیتا ہے۔ اگر کسی کو جھڑکنا یا ملاومت کرنا چاہو تو کھانے کے وقت اُس سے احتراز کرو۔ اور کسی دوسرے وقت پر اس کو ملوثی کرو۔

۵۔ کھانے کے وقت کوئی ایسی حرکت نہ کرو جس سے تمہارے ساتھیوں کے دل میں شہاری طرف سے نفرت پیدا ہو۔

۸۔ کھانے کے بعد ہاتھ نمہ کو فوراً دھونا لازم ہے۔ اگر کوئی مرغن کھانا کھایا ہے تو صابون بھی استعمال کرو اور اپنے دانتوں کو خوب صاف کرو۔ کھانا کھا کر تھوڑا سا آرام کر لینا ایک پسندیدہ امر ہے۔

۹۔ سادہ غذا جس کے کھانے والوں کے دل آپس میں صاف اور خوش ہوں، اس مکلف کھانے سے بدرجہا بہتر ہے جبکہ دلوں میں بغض اور عداوت موجود ہو۔ اسی طرح اطمینان کے ساتھ نان خشک تناول کرنا انواع و اقسام کے اُن لذیذ کھالوں سے بہتر ہے جب کہ دل قسم قسم کی پریشانیوں میں مبتلا ہو۔ اس لیے جہاں تک ہو سکے اپنے دل کو صاف اور خوش رکھو اور ممکن سے ممکن کوشش کے ساتھ کدورت اور تشویش کو اپنے سے دور رکھو +

ضیافت ولیمہ کے آداب

(الف)

۱۔ ضیافت دینے والے کو چاہئے کہ جن کو بلانا مقصود ہے اُن کو زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دے تاکہ تاریخ اور وقت مقررہ اُن کے ذہن سے اُتر نہ جائے۔

۲۔ جس کو بلایا گیا ہے، جب وہ حاضر ہو جائے تو نہایت خوش اخلاقی اور احترام و توقیر کے ساتھ اُس کا خیر مقدم کرو اور ہر ایک کو اُس کے درجے کے مطابق اپنی اپنی جگہ پر بیٹھنے کا اشارہ کرو۔

۳۔ جب تمام مہمان آچکیں تو کوئی پندرہ منٹ کے بعد جبکہ راستے کی ممکن اور تکلیف کا اثر مہمانوں سے بالکل زائل ہو چکا ہو، اُن کو دسترخوان پر بیٹھنے کے لیے بلاؤ۔ اور اس بات کا خیال رکھو کہ ایک دسترخوان پر اُنہی مہمانوں کو یک جا بیٹھنے کی تکلیف دو جو فی الجملہ آپس میں تعارف رکھتے ہوں اور اگر ایسا اتفاق ہو کہ وہ سب ایک دوسرے سے نا آشنا ہوں تو صاحب خانہ کو چاہئے کہ اُن کا آپس میں تعارف کرا دے۔

۴۔ اپنے کھانے کی چاہ وہ کتنا ہی لذیذ اور مکلف کھانا ہو، صریحاً یا کُنایتاً تعریف نہ کرو، نیز کسی مہمان کو اُس کی مرضی کے خلاف زیادہ کھانے پر مجبور نہ کرو۔ (ایسا کرنا تکلف ہے جاہل)

۵۔ ہر ایک مہمان کے ساتھ بقدر امکان بات چیت میں حصہ لو۔

اور جب کسی مہمان کو رخصت کرنے لگو تو اُس کی تکلیف کا شکریہ ادا کرو ۔

(ب)

۱۔ دعوت کا قبول کرنا سنت ہے ۔ مقررہ وقت سے کسی قدر پہلے حاضر ہو جایا کرو ۔ جو شخص وقت مقررہ سے دیر کر کے پہنچتا ہے اس صاحب خانہ اور دیگر جملہ شرکائے ضیافت (جو حاضر ہو چکے ہیں) اس کے اس فعل کو بنظر قباحت دیکھتے ہیں ۔ جب صاحب خانہ تمہارے استقبال کے لیے آگے بڑھے تو نہایت بشاش چہرے کے ساتھ اس سے ملاقات کرو ۔

۲۔ آداب مجلس اور آداب اکل و شرب کو ملحوظ رکھو ۔

۳۔ جب تمہارے سامنے کوئی کھانا پیش کیا جائے جو تمہیں مرغوب نہیں تو اس کو مناسب شکریہ اور ملاطفت کے ساتھ لوٹا دو ۔

۴۔ کھانے سے فراغت پا کر رخصت ہونے سے پہلے صاحب دعوت کا مخلصانہ شکریہ ادا کرو ۔ اور اگر شادی کی دعوت ہے تو مبارکباد بھی عرض کرو اور اظہارِ بشاشت کرتے ہوئے اُس سے رخصت حاصل کرو ۔

۵۔ اگر تم کسی معقول عُذر کی بنا پر دعوت میں شریک نہیں ہو سکتے تو

صاحب دعوت سے بالمشافہ یا بذریعہ تحریر اظہارِ معذرت کیے معافی طلب کرو ۔

۶۔ دعوت کے دوران میں یا اُس کے بعد کسی کھانے کے حسن و قبح پر

بحث نہ چھیڑو ۔ کیونکہ ممکن ہے کہ صاحب خانہ کے جذبات کو اس سے ٹھیس

لگے جس سے احتراز کرنا تمہارا اولین فرض ہے :

کلمۂ نصیحت : آدمی کو چاہئے کہ دعوت کے اہتمام میں فخر اور

مرد کی خاطر اپنی بساط سے باہر قدم نہ رکھے اور اپنی حیثیت سے زیادہ خرچ
 ہرگز نہ کرے۔ اس میں دین اور دنیا دونوں کا نقصان ہے۔ اور نتیجہ یہ
 ہوتا ہے کہ ایک عارضی نمائش کی خاطر تلافی نقصان کے لیے عمر بھر جدوجہد
 میں مبتلا رہ کر لطفِ زندگی سے محروم ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں جن لوگوں کو
 خوش کرنے کے لیے تم یہ سب کچھ کرتے ہو، ان سب کو خوش بھی تو نہیں
 کر سکتے۔ (ومن شاء فلیجب) اس لیے ایسے موقعوں پر احتیاط اور
 اعتدال کے اصول پر کاربند رہو۔



ملاقات کے آداب

ملاقات کی چار مختلف قسمیں ہیں :

(۱) ملاقات رسمی

(۲) دوستانہ ملاقات

(۳) بیمار پرسی کی ملاقات

(۴) تعزیت کے لیے ملاقات

ہر ایک قسم کے لیے مختلف آداب ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے :-

ملاقات رسمی

۱۔ کسی بادشاہ یا امیر یا قاضی یا کسی دیگر عہدے دار کی ملاقات کرنے کو (جس کی ملاقات بلحاظ اُس کے عہدے کے کی جائے) "ملاقات رسمی" کہتے ہیں۔ ایسی ملاقاتوں کے لیے وقت کی تعیین ضروری ہوتی ہے۔ نیز خاص قسم کا لباس پہننا پڑتا ہے۔

۲۔ اس قسم کی ملاقات کے لیے پہلے اجازت حاصل کرو اور مقررہ وقت پر حاضر ہونا لازم سمجھو۔

۳۔ بڑے بڑے عہدہ داروں کی ملاقات کے خاص آداب ہوتے ہیں۔ اس لیے ملاقات کے دوران میں اُن تمام ہدایات کا اتباع کرو جو اُس کے

حاجب نے تمہیں دی ہیں۔

۴۔ اس قسم کی ملاقاتوں میں آداب و تسلیات بجا لانے کے بعد خاموشی کے ساتھ اُس جگہ پر جہاں بیٹھنے کے لیے تمہیں اشارہ کیا جائے، بیٹھ جایا کرو اور خود سلسلہ کلام کو آغاز کرنے سے پرہیز کرو۔ جس امر کی بابت تم سے پوچھا جائے، اُس کا جواب نہایت مختصر بقدر ضرورت دو۔ ملاقات کو طول نہ دو اور بہت جلد واپسی کے لیے اجازت لو۔

۵۔ رخصت ہونے کے وقت بھی اسی طرح آداب و تسلیات بجا لاؤ، جس طرح ابتدائے ملاقات میں بجا لائے تھے۔

دوستانہ ملاقات

۱۔ دوستانہ ملاقات کے لیے خاص اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی اس میں خاص ہدایات کا اتباع یا خاص قسم کا لباس پہننا لازم ہے۔
۲۔ جب کوئی دوست تمہاری ملاقات کے لیے حاضر ہو تو نہایت بشاشت اور خندہ پیشانی کے ساتھ اُس کا خیر مقدم کرو۔ مناسب مقام پر اس کو بٹھاؤ۔ خیریت کا حال دریافت کرو اور ہر ایک طرح سے اس کو خوش کرنے کی کوشش کرو۔ (دوستانہ ملاقات کے آداب کا یہ لپٹ لباب ہے!)

۳۔ اگر ملاقات کرنے والا عمر یا رتبے کے لحاظ سے تم سے بڑا ہے تو اس کی تشریف آوری کے لیے اظہارِ ممنونیت کرو اور اس کی تعظیم و توقیر میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرو۔

۴۔ جو شخص تمہاری ملاقات کے لیے آئے تم بھی گاہے گاہے اُس کی ملاقات کے لیے جاؤ لیکن جو تم سے عمر یا رتبہ میں بڑا ہے، اس کی ملاقات کے لیے تم پہلے جاؤ۔

۵۔ جب کوئی تمہاری ملاقات کے لیے آئے تو اپنا مشغل چھوڑ کر تمام تر اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ لیکن اگر اتفاق سے تم کسی ضروری کام میں مشغول ہو جو دوسرے وقت کے لیے ملتوی نہیں کیا جاسکتا تو مناسب الفاظ میں اپنے دوست سے معافی طلب کرو اور پھر بوقت فراغت خود اس کی ملاقات کے لیے حاضر ہو جاؤ۔ ملاقات کرنے والے کو بھی چاہیے کہ ایسے اوقات میں مَنجَل نہ ہو اور جب دیکھے کہ اس کا دوست کسی ضروری کام میں مصروف ہے تو بغیر کسی قسم کی رنجش یا آزدگی خاطر محسوس کرنے کے واپس چلا جائے۔

۶۔ جیسے کہ خود تم یہ نہیں پسند کرتے کہ کوئی شخص میسے کچیلے کپڑوں میں تمہاری ملاقات کے لیے آئے۔ اس لیے تم بھی کسی کی ملاقات کے لیے جاؤ تو صاف ستھرے کپڑے پہن لیا کرو۔

۷۔ جب تم اپنے دوست کو ایسی حالت میں پاؤ کہ وہ کسی کو خط لکھ رہا ہے یا کوئی خط پڑھ رہا ہے تو اس سے یہ نہ پوچھو کہ وہ کیا لکھ رہا ہے یا پڑھ رہا ہے۔

۸۔ جس کی ملاقات کے لیے تم حاضر ہوئے ہو اگر اس کے پاس پہلے سے ملاقاتیوں کی ایک جماعت موجود ہے تو اُن کو حسبِ مراتب سلام کرو۔

اور سنجیدگی کے ساتھ بیٹھ کر آدابِ مجلس کو ملحوظ رکھو۔

۹۔ اگر تمہارا دوست موجود نہیں تو اُس کے غائبانہ اُس کے گھر کی چیزوں کا جائزہ نہ لیتے پھرو۔ اور نہ ہی اس کی کسی تحریر کو یا چٹھی کو جو اُس کے نام آئی ہے پڑھنے کی کوشش کرو۔ الغرض کسی طرح بھی اُس کے پوشیدہ کوائف پر اس کی رضامندی کے بغیر اطلاع حاصل کرنے کا ارادہ نہ کرو۔

۱۰۔ بار بار ملاقات کرنے سے محبت بڑھتی ہے اور رابطہ اتحاد مستحکم ہوتا ہے۔ لیکن بعض اوقات اس کی کثرت بارِ خاطر اور باعثِ ملال ہو جایا کرتی ہے، اس لیے ہر ایک چیز کی طرح اس میں بھی قانونِ اعتدال سے انحراف نہ کرو اور ذیغاً تند رہنا کے اصول پر عمل کرو۔

۱۱۔ اگر تم نے کسی دوست سے ملاقات کرنے یا کسی اور بات کا وعدہ کیا ہے تو اپنے وعدہ کے خلاف ہرگز نہ کرو۔ دوسرے کو انتظار میں رکھنا سب سے بڑا اخلاقی گناہ ہے۔

”الانتظار اشد من الموت“ (انتظار موت سے بھی گراں گذرتا ہے) اور وعدہ خلافی کی مذمت غالباً اسی حکمتِ غامضہ پر مبنی ہے۔ اگر بالفرض تم کو وعدہ پورا کرنے سے کوئی مانع پیش آ گیا ہے تو تمہارا اخلاقی فرض ہوگا کہ جس سے وعدہ کیا ہے اس کو اُس مانع کے پیش آنے سے مطلع کرو اور اپنی معذوری کا اظہار کرو۔

۱۲۔ جب تم سے تمہارا کوئی دوست جدا ہو جائے تو بذریعہ خط و کتابت

رابطہ اُلقت کو برابر قائم رکھو۔

”المکتوبات نصف الملاقات“ (خط نصف ملاقات کے برابر ہوتا ہے)۔
ایک نہایت سچا مقولہ ہے۔ اگر تمہارا دوست اس باب میں کوتاہی کرے تو
شرمی کے ساتھ اس کو اس پر ملامت کرو اور یہ حقیقت اس کے ذہن نشین
کر دو کہ جو شخص نیک نیتی سے بے تکلفی کے ساتھ اپنے دوست کو ملامت
کرتا ہے اور اصل وہ بقاءے دوستی کا خواہاں ہے اور اس سے سچی محبت کی
جڑیں مستحکم ہوتی ہیں۔

بیمار پرسی کی ملاقات

- ۱۔ جب تم کو اپنے کسی دوست آشنا کی بیماری کی اطلاع ملے تو تمہارا اخلاقی
فرض ہے کہ اس کی بیمار پرسی کے لیے جاؤ۔
- ۲۔ اگر اُس کا مرض خدا خواستہ معتدی قسم کا ہے تو اُس کا حال اس کے
گھر والوں سے دریافت کر لیا کرو۔
- ۳۔ مریض کے پاس بہت دیر تک نہ ٹھہرو اور ضرورت سے زیادہ کلام
نہ کرو۔ جو کچھ کوہِ پست آواز سے کہو جس سے مریض کو کسی قسم کی تکلیف نہ
ہو۔ اُس کے سامنے کوئی ایسی بات نہ کہو جس سے اس کے احساسات
نکلدر ہوں۔ مثلاً بیماری کی شدت یا تلخی دوا کا ذکر نہ چھیڑو۔ مریض کو
اُس کی گزشتہ بے احتیاطیوں پر ملامت نہ کرو۔ البتہ دوا کے باقاعدہ استعمال
اور پرہیز کی بابت اس کو تاکید کر سکتے ہو۔

۴۔ مریض اگر اپنا حال بیان کرنا چاہے تو اس کو نہایت توجہ کے ساتھ سُنو اور مناسب الفاظ میں اس کی تسکین اور تسفی کرو۔ اس کے سامنے ہمیشہ ایسی بات کہو جس سے اس کے دل پر خوشگوار اثر پڑے اور اس سے اس کی ہمت اور حوصلہ بڑھے۔ رخصت ہوتے وقت اس کی شفا یابی کے لیے دعا کرو۔

تعزیت کے لیے ملاقات

- ۱۔ تعزیت کے معنی یہ ہیں کہ اگر کسی کو اُس کا قریبی رشتہ دار فوت ہو جانے کی وجہ سے یا کسی اور طرح پر کوئی مصیبت پہنچے تو اُس کی ایسے الفاظ سے تسلی دی جائے جس سے اُس میں تکلیف برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا ہو۔ اُس کا غم تخفیف پائے اور وہ مصیبت کو ہلکا سمجھنے لگے۔
- ۲۔ جب تمہیں اپنے جان پہچان کے لوگوں میں سے کسی کے انتقال کر جانے کی خبر پہنچے تو اس کے جنازہ میں شامل ہونا اپنا اخلاقی فرض خیال کرو اور پسماندگان کو ہر طرح سے تسلی دو۔
- ۳۔ مصیبت زدہ کے سامنے مسکرانے اور ہنسی خوشی کی بات کہنے سے پرہیز کرو۔ البتہ ایسی بات ضرور کہو جس سے اس کے غمزدہ دل کا اضطراب کم ہو جائے اور اس کو گورہ تسکین حاصل ہو۔
- ۴۔ اگر خود تم کو کوئی مصیبت پہنچے تو رسم و رواج کا خیال کر کے اصراف و تبذیر کے مرتکب نہ بنو اور جھوٹی نمود اور ناموری کا خیال چھوڑ دو۔ حقیقت

میں قابل فخر شخص وہ ہے جو ایسے موقعوں پر شریعت اسلام کی پابندی کرے
اور بے ہودہ مراسم پر فضول خرچی کرنے سے پرہیز کرے +



آداب لباس

۱۔ اپنے کپڑوں کو اور ٹوپی کو ہمیشہ صاف اور پاکیزہ رکھو۔
 ۲۔ اکثر لوگ لباس کی خوبی کو کسی شخص کی فضیلت یا اس کے درجہ کا معیار قرار دیتے ہیں اس لیے اگر تم اپنے لباس کی بابت بے اعتنائی اختیار کرو گے تو لوگ تم کو ادنیٰ درجہ کا آدمی خیال کرنے میں کسی حد تک حق بجانب ہوں گے۔
 اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ تم کپڑوں کی آرائش پر بے ہودہ خرچ کرو یا ذرق برق کے کپڑے پہنو بلکہ مقصد یہ ہے کہ میلے کچیلے اور پھٹے پرانے کپڑے پہننے سے احتراز کرو۔ کیونکہ اگر تم اپنے کپڑوں کو باقاعدہ بدلتے رہنے کی تکلیف گوارا نہیں کر سکتے یا ان کی باقاعدہ نظافت نہیں کر سکتے ہو تو اس سے اہم تر امور کو خوش اسلوبی کے ساتھ سرانجام دینے کی بجائے تم سے کیا توقع کی جاسکتی ہے؟

۳۔ سب سے بہتر کپڑا وہ ہے جو سادہ اور پائیدار ہو۔ شیش رنگ اور نقش و نگار والے کپڑے پہننا ایک ایسی بات ہے جس کو عقلمند پسند نہیں کرتے۔ نئی اومٹ کا اشتباہ کرنا اور فیشن کا ولداہ ہونا اسراف اور تضییع اوقات کا باعث ہے۔

۴۔ بعض لوگ کفایت شعاری کا خیال کر کے کم قیمت کپڑا بازار سے خریدتے ہیں لیکن یہ ایک اقتصادی غلطی ہے۔ "ارزاں ہے علت و گراں ہے حکمت"

تجارت کا حکیمانہ مقولہ تم نے سنا ہوگا۔ (تھنگا رو سے ایک بار اور سستا رو سے
بار بار) :-

۵۔ اپنے کپڑوں کو عطر وغیرہ لگا کر خوشبودار بنانا کچھ ضرور نہیں۔ ضرورت
اس بات کی ہے کہ اپنے کپڑوں کو اور اپنے جسم کو ہمیشہ صاف اور ستھرا
رکھو اور اپنی طبعی پاکیزگی کو بیرونی اثرات سے محفوظ :-

۶۔ جو شخص دوسروں کے فیشن کی اندھا دھند تقلید کرتا ہے، اس پر کسی
کی مثل صادق آتی ہے جو چکور کی چال سیکھتے ہوئے اپنی چال بھی بھول بیٹھا :-
۷۔ کپڑوں اور فیشن پر فخر کرنا حماقت ہے۔ عقل مند لوگ صرف علم و ادب
اور اخلاق حسنہ کو موجب فخر اور مایہ ناز سمجھتے ہیں :-



گفتگو کے آداب

۱۔ جب کوئی بات کہو اس میں سچائی کو بہر حال مد نظر رکھو۔ سچ بولنا اور اُس کی عادت ڈالنا بہترین ادب ہے۔ جھوٹ بولنا نہایت بُری چیز ہے جس سے اس کا بولنے والا نظروں میں سخت حقیر اور بے اعتبار ہوتا اور دونوں عالم میں ذلت اٹھاتا ہے۔

۲۔ وہی بات کہو جس کا تم کو علم ہے۔ ورنہ ہتھارے بولنے کی فضول بک بک سے زیادہ وقعت نہیں ہوگی۔

۳۔ جب کوئی دوسرا آدمی بول رہا ہو تو اُس کی بات کو کاٹ کر بات شروع نہ کرو۔ اُس کی بات کو ختم ہونے دو اور اپنے بولنے کے لیے ہمیشہ کسی موزوں موقعے کی تلاش میں رہو۔ بے موقعہ بات کہنا اس کی اہمیت کو کھو دیتا ہے اور اس پر کوئی بھی توجہ نہیں کرتا۔

۴۔ اگر تم کو کسی دوسرے کے کلام میں کوئی غلطی نظر آئے تو نہایت لطیف اشاروں کے ساتھ اس کو متنبہ کرو اور کوئی ایسی عبارت ڈھونڈو جس سے اُس کو اپنی غلطی بھی محسوس ہو جائے اور وہ رنجیدہ خاطر بھی نہ ہو۔ صریح الفاظ میں یہ کہنا کہ ”تم نے غلطی کی“ یا ”جھوٹ بولا“ طبعاً انسان کو ناگوار معلوم ہوتا ہے اور دوسروں کی بھی خواہ مخواہ ادھر توجہ مبذول ہوتی اور اس سے دلوں میں نفرت پیدا ہوتی ہے۔ لیکن اگر تم صریحاً کہتے ہو ”مجبور ہو اور

کوئی مناسب کنایہ اداۓ مقصد کے لیے کافی نہیں ہو سکتا تو ایسی حالت میں بہتر ہوگا کہ اس کو خلوت میں سمجھاؤ۔

۵۔ اگر خود تم سے کوئی غلطی سرزد ہو اور تمہیں اُس پر کوئی متنبہ کرے تو دل سے اُس کے ممنون بنو اور اُس کا شکریہ ادا کرو۔ بہر حال کوئی دوسرا تم کو اُس پر متنبہ کرے یا خود تمہیں اس کا احساس ہو جائے، اپنی غلطی کا اقرار کرنا عار نہ سمجھو اور فراخ دلی کے ساتھ اپنی غلطی کا اعتراف کرو۔ کیونکہ غلطی کا اقرار کرنا اگرچہ نفس پر شاق گزرتا ہے لیکن غلطی پر مُصِتر رہنا ناقابلِ معافی حماقت ہے۔

۶۔ اپنے کلام میں جسمانی عیوب کا برسیل استحقار ہرگز ذکر نہ کرو کیونکہ بہت ممکن ہے کہ اُسی مجلس میں کوئی ایسا شخص موجود ہو جو اُس عیب میں (جس کا ذکر ہو رہا ہے) مبتلا ہے، اس لیے اس عیب کا ذکر کرنا اُس کے لیے کمزورِ خاطر کا باعث ہوگا۔ اپنے دل میں شرمندہ سا ہوگا اور اس لیے قدرتاً اس کے دل میں تمہاری نفرت پیدا ہوگی۔

۷۔ کسی مجلس میں بولنے کی مشین نہ بن جایا کرو جس کی وجہ سے کسی دوسرے کو بات کرنے کا موقع نہ ملے۔ عربوں نے کیا ہی خوب کہا ہے:

”عقلمند کی زبان اس کے قلب کے پیچھے رہتی ہے۔ برخلاف اس کے احمق آدمی کی زبان اس سے آگے رہتی ہے۔“

مطلب یہ ہوتا کہ عقلمند آدمی جب تک کسی بات کا اپنے دل میں موازنہ نہ کر لے، اس کو زبان پر نہیں لاتا۔ نیز تم کو چاہیے کہ کام کرنا سیکھو مگر کلام کرنا

آسان ہے :

۸۔ اگر کسی باتوں آدمی سے تم کو پالا پڑے تو اس کی باتوں کو خواستہ یا ناخواستہ سنیے رہو اور اُس پر اپنی بے توجہی ظاہر نہ ہونے دو :

۹۔ بولتے وقت اپنے مخاطب کی حیثیت اور رتبہ کا خیال ضرور رکھو۔ بڑے آدمی کو کبھی "تم سے مخاطب نہ کرو۔ بلکہ "آپ" یا "آل جناب" وغیرہ الفاظ سے اس کو مخاطب کرو :

۱۰۔ اگر کوئی تم سے کسی امر کی درخواست کرے جس کو تم پیدا نہیں کر سکتے ہو تو نہایت لطف اور نرمی کے ساتھ اس کو جواب دو۔ جواب میں کرخت الفاظ استعمال کرنا مخاطب کے دل میں کدورت اور بغض اور کینہ پیدا کرنے کا باعث ہوتا ہے :

۱۱۔ اپنی بابت اپنی تعریف یا مذمت میں اہست کم کہا کرو اور اگر کوئی دوسرا آپ بیتی چھیڑ بیٹھے تو اس کو توجہ کے ساتھ سنو۔ اس سے اُس کے دل میں تمہاری محبت بڑھے گی :

۱۲۔ اگر اثنائے خطاب میں تم کو کسی بات کے دہرانے کی ضرورت محسوس ہو تو عوام کے محاورے میں یہ نہ کہو کہ "ارے کیا کہا" بلکہ مہذب اور مؤدبانہ محاورہ استعمال کرو مثلاً یہ کہو کہ "کیا آپ صبر بانی کر کے فلاں بات دہرانے کی تکلیف گوارا فرمائیں گے" وغیرہ :

۱۳۔ دوسرے کی بات کو توجہ کے ساتھ سنو لیکن ہر ایک بات پر تنقید نہ کرو اور نہ ہی دوسرے کی بات ختم ہونے سے پہلے اُس کے متعلق کوئی

اچھی یا بُری رائے قائم کرو۔ اپنی رائے پورے غور و غوض کے بعد ظاہر کیا کرو۔ اثنائے کلام میں قسم کے کھانے سے پرہیز کرو۔ کیونکہ زیادہ قسمیں کھانے سے آدمی کا اعتبار کھو یا جاتا ہے۔ اپنی رائے کو کبھی بہت زیادہ وسیع خیال نہ کرو۔ خود پسندی جاہلوں کا شیوہ ہے۔ عقلمند آدمی کبھی اپنی رائے کے بہم وجہ صحیح ہونے پر اصرار نہیں کرتا ہے۔

۱۴۔ جہاں تک ممکن ہو کسی سے جھگڑا مت کرو۔ اس سے دلوں میں نفرت، کینہ اور بغض کا بیج بویا جاتا ہے۔ اگر تم دوسرے سے اختلاف کرنے پر مجبور ہو تو نہایت ہی معقول اور منہذب پیرائے میں اس کا اظہار کرو اور اپنی بات کو اس طرح شروع کرو کہ ”جہاں تک میرا فکر ناقص یا ذہن نارسا میری رہنمائی کر سکتا ہے فلاں بات ایسی ہے۔ بہت ممکن ہے کہ میں غلطی پر ہوں لیکن جہاں تک میرا خیال ہے فلاں بات اس طرح ہے“ وغیرہ۔

ولا تجادل اهل الكتاب الا بالتي هي احسن (الآیہ)

یہود اور نصاریٰ کے ساتھ بھی اگر جھگڑتا ہے تو نہایت ہی اچھے

پیرائے میں مباحثہ کرو۔

۱۵۔ جو کچھ تم کہتے ہو تمہارے فعل اور عمل سے اس کی تصدیق ہونی چاہئے۔

۱۶۔ بولنے میں بہت محتاط رہو۔ بعض اوقات ایک لفظ یا ایک ہی فقرہ

کے بے احتیاطی کے ساتھ منہ سے نکالنے پر آدمی اپنے کسی عزیز دوست کو

کھو بیٹھتا ہے۔ (جس کی مثالیں واقع میں موجود ہیں۔)

۱۷۔ کوئی ایسی خبر نہ ناؤ جو سُنے والوں کو غم اور پریشانی میں مبتلا کر دے
 رآخر کوئی دوسرا آدمی وہ خبر لا کر بتا دے گا، س

ہلبلا مشدہ بہار بیار

خبر بد بہ بوم شوم گزار

ہاں مجبور ہو کر کہہ دینا اور بات ہے +

۱۸۔ کسی کی بات پر بے جا نکتہ چینی نہ کرو اور نہ ہی اعتدال سے زیادہ
 مذاق کرو۔ اس سے آدمی کے وقار میں فرق آتا ہے اور بعض اوقات بغض
 اور عناد کے دلوں میں جاگزیں ہو جانے تک نوبت جا پہنچتی ہے +

۱۹۔ اگر کوئی تم کو امین اور محرم راز سمجھ کر اپنا راز بتا دے تو اس کا
 چھپا کر رکھنا فرض ہے۔ راز کو فاش کر دینا اپنا اعتبار زائل کرنے سے قطع
 نظر کر کے ایک ادنیٰ درجہ کی کمینہ حرکت ہے +



ریاضت یعنی ورزش کے فوائد

اس کے آداب

- ۱۔ ریاضت کی دو قسمیں ہیں : ریاضت عقلیہ اور ریاضت بدنیہ۔
بدنی اور جسمانی ریاضت کی تو مزید تعریف کی ضرورت نہیں۔ ہر ایک طالب علم کم و بیش اس کو جانتا ہے۔ عقلی ریاضت یہ ہے کہ اپنے اوقات عزیز کا ایک حصہ اس بات کے لیے مخصوص کر دو کہ اس وقت تمام تفکرات اور ترقیوں کو پس پشت ڈال کر لطائف و ظرائف کے کہنے سننے میں مشغول ہو۔ آپ روائی اور سرسبز و شاداب باغات اور کھیتوں پر نظر ڈالنے کا لطف اٹھاؤ اور مظاہر قدرت کے بوقلموں عجائبات اور خوبوں پر غور کرنے سے اپنے دیدہ بصیرت کو روشن کر کے محفوظ ہو۔ اس قسم کی ریاضت خصوصیت سے اُن لوگوں کے لیے زیادہ مفید ہے جو دماغی کام کرتے ہیں، مثلاً مُصنِّفین، مدرِّسین، قاضی یا جج، وکیل عدالت، انجینیئر، فلاسفر اور شاعر وغیرہ۔
- ۲۔ بدنی ریاضت جملہ اعضاء یا بعض اعضاء کو نظام اور ترتیب کے ساتھ حرکت دینے کا نام ہے۔ مثلاً جمناسٹک اور جملہ ورزشی کھیلیں، گھوڑے کی سواری، شکار کھیلنا، پانی میں تیرنا وغیرہ۔ ورزش میں بھی۔ عام اصول کے مطابق اعتدال لازم ہے۔ کھانے سے پہلے ورزش کرنا اشتہار کو بڑھاتا ہے۔

اور کھانے کے تھوڑی دیر بعد ہضم طعام میں معاون ہوتا ہے۔ اس سے اعضا میں ایک قسم کی راحت پیدا ہوتی اور اس کے بعد آدمی گہری نیند سو جاتا ہے *

۳۔ ریاضت (ورزش) کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے انسان کی جسمانی اور دماغی صحت قائم رہتی ہے۔ تکالیف کو خوشی کے ساتھ برداشت کرنے کی عادت پیدا ہوتی ہے اور باقاعدہ ورزش کرنے والا آدمی عموماً ہیشاش رہتا ہے۔ نیز باقاعدہ کھیلوں سے اکٹھا کام کرنے کی عادت باہمی محبت، حصول کامیابی کے لیے ثابت قدمی اور اپنے افسر یا قائد کی اطاعت کا مادہ حاصل ہوتا ہے *

ہوا خوری

۱۔ جسمانی اور دماغی صحت قائم رکھنے کے لیے چہل قدمی اور ہوا خوری بہت مفید ہے۔ باہر کی ہوا صاف اور صحت افزا ہوتی ہے۔ سبزہ زار کے فرش پر نظر ڈالنا، بادلوں پہاڑوں اور دیگر مناظر قدرت کا تماشا دیکھنا اور آب و ہوا کی مستان چال اور فواروں اور آبشاروں کا نظارہ کرنا یقیناً زندگی کے لطف کو دوبالا کرتا ہے *

۲۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ زمین و آسمان کی کائنات کو بنظر غور دیکھنے اور کھیتوں، جنگلوں، پہاڑوں اور دریاؤں وغیرہ مظاہر فطرت پر نظر غائر ڈالنے سے انسان حکمت کے وہ باز جان سکتا ہے جو کتابوں کے

پڑھنے اور مطالعہ کرنے سے کبھی حاصل نہیں ہو سکتے۔ صحیفہ فطرت اور دفتر کائنات کا مطالعہ سلیم الفہم و دقیقہ رس ناظرین کے لیے بہ یک وقت بہترین تعلیم اور تفریح ہے۔ اوراق فطرت میں وہ نیرنگیاں موجود ہیں جن کی تصویر کھینچنے سے ماہر ترین مضمون نگار اور جادو بیان شاعر کا قلم اور زبان عاجز پڑے گا۔ اگر تم باہر جا کر کسی چشمے یا فوارے کے پاس تھوڑی دیر تک کھڑے ہو جاؤ یا پھولوں کے دیکھنے اور توڑنے کا لطف حاصل کرو یا کسی پہاڑ اور دریا کا نظارہ دیکھنے میں مشغول ہو یا کھلی ہوا میں چل قدمی کرو۔ اگر تمہارا فطرتی مذاق بگڑا ہوا نہیں ہے تو اس میں شک نہیں کہ اس قسم کے تھیرل مناظر کے مشاہدہ سے تم میں ایک حیرت انگیز احساس نشاط پیدا ہوگا اور اس کا اثر تمہاری صحت پر نہایت خوشگوار پڑے گا۔ اس سے تمہارے دل کی تشویش دور ہو جائے گی اور طبیعت میں سکون پیدا ہو کر تمہارے ذہنی اور جسمانی قوتی میں ضعف کی بجائے قوت نمایاں ہوگی۔

۴۔ پانی میں تیرنا اگرچہ ایک مفید ورزش ہے لیکن اس فن میں مہارت حاصل کرنے کے لیے بہت کچھ مشق کی ضرورت ہے۔ اس لیے جب تک تم اس میں مہارت کا درجہ حاصل نہ کر لو شناوری سے بہت کم آشنائی رکھو۔

۵۔ اگر تم کسی ایسے باغ میں سیر کر رہے ہو جو ملکیت غیر ہے تو بغیر اس کے مالک کی صریح اجازت کے کسی پھل یا پھول کے توڑنے پر اقدام نہ کرو۔

۶۔ سیر کرتے وقت صاف اور ستھرے کپڑے پہنے ہوں، ورنہ جس قدر بھی

تم لطف اور نشاط سے بہرہ اندوز ہو گے۔ اُسی قدر یا اُس سے کچھ بڑھ کر میلے کچیلے کپڑوں کا تم پر بڑا اثر (غیر مفید صحت اثر) پڑے گا۔ بہر کیف میلے اور کثیف لباس کے ہوتے ہوئے سیر و تفریح کا مطلوبہ اثر بہت کم ظہور میں آتا ہے۔

۷۔ گانے بجانے اور رقص و سرود کی مجلس میں دوسروں کو عموماً اور طالب علموں کو بالخصوص شریک ہونے سے سخت احتراز کرنا چاہئے۔ اس سے کسی قسم کی ریاضت تو حاصل ہوتی نہیں، اس سے حقیقی راحت کے حصول کی بھی اُمید نہ رکھیں۔ ایسی مجالس میں شریک ہونا شرفاء کے لیے موجبِ عار ہے۔ عزیز وقت الگ ضائع ہوتا ہے اور نفسانی جذبات کو جِدا تحریک ہوتی ہے۔ جس کے مفسدِ اخلاق اثر کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ مناظرِ قدرت کی خوبصورتیوں کا دیکھنا اور اس پر غور کرنا حقیقی مسرت کا موجب ہوتا ہے۔ لیکن یاد رکھیں کہ قدرت کے دلکش مناظر کا اُن پر کچھ بھی اثر نہیں ہوتا جنہوں نے اپنے دلوں کو بُرے اخلاق کے زنگ سے آلودہ کیا ہو۔ زمین اور آسمان کی چکاچوندِ روشنیاں ایسے قلبِ تاریک کو منور نہیں کر سکتیں۔ اس لیے اگر حقیقی راحت حاصل کرنا چاہو تو اپنے دل کو تمام بنی نوع کے ساتھ اخلاص و محبت اور ہمدردی کے جذبات سے معمور رکھو۔

دین کے آداب

۱۔ اس بات کو بخوبی سمجھ لو کہ جس خدا نے تم کو پیدا کیا اور بغیر مانگے قسم قسم کے انعامات اور احسانات سے سرفراز فرمایا اور آئندہ کی زندگی میں بھی تم کو اس سے بہتر ہر ایک قسم کی نعمتوں کے ملنے کی اُمید ہے۔ کیا تمہارا یہ فرض نہیں ہے کہ تم اپنے اوقات عزیز کا کچھ حصہ اس کی عبادت اور اطاعت میں بھی صرف کرو؟ تم کو چاہئے کہ والدین اور اُستاد اور ہر ایک مُنعم سے اس کو زیادہ محسن سمجھ کر اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے دل و جان سے کوشش کرو۔ اس کی بھیجی ہوئی شریعت کی پابندی کرو۔

۲۔ یہ بھی اچھی طرح ذہن نشین کر لو۔ کہ اپنے خالق مہربان کی اطاعت اور اُس کے احکام کا اتباع خود تمہارے لیے دُنیا اور آخرت کے نفع اور بہبود کا یقینی ذریعہ ہے۔

من عمل صالحاً فلنفسه ومن اساء فعليه وبال

اور اس کے اوامر اور نواہی کی پابندی تہذیب، اخلاق اور اصلاح ظاہر و باطن کی بہترین ضمانت ہے۔

اس لیے ادائل عمری سے اس کی پابندی کی عادت ڈالو اور اس کو اپنا شعار بناؤ۔ اگر کوئی اپنے خالق کی اطاعت چھوڑ دے یا اُس میں کوتاہی

کرے تو اس میں شک نہیں کہ وہ دنیا اور آخرت کے عذاب میں مبتلا ہوگا۔ اور بلحاظ اعمال اور اخلاق کے سوسائٹی کے لیے اس کا وجود یقیناً مضر ہوگا۔ برخلاف اس کے شریعت اسلامیہ کی رہنمائی میں اپنے اعمال اور اخلاق کو درست کرنا سعادت دارین کا موجب ہوگا۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور شریعت کی پابندی اسی تک محدود نہیں کہ ظاہری طور پر نماز روزہ بجا لایا اور بس، بلکہ احکام شرعیہ کی پابندی کو ملحوظ رکھ کر اپنے حصولِ معاش کے لیے کوشش کرنا۔ عام بنی نوع کے ساتھ عموماً اور مسلمان بھائیوں کے ساتھ خصوصاً رحم اور ہمدردی کا برتاؤ کرنا۔ ہر ایک طرح کے ملی اور قومی خدمات انجام دینا۔ ریاکاری، خود بینی اور تکبر سے کوسوں بھاگنا۔ تمام گناہوں اور بد اخلاقیوں سے پرہیز کرنا، اور بُرائی کے بدلے میں نیکی کرنا اصلی عبادت اور مغزِ شریعت ہے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ اپنے جسم کو اور کپڑوں کو ہر ایک قسم کی نجاست سے پاک و صاف رکھیں اور پانچ وقت ہاتھ منہ دھو کر اُس کی بارگاہ میں سرِ نیاز جھکائیں۔ اس سے ایک سمجھ دار آدمی صریحاً یہی نتیجہ اخذ کر سکتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کو ہمارے ظاہری جسم بلکہ کپڑوں تک کی طہارت مطلوب ہے تو کیا وہ اس بات کو پسند کرے گا کہ ہم اپنے باطن کی تطہیر اور تزکیہ سے غافل رہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔ جیسے کہ وہ چاہتا ہے کہ ہمارا ظاہر پاکیزہ اور صاف ہو اسی طرح وہ چاہتا ہے کہ ہمارا باطن اور ضمیر بھی صاف ہو۔ اُس میں کسی

قسم کا غلّ و غش، منافقت اور ریاکاری، وھوکہ و فریب اور حقد و حسد نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے کلام پاک میں یہ تعلیم نہایت مؤکد الفاظ میں موجود ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ نے جن فرائض کی بجا آوری پر مامور فرمایا ہے اور جو عبادت ہمارے لیے مقرر کی ہے روحانی برکات اور آخرت کی نجات اور درجات حاصل ہونے کے علاوہ اس میں کئی قسم کے ظاہری فوائد و منافع بھی ہوتے ہیں۔ مثلاً نماز کی بدولت انسان ہمیشہ پاک و صاف رہتا ہے۔ اس سے تساہل اور تکاسل کی عادت کا قلع قمع ہوتا ہے جو ترقی کی دشمن ہے۔ پابندی اوقات اور مساوات کا اس میں بہترین سبق موجود ہے اس سے انسان میں سویرے اٹھنے کی عادت پیدا ہوتی ہے جو صحت کے لیے نہایت مفید ہے۔ باجماعت نماز پڑھنا میل جول کے بڑھانے، باہمی الفت و اتحاد پیدا کرنے اور تبادلہ خیالات و آراء کا بہترین ذریعہ ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

روزہ کی پابندی سے انسان میں ضبط النفس (اپنی خواہشات پر اقتدار حاصل کرنا) نیز صبر و تحمل اور شہاید کی برداشت کی صفت پیدا ہوتی ہے جو اس کی ترقی پذیر زندگی کے مختلف مراحل پر نہایت کارآمد ثابت ہوگی۔ فقرا اور مساکین کی حالت کا اس سے حقیقی احساس ہوتا ہے جس سے طبعاً ہمدردی پیدا ہوتی ہے اور ہمدردی ایک ایسی صفت ہے جس کو تمام عالمان معاشیات انسانی تمدن اور اجتماعی زندگی کی خوشحالی کا سنگ بنیاد مانتے ہیں۔ الاشیاء تعرف باضدادھا کے اصول پر اللہ تعالیٰ کی دی

ہوئی نعمتوں کی حقیقی قدر و قیمت کا روزہ دار ہی صحیح اندازہ کر سکتا ہے۔
 آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث کہ للصائم فرحتان الخ اسی نکتہ کی
 توضیح ہے۔ روزہ کا فرض بجا لانا مشکل کام بھی دیتا ہے۔ اس سے بدن
 کی فضلہ رطوبات خشک ہو کر مزاج کا اعتدال قائم رہتا ہے۔ امریکہ کے
 ڈاکٹروں نے روزے کے فوائد کو تسلیم کر لیا ہے اور وہ اس کو اکثر
 امراض کا تیرہدف علاج خیال کرتے ہیں۔

زکوٰۃ کا طیب خاطر سے ادا کرنا انسان کو روزیہ حرص اور بخل سے
 نجات بخشتا ہے اور اگر مسلمانوں کی مالدار جماعت اس فرض کی بجا آوری
 میں کوتاہی نہ کرے تو اس سے سوسائٹی کا اقتصادی توازن قائم رہ سکتا
 ہے۔ فلسفیانہ بصیرت رکھنے والوں سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں۔

علیٰ ہذا القیاس حج میں بھی اجتماعی اور معاشرتی فوائد ہیں۔ یہ تمام دنیا
 کے مسلمانوں کے منتخب افراد کا ایک مرکز پر سالانہ اجتماع ہے جس میں
 عالمگیر اخوت اور مساوات تام کا نظارہ آنکھوں سے دیکھا جاسکتا ہے اور
 ہو فوائد و منافع کسی قوم کی سالانہ کانفرنس یا کانگریس کے انعقاد میں متصور
 ہو سکتے ہیں، وہ سب اس میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ دور دراز مقامات
 سے سفر کی تکالیف برداشت کر کے حج میں شریک ہونا انسان کو مشکلات
 کا مقابلہ کرنے کا شوگر بناتا اور اس کے لیے بہت سے نئے تجربات
 اور معلومات حاصل کرنے کا موجب ہے۔

۶۔ یقین کرو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کو اس واسطے دنیا میں

بھیجا کہ وہ ہمیں خدا کا پیغام پہنچا کر نیکی اور نجات کا راستہ دکھائیں۔ اس لیے تمہیں ان کی تعظیم و احترام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرنا چاہیے۔ ظاہر ہے کہ جیسے والا جتنا بڑا جلیل القدر ہو اُس کا قاصد بھی اُسی نسبت سے معظم و مکرم ہوگا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی کی کوئی انتہا نہیں اُس کے رسولوں کا بھی نوع انسانی میں سب سے بڑا درجہ ہے اور ان کا ادب اور تعظیم و توقیر سب پر واجب ہے۔

۷۔ مذہب انسان کے لیے ہر ایک حالت میں زندگی بھر اس کی رہنمائی کرتا ہے۔ ترقی کا راستہ یہ دکھاتا ہے۔ مصیبت میں انسان کے لیے یہ تسلی کا باعث ہوتا ہے۔ تکلیفات کو خدہ پشیمانی کے ساتھ برداشت کرنا اور مشکلات کے پیش آنے پر ثابت قدم رہنا یہ سکھاتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آخرت کی ابدی زندگی میں اعلیٰ سے اعلیٰ روحانی خوشحالی حاصل کرنے کے ذرائع کی یہ تعلیم و تلقین کرتا ہے۔ اس لیے مذہب کی پابندی کو کبھی ناگوار بوجھ خیال نہ کرو۔ قرآن کریم ہو اللہ تعالیٰ کا پاک کلام ہے، مذہب کی تمام اصولی تعلیمات کا جامع ہے اُس کے مطالب اور معانی کا علم حاصل کرنا اور اس پر عمل کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔

۸۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت اُس کے آداب کا التزام رکھو جس کی تفصیل مذہبی کتابوں میں موجود ہے اور اللہ تعالیٰ سے نہایت خشوع اور خضوع کے ساتھ یہ دعا کرو۔

اللّٰهُمَّ رَبِّ اِهْدِنِيْ وَوَقِّفْنِيْ لِمَا تَحِبُّ وَتَرْضٰى وَتُحِبُّهُنِيْ
بِرَحْمَتِكَ وَفَضْلِكَ فِي الْاٰخِرَةِ وَالْاَوَّلٰى۔

اے میرے خدا مجھ کو ہدایت دے اور ان اعمال کے بجا لانے
کی توفیق بخش جن کو تو پسند کرتا ہے اور وہ تجھ کو پیارے ہیں اور
دونوں عالم یعنی دُنیا اور آخرت میں مجھ کو اپنی رحمت اور فضل کے ساتھ
ڈھانپ دے۔

نوٹ :- اسلام اس بات کو نہایت بُرا سمجھتا ہے کہ مقابر اور مشاہد
کی اس طرح تعظیم کی جائے گویا وہ خدا کے گھر یعنی مساجد ہیں۔ مثلاً آستان
پر بوسہ دینا۔ قبر کے ارد گرد طواف کرنا یا اس کی تعظیم کے لیے سر بسجود ہونا
کیونکہ بوسہ اور طواف خاصہ خدا یعنی کعبہ شریف کے لیے مخصوص ہے
اور سر بسجود ہونا صرف اللہ تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی کے شایانِ شان ہے
اس قسم کی بدعات سے سخت پرہیز کرو۔ (مزید تفصیل متعلق شرک و توحید
کے لیے کتب و بیہ کا مطالعہ کرو۔ خصوصاً تقویۃ الایمان مصنفہ مولوی
محمد اسماعیل شہید دہلوی اور نصیحة المسلمین از مولانا خورم علی کو غور
سے پڑھیں۔)

۹۔ علمائے دین کی تعظیم کرنا اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو بنظر
توقیر و احترام دیکھنا بھی آدابِ دین میں داخل ہے۔

حفظِ صحت کے قوانین اور اصول

اگر تم حفظِ صحت کے اصول اور قوانین کی کما حقہ پابندی کیا کرو تو تمہیں

دوا داروں کی ضرورت بہت کم پیش آئے۔ "قوائے ذہنیہ کی صحت اور سلامتی

جسم کی صحت اور سلامتی پر منحصر ہے۔" +

صفائی جسم

آنکھوں کو پاک و صاف رکھنا اور ان کی نگہداشت :-

۱۔ نظافت اور طہارت (پاکیزگی جسم) کا مقتضایہ ہے کہ آدمی ہر روز علی الصبح اپنی آنکھوں کو اور چہرہ کو صاف پانی اور صابن کے ساتھ دھویا کرے۔

۲۔ آنکھوں کو اپنی آنکھوں پر نہ بیٹھنے دو کیونکہ اکثر آشوب چشم اور دیگر تکلیف دہ امراض کے متعدی جراثیم انہی آنکھوں کے ذریعے سے آنکھوں میں داخل ہوتے ہیں۔

۳۔ باریک حروف میں لکھی یا چھپی ہوئی کتاب دیر تک مطالعہ کرنا اور تیز روشنی کو گھور کر دیکھنا بینائی کے لیے مضر ہے۔ آنکھوں کے لیے سب سے اچھا اور مفید رنگ سبز اور نیلیوں ہے۔ عالم نباتات کا سبز وندی ہیں جلوہ گر ہونا اور فضائے آسمان کو نیلیوں رنگ میں پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کی

حکمت بالغہ اور رحمت کاملہ کا بین ثبوت ہے۔ شرح اور سفید رنگوں سے
حتی الامکان پرہیز کرنا مناسب ہے۔

۴۔ مطالعہ کے وقت کتاب کو اپنی آنکھوں سے کم از کم دس رانچ یا
اس سے کچھ زیادہ فاصلے پر رکھو۔ تیز روشنی تمہارے عین بالمقابل نہ ہو۔
بہتر ہوگا کہ روشنی کی شعاعیں تمہاری بائیں جانب سے آئیں۔

تعمیر و ترمیم و تہذیب و تہذیب

۱۔ ہر صبح اپنے منہ کو پاک اور صاف پانی کے ساتھ دھو لیا کرو۔ ایسا کرنا
صحت کے لیے نہایت مفید ہے۔ صبح کے وضو میں اس کی تعمیل
مع شئی زائد ہو جاتی ہے۔

۲۔ دانتوں کو صاف اور ستھرا رکھنے کا ہر وقت خیال رکھو۔ خصوصاً
کھانا کھا چکنے کے بعد اپنے منہ اور دانتوں کو خوب صاف کرو اور اگر
دانتوں کے درمیان کچھ اٹکا ہوا رہ گیا ہے تو خلال کر کے اس کو باہر
نکال پھینکو۔

۳۔ مسواک کرنے کی شریعت نے نہایت تاکید کی ہے جس میں چند
درچند فوائد ہیں۔ اس سے منہ کی بدبو جاتی رہتی ہے۔ مسوڑھے مضبوط
ہوتے ہیں۔ بلغم گھل جاتی ہے اور معدہ کھل جاتا ہے۔

وغیرہ

ناک کی تطہیر و تنظیف

۱۔ ناک میں ہرگز فغند نہ رہنے دو اور وضو کرتے وقت اس کو پانی کے ساتھ خوب صاف کرو۔ داکل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں جو تاکید فرمائی ہے وہ بے معنی نہیں ہے۔

۲۔ خوشبودار پھولوں اور خوشبودار چیزوں کو سونگھنا جسم میں پستی اور تحریک پیدا کرنے کا باعث ہوتا ہے۔ لیکن کثرت سے اس کا استعمال کیا جائے تو اس سے درد سر پیدا ہوتا ہے۔ ذرا سا کافور سفوف بنا کر ساتھ رکھنا اور وقتاً فوقتاً اس کو سونگھ لینا عطریات کا نعم البدل ہو سکتا ہے اور وہ تشنچ اور عفونت کا مانع ہے۔

۳۔ بدبودار اشیاء کی بدبو دماغ میں گھس جانا ضرر صحت اور انسان کی نفسانی حالت پر برا اثر پیدا کرتا ہے۔ اس لیے ایسی اشیاء سے دور ہی رہنا مناسب ہے۔

کان کی صفائی

۱۔ کانوں کو ہمیشہ میل کیل سے صاف رکھنا چاہئے۔ اس کی میل نکالنے کے لیے ایک خاص قسم کا آلہ بھی ہوتا ہے جو ہاتھی دانت سے بنایا جاتا ہے۔

۲۔ ہاتھ منہ دھیتے وقت یا کم از کم غسل کرتے وقت کانوں کے ظاہر

اور باطن کو پانی سے دھونا اور صاف کرنا لازم ہے۔ دھونے کے بعد فوراً باقی جسم کی طرح اُن کو بھی تولیہ سے خشک کر لینا چاہئے۔ کانوں کے دھونے میں سستی کرنا اور ان کو صاف نہ رکھنا شنوائی میں گرائی کا باعث ہوتا ہے۔

۳۔ توپ کی آواز یا اسی قسم کی کسی اور سخت اور کرجت آواز کا سننا قوت شنوائی کو ضعیف اور کمزور بناتا ہے۔ اس لیے اس قسم کی آوازوں کے سننے سے اپنے آپ کو بچائیں۔

۴۔ برخلاف اس کے موسیقی کے وکش نغموں کا سننا طبیعت میں نشاط پیدا کرنے کے علاوہ مقوی سماعت ہے۔ تاہم ہوا خوری کے عنوان میں یہ ذکر دوبارہ پڑھ لینا لازم ہے۔

ہاتھوں کی صفائی

۱۔ حدیث نبویؐ ہے (علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والسلام) :

”جب بھی کوئی تم میں سے نیند سے جاگے اس کو اپنے ہاتھ دھو لینے چاہئیں۔ کیونکہ وہ نہیں جانتا ہے کہ اس کے ہاتھ (نیند کی حالت میں) کس چیز پر پڑے۔“

اس بیخ کلام کا آخری فقرہ نہ صرف اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ ممکن ہے اس کا ہاتھ بحالت خواب کسی قسم کی نجاست سے آلودہ ہوا ہو بلکہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح زہریلے جراثیم کا وہ تشمین بن گیا ہو

اور غالباً اسی نکتے کو ملحوظ رکھتے ہوئے آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی بھی تاکید فرمائی ہے کہ کھانا شروع کرنے سے پہلے ہمیشہ ہاتھ دھو لینے چاہئیں۔ کھانا ختم ہو چکنے کے بعد ہاتھوں کا دھونا آلودگیوں سے لطافت حاصل کرنے کے لیے سنت ٹھہرایا گیا ہے۔

۲۔ ہاتھ دھوتے وقت کپڑوں پر چھینٹے پڑنے سے پرہیز رکھنا چاہئے۔

۳۔ ہاتھوں کو سادہ رومال سے نہیں بلکہ ٹوئیہ سے خشک کرنا چاہئے۔

۴۔ ناخنوں کو ہمیشہ باقاعدہ (ہفتہ وار) تراشنا چاہئے لیکن ناخن لینے

میں بھی اور اشیاء کی طرح افراط اور تفریط سے احتراز کرنا مناسب ہے۔ ناخن

نہ تو اس قدر لمبے رہیں کہ بدنما معلوم ہوں اور ان کے نیچے میل کچیل جمع

ہو جائے اور نہ اس قدر چھوٹے ہوں کہ جو حکمت ناخنوں کے پیدا کرنے

میں قدرت نے رکھی ہے وہ مقصد حاصل نہ ہو۔ (یعنی کسی چھوٹی اور

باریک چیز کے اٹھانے میں وقت اور تکلیف محسوس ہو)۔

بالوں کی صفائی

(عام جسم کی صفائی اور ظاہری چلد یعنی بشرہ کی تطہیر)۔

۱۔ اگر تم نے سر کے بال رکھے ہیں تو تم کو چاہئے کہ ان کی خبرگیری

کرنے میں تساہل نہ کرو۔ ان کو پاک و صاف رکھو اور ہر روز کنگھی کیا

کرو۔ گرمی کے زمانے میں بالوں میں تخفیف کرنا مناسب ہے۔

۲۔ ہفتے میں کم از کم ایک مرتبہ غسل کرنے سے جسم صاف رہ سکتا ہے۔

۳۔ اگر تم گرم پانی سے غسل کرو تو غسل کرنے کی حالت میں نیز اس کے تھوڑی دیر بعد تک اپنے آپ کو سردی کے جھوکوں سے محفوظ رکھو۔ غسل کرتے ہوئے صابن یا کسی ایسی چیز کا استعمال کرنا مناسب ہے جس سے بدن کی میل کچیل آسانی سے دور ہو جائے۔

۴۔ گرم پانی سے اگرچہ صفائی زیادہ اچھی طرح ہو سکتی ہے۔ تاہم گرم پانی سے غسل کرنا جسم کو کمزور کرتا ہے۔ اس لیے جاڑے کے موسم میں بھی نیم گرم پانی سے غسل کرنا بہتر ہے۔ گرمی کے موسم میں سرد پانی سے غسل کرنا چاہیے۔ لیکن اگر سرد پانی سے غسل نہ کرنا چاہیں تو اگر نیم گرم پانی سے غسل کر لیں تب بھی کچھ مہرج نہیں ہے۔

۵۔ کھانے کے بعد کبھی غسل نہ کرو، اس سے خطرناک امراض پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ کھانے کے بعد کم از کم تین گھنٹے گزار جائیں تب غسل کرو۔

۶۔ غسل کے بعد ہمیشہ اپنے جسم کو تولیہ سے خشک کر لیا کرو۔
۷۔ جسم کی صفائی جیسے کہ صحت بدن کے لیے مفید ہے۔ اسی طرح ازروئے شرع شریف بھی ضروری ہے۔ علاوہ ازیں اس سے طبیعت میں فرحت پیدا ہوتی ہے اور کام کرنے کی استعداد زیادہ ہوتی ہے۔
۸۔ سخت گرمی کے اوقات میں ہاتھ منہ اور پاؤں کو ٹھنڈے پانی سے دھونا مفید ہے۔

حمام کے آداب

۱۔ حمام میں داخل ہونے سے پہلے ایک ٹکڑہ روٹی کا کھا لینا لازم ہے۔
خالی پیٹ حمام میں جانا مفسر ہے۔

۲۔ حمام میں ایک گھنٹے سے زیادہ نہیں ٹھہرنا چاہئے۔

۳۔ جب حمام کے گرم کمرے یا کمروں کو چھوڑ کر صحن کی طرف باہر آنا چاہیں تو اس وقت میں خوب احتیاط رکھیں، یعنی اپنے آپ کو اوڑھ لیا کریں۔
کیونکہ دونوں جگہ کے درجہ حرارت میں بڑا فرق ہوتا ہے۔

۴۔ کپڑے پہن کر فوراً حمام سے باہر نہیں نکلنا چاہئے بلکہ کم از کم دس منٹ تک توقف کرنا چاہئے۔

۵۔ حمام کے بعد برف سے ٹھنڈا کیا ہوا مشرب یا زیادہ ٹھنڈا پانی فوراً نہیں پینا چاہئے۔ حمام کرنے سے جو حرارت جسم کے اندر حاصل ہو چکی ہے اس کے بعد فوراً سرد پانی یا مشرب پینا خطرہ عظیم کا احتمال رکھتا ہے۔
البتہ نیم گرم چائے یا قہوہ کی ایک آدھ پیالی پی لینے کا کچھ مضائقہ نہیں۔
اسی طرح کوئی ایسا میوہ جو ثقیل اور دیر ہضم نہ ہو کھا سکتے ہیں مثلاً سنگتہ وغیرہ۔

ٹھنڈا پانی استعمال کرنے کے آداب

۱۔ سرد پانی کے ساتھ غسل کرنے سے جسم کو تقویت حاصل ہوتی ہے اور بدن گرم ہو جاتا ہے اور سرد پانی کے ساتھ غسل کرتے وقت جتنی بھی جسم

میں حرارت زیادہ پیدا ہو اچھا ہے۔

۲۔ اگر متنازع جسم پہلے سے ٹھنڈا ہے اور اس میں لرزہ کا اثر پایا جاتا ہے تو سرد پانی کے ساتھ غسل کرنے سے پرہیز کرو اور غسل کرنے سے پہلے اپنے جسم کو بذریعہ حرکت کرنے کے یا بستر میں لیٹ جانے کے حرارت پہنچاؤ۔

۳۔ ٹھنڈے پانی کے ساتھ غسل کرنے میں ایک منٹ سے زیادہ وقت صرف نہ کرو۔ اور خواہ تم پورا غسل کرو یا اپنے بعض اعضاء کو دھونا چاہو ٹھنڈے پانی کے متعلق یہ قاعدہ یاد رکھو۔

۴۔ ٹھنڈے پانی کے ساتھ غسل کرتے وقت اپنے بدن کو زیادہ شدت کے ساتھ نہ ملو بلکہ نرمی اور اعتدال کو ملحوظ رکھو۔

۵۔ سرد غسل کے بعد اپنے جسم کو پونچھ ڈالنا مناسب نہیں بلکہ کوئی نشاف (پانی کو جذب کرنے والی چیز) اوڑھ کر چلیں پھر یا کوئی اور ایسا کام کریں جو اعضاء کو حرکت میں لائے یا بستر میں لیٹ جائیں۔ حتیٰ کہ جسم پورے طور پر خشک ہو جائے۔

۶۔ سرد پانی سے غسل کرنے میں کسی قسم کا ضرر نہیں بلکہ مفید صحت ہے۔

پیروں کا پاک و صاف رکھنا

۱۔ ضروری ہے کہ پیروں کو نہایت پاک و صاف رکھا جائے۔ (وضو میں

اس امر کا اہتمام بوجہ احسن موجود ہے)۔

۴۔ پاؤں کا زیادہ دیر تک نہ دھوتا اور حراب پہنے رہنا اُن کے لیے
مفید ہے اور اس سے ایک قسم کی خواب بدبو پیدا ہوتی ہے۔ جس کا
دور کرنا ضروری ہے۔ اسی حکمت کے لیے غالباً شرع شریف میں حراب یا
موزہ پر مسح کرنے کے لیے ایک وقت مقرر ہے جس کے بعد پاؤں کا
دھو لینا فرض ہوتا ہے *

آداب نوم

۱۔ نیند انسان میں راحت اور آرام طلب کرنے کا تقاضائے فطری ہے
اور اس لیے جب نیند غلبہ کرے تو سو جانا ضروری ہے۔ اس سے وہ
زائل شدہ طاقت بحال ہو جاتی ہے جس کو انسان مختلف کاموں کے کرنے
میں ضائع کرتا رہتا ہے *

۲۔ نیند کے لیے بہترین وقت رات کا وقت ہے جس کو خالق تعالیٰ
نے آرام و راحت ہی کی غرض کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ جو کوئی اس کے
برعکاس عمل کرتا ہے وہ قانون حفظ صحت اور نظام فطری کو الٹا چاہتا ہے
۳۔ نیند کے لیے بہترین وضع یہ ہے کہ یا تو باری باری سے دونوں
جانب پر سیسے یا دائیں جانب پر سویا کرے۔ اس سے نسبتاً زیادہ آرام
حاصل ہوتا ہے اور کھانا اچھی طرح ہضم ہوتا ہے۔ چپت سونے والے کو اکثر
مہیب خواب نظر آتے ہیں اور بعض اوقات اس طرح سونا کلبوس کا باعث
ہوتا ہے، جو ایک تکلیف دہ عارضہ ہے۔ منہ کے بل سونا قانون ادب اور

قانونِ صحت دونوں کے خلاف ہے۔ اس سے تنفس کی آزادانہ آمد و رفت میں خلل آتا ہے اور اکثر خواب ہائے پریشاں کے دکھائی دینے کا موجب ہوتا ہے۔

۴۔ سر کے نیچے نرم تکیہ رکھنا چاہئے جو بچھونے سے زیادہ بلند نہ ہو۔ کیونکہ اس سے دورانِ خون میں رکاوٹ پیدا ہوتی اور دماغ کو کافی مقدار میں تازہ اور صاف خون نہ پہنچنے کے باعث کئی ایک بیماریوں کے لاحق ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

۵۔ سونے کی حالت میں منہ کو نہ ڈھانپا کرو۔ ایسا کرنے سے تازہ ہوا بہت کم اندر جاتی ہے۔ اس لیے اس سے رسل اور فقر الدم (ANAEMLIA) جیسے خطرناک عوارض کے ظہور پیش آنے کا احتمال ہے۔

۶۔ یہ خیال نہ کرو کہ چونکہ نیند راحت اور سکون کا موجب ہے اس لیے زیادہ سونا زیادہ راحت اور سکون کا باعث ہوگا۔ یہ خیال غلط ہے۔ اعتدال سے زیادہ سونا طبیعت میں کسل اور تھکان پیدا کرتا ہے۔ اس سے قوتِ ذکاوت کم ہو جاتی ہے اور جسم میں کمزوری کے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔ اسی طرح بہت کم سونا بھی مضر ہے۔ ہاضمے میں خلل آکر جسمانی کمزوری اور دیگر عوارض لاحق ہوتے ہیں۔ دن رات میں چھ گھنٹہ سے کم اور آٹھ گھنٹہ سے زیادہ نہیں سونا چاہئے۔ بہتر ہوگا کہ رات کے دس بجے سو جایا کریں اور صبح سویرے پانچ بجے کے درمیان اٹھ کر اپنے فرائض کے ادا کرنے میں مشغول ہوں۔

۷۔ بعض محققین کا فیصلہ یہ ہے کہ نوجوانوں کو پورے آٹھ گھنٹے سونا چاہئے لیکن جس کی عمر تیس سال سے اوپر ہو اس کو اپنی نیند کی مقدار چھ گھنٹے تک گھٹا دینا چاہئے۔ بوڑھوں کے لیے اس سے بھی کچھ کم سونا مناسب ہے۔ البتہ عورتوں اور بچوں کو کچھ زیادہ نیند کی ضرورت ہے۔ نیز انہی محققین کا قول ہے کہ ضرورت سے زیادہ جاگتے رہنا مختلف امراض کے پیدا ہونے کا سبب ہے بلکہ بعض اوقات اس کا نتیجہ دیوانگی ہوتا ہے۔ بہر حال خیر الامور اوسطاً کے زین اور جامع اصول کے مطابق نیند میں بھی درجہ اعتدال کو ملحوظ رکھنا بہتر ہوگا۔

۸۔ بحالت خواب جسم پر سکون طاری ہو جانے کی وجہ سے حرارت غریبی (طبعی حرارت) لامحالہ کم ہو جاتی ہے اور سونے والے کے اعضا باطنی میں خصوصاً سردی سرایت کر جاتی ہے۔ جن کے اثرات بعض اوقات زکام، اسہال، نزہہ معدہ اور وجع المفاصل کی شکل میں نمودار ہوتے ہیں اس لیے سوتے وقت اپنے جسم کو خوب ڈھاتپ لیا کریں اور سردی سے اپنے آپ کو بخوبی محفوظ رکھیں۔

۹۔ ایسی جگہ پر نہ سوئیں جہاں ہوا جمبوئوں کے ساتھ آئے۔ البتہ ہوا کی آزادانہ آمد و رفت کا خیال رکھنا لازم ہے اور اس لیے کھڑکیوں اور روشندانوں کو بقدر امکان کھلا رکھنا چاہئے۔ سخت سردی کے موسم میں جبکہ مجبوراً کھڑکیوں کو بند رکھنا پڑتا ہے، ہر روز علی الصبح تمام کھڑکیوں کو کھول دینا چاہئے تاکہ اگر مسموم ہوا کا کچھ شائبہ موجود ہے تو وہ مکمل

جائے اور تازہ صحت بخش ہوا سے کمرہ بھر جائے۔

۱۰۔ جن دنوں میں اوس پڑتی ہو کھلے صحن میں یا چھت کے اوپر نہ سوئیں کیونکہ شبنم کی رطوبت جسم کے لیے مضر ہے اور کئی ایک امراض کے پیدا ہونے کا باعث ہوتی ہے۔

۱۱۔ تنگ کمرے میں خصوصاً جبکہ کھڑکیاں بند ہوں بہت سے آدمیوں کو اکٹھا نہیں سونا چاہئے۔ کثرتِ تنفس سے جو ہوا کمرے میں پھیل جاتی ہے وہ بہت خطرناک ہوتی ہے۔

۱۲۔ کمرے کو بہت زیادہ عطریات اور پھولوں سے ہکا دینا بھی مضر صحت خیال کیا جاتا ہے۔

۱۳۔ چھوٹے شیرخوار بچے کو کمرے میں کھڑکی کے سامنے سلانا چاہئے جہاں سے روشنی آتی ہو۔ کیونکہ چھوٹا بچہ طبعاً روشنی کی طرف منہ کرتا ہے اس لیے اگر روشنی اس کی مقابل سمت سے نہیں آئے گی اور کسی اور جانب سے آئے گی تو وہ بالطبع بار بار اسی طرف مڑ کر دیکھنے کی کوشش کرے گا۔ اور کہتے ہیں کہ اس سے آنکھوں میں بھینکاپن آ جاتا ہے۔ البتہ اس بات کا خیال رہے کہ ہوا کے جھونکے سامنے سے نہ آئیں۔

۱۴۔ گرمی نیند سونا یقیناً مفید صحت ہے۔ جس کے لیے یہ ضروری ہے کہ نہ صرف اپنے ذہن کو ہر قسم کے افکار اور ترددات سے خالی کر دے بلکہ اپنے دل میں سے حسد اور کینہ کے خیالات کو بھی دور کر

وے جس کا موجود ہونا گہری نیند سونے کے لیے مانعِ اعظم ہے۔ اس لیے
 اگر تم گہری نیند کا لطف حاصل کرتا چاہتے ہو اور خوشگوار صحت سے
 بہرہ ور ہو کر خوشحالی کی زندگی بسر کرنے کا ارادہ رکھتے ہو تو اپنے آئینہ
 دل کو غلّ و غش اور کینہ و حسد کی کدورات سے پاک و صاف رکھو
 اور دنیاوی دھندلوں میں اس قدر منہمک نہ ہو جایا کرو کہ کام کرنے
 کا وقت گزر جائے۔ تب بھی تمہارے دل پر اس کا خیال اور اندیشہ
 مسلط رہے گا۔

درخانہ اگر کس است یک حرف بس است



۱۷/۹۵
(۱۷/۹۵)

غذا کی بابت ہدایات

۱۔ ایک بزرگ نے مفید صحت غذا کی بابت کیا ہی جامع و مانع ایک مختصر سا گڑ بتایا ہے کہ:

”جب تک بھوک نہ لگے (اشتنائے صادق نہ ہو) کھانا مرت کھاؤ۔ اور ابھی کچھ اشتہا باقی ہو کہ کھانے سے اپنا ہاتھ کھینچ لو۔“

۲۔ جو کچھ بھی انسان اپنے بقائے حیات یعنی زندگی قائم رکھنے کے لیے کھانا پیتا ہے اس کو غذا کہتے ہیں۔ غذا کی بڑی بڑی تین قسمیں ہیں۔ پہلی قسم جو اہمیت کا پہلو لیے ہوئے ہے گوشت اور سبزیاں ہیں۔ دوسری قسم چربی کی انواع و اقسام مثلاً گھی اور تیل اور حیوانی چربی۔ تیسری قسم میں نشاستہ دار اشیاء شامل ہیں جیسے آلو وغیرہ۔ کامل غذا کا تینوں قسم پر مشتمل ہونا لازم ہے۔

۳۔ گوشت کی سب سے بہتر قسم سرخ گوشت ہے جیسے دنبہ کا گوشت۔ اور سب سے بہتر سبزی مٹر ہے۔ سیم کی پھلی بھی اسی کے قریب قریب ہے۔ شوربہ، دودھ، اندڑے اور سفید گوشت مثلاً مچھلی اور پرندوں کا گوشت بہت آسانی کے ساتھ ہضم ہونے والی غذا ہے۔

۴۔ پیاز، لہسن اور مصالحہ جات اس لیے شامل غذا کیے جاتے ہیں کہ ان سے اشتہا زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن معدے پر ان کا مضر اثر پڑتا ہے۔

ہر ایک موسم میں اس کے مناسب حال غذا کھائی جائے۔ چنانچہ
جاڑوں میں مرغن اور مقوی غذا کھانی چاہئے۔ مثلاً بھنا ہوا گوشت
وغیرہ۔ موسم گرما میں غذا سہل اور کم مرغن ہو اور حیوانی غذا کے
مقابلے میں نباتی غذا (سبزیاں ترکاریاں) زیادہ استعمال کریں۔ بہار
میں بھنا ہوا گوشت اور سبزیوں کا کھانا مناسب ہے اور خریف میں
معتدل غذاؤں کا التزام فرمائیں۔

۶۔ میوہ جب تک اچھی طرح پکا نہ ہو اُس کے کھانے سے احتراز
کریں۔ گرمی کے موسم میں زیادہ میوے نہ کھائیں۔ سبزی کا زیادہ
استعمال کریں اور ترش ذائقہ میوے کھایا کریں۔ موسم گرما کی غذا ۳ حصہ
سبزی اور ایک چوتھائی گوشت ہونا چاہئے۔

۷۔ غذا مقررہ اوقات پر کھانا چاہئے۔ اگر کھانے کا وقت آگیا ہے
اور انسان اشتہائے صادق محسوس نہیں کرتا یا اُس کے معدے میں
بوجھ سا محسوس ہو یا گمان غالب رکھتا ہو کہ پہلا کھانا ہضم نہیں ہوا تو
ایسی حالت میں کھانا نہیں کھانا چاہئے۔

۸۔ انسان کو پیٹ بھر کر کھانا نہیں چاہئے بلکہ کھانے میں حد اعتدال
یہ ہے کہ جھوک کا احساس زائل ہو جائے۔ کھانے میں اعتدال ملحوظ
رکھنا حفظِ صحت کا بڑا سبب ہے اور پُر خوری کئی امراض کا باعث ہو
سکتی ہے۔

۹۔ کامل آرام کے بعد اور سخت تھکان کے بعد کھانا نہیں کھانا چاہئے

بہتر ہوگا کہ کھانے سے پہلے تھوڑا سا چل پھر لیں۔ کیونکہ اس سے اشتہار کو مدد ملتی ہے۔

۱۰۔ کھانے کے وقت تنگ کپڑے نہ پہنے ہوں اور لقمہ کو خوب چبا کر نگلیں۔ اول الذکر ہضم کا مانع اور مؤخر الذکر معاون ہضم ہے۔

۱۱۔ کھانا کھاتے وقت چپ نہیں بیٹھے رہنا چاہئے۔ بلکہ کوئی ایسی گفتگو کرتے رہیں جس پر نہ تو دماغ خرچ ہو اور نہ وہ کدورتِ خاطر کا باعث ہو، دونوں باتیں قوتِ ہضم کے عمل کو ناقص بنا دیتی ہیں۔

۱۲۔ پانی کا پینا کھانے کے درمیان میں اچھا ہوتا ہے۔ کھانے کے بعد اُس کے متصل پانی پینا تاخیر ہضم کا باعث ہے۔ اگر کھانے کے بعد پانی پینا ہو تو ایک دو گھنٹے صبر کریں۔ نیز کھانے کے بعد فوراً نہ سو جایا کریں اور نہ ہی ایک دو گھنٹے تک کوئی ثقیل کام یا ایسا کام کریں جس سے دماغ پر بوجھ پڑتا ہو۔ کسی آسان دلچسپ مضمون یا اخبار کا پڑھنا مضائقہ نہیں۔

۱۳۔ روزہ دار کو نہیں چاہئے کہ افطار کے وقت بہت سا کھانا دفعۃً کھالے۔ یہ بھی غلطی ہوگی کہ سخت پیاس لگی ہو اور کثرت سے تھنڈا پانی پی لیں۔ اس سے معدے میں نزول جمع ہوتا اور مزید پیاس محسوس ہوتی ہے۔ بہتر ہوگا کہ تھوڑی سی مقدار میں کچھ کھا پی کر افطار کیا جائے اور ایک گھنٹہ کے بعد جبکہ اشتہائے صادق ظہور میں آ چکی ہو، پورا کھانا کھایا جائے۔

۱۲۔ اگر کیک میں گھی اور شکر کی مقدار زیادہ ہو تو اس کو افطار کے وقت استعمال نہ کریں۔ البتہ گھی اور شکر کم ہو تو چنداں ہرج نہیں ہے۔

مشروبات کے متعلق ہدایات

۱۔ گرم اور معتدل ملکوں میں پینے کے لیے سب سے بہتر چیز آبِ زلال ہے۔ حفظِ صحت کے لحاظ سے سب سے بہتر پانی وہ ہے جو پاک اور صاف ہو۔ اس میں کسی قسم کی کدورت نہ ہو۔ رنگ و بو اور ذائقے میں کوئی تغیر واقع نہ ہو۔ ایسا پانی پینا اعصاب کے عمل کو تقویت بخشتا اور جسم کی نشوونما پر مقوی اثر ڈالتا ہے۔ تالابوں کا کھڑا پانی پینا اور جس پانی میں بدبو پیدا ہو گئی ہو مختلف قسم کے خطرناک امراض (مثلاً ہیضہ، تپ، محرقہ وغیرہ) کے ظہور میں آنے کا باعث ہوتا ہے۔

۲۔ پانی کو صاف کرنے کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ اس کو ریت اور کوئلے کے ذریعے سے فلٹر کیا جائے۔ ریت اس کو کدورتوں سے صاف کر دیتی ہے اور کوئلہ اس کی عفونت کو زائل کرتا اور جراثیم کو مار ڈالتا ہے۔

۳۔ گرمی کے موسم میں طبیعت چاہتی ہے کہ خوب سرد پانی پیاجائے جس میں برف کی مقدار بہت زیادہ ہو لیکن ایسا کرنا مضرِ صحت خیال کیا جاتا ہے۔

۴۔ کونیں اور چشمے کا پانی آبِ دریا سے کم درجے کا خیال کیا جاتا ہے۔

۵۔ معدنی چشموں میں مختلف قسم کے نمک ملے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور انہی کے خواص کے مطابق اُن کا پانی پینا اور اُن میں نہانا مختلف بیماریوں کا علاج ہے۔

۶۔ پانی کو گلاس میں پینا مستحسن ہے۔ کیونکہ اگر صراحی سے منہ لگا کر پانی پیا جائے تو اُس کی پاکیزگی اور مصفا ہونے کی بابت یقین حاصل کرنا مشکل ہوگا اور بعینہ اسی وجہ کے لیے بہتر ہوگا کہ گلاس غیر زنگدار شیشے کا ہو۔

۷۔ محنت محنت کرنے کے بعد جب تک بدن پر پسینہ موجود ہو، پانی نہیں پینا چاہئے۔ تھوڑی دیر تک آرام لینے اور پسینہ خشک ہو جانے کے بعد پانی پئیں۔

۸۔ نیند سے اُٹھنے کے بعد فوراً پانی پینے سے احتراز کرو۔ اس سے پہلو اور جگر کے بعض امراض پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

۹۔ بہت پانی پینا خون کو کمزور بنا دیتا ہے اور معدہ اس سے بھول جاتا ہے۔ برخلاف اس کے کم پانی پینے سے خون کثیف ہو جاتا ہے اور اس لیے دوران خون سست ہو جاتا ہے اور اعضاء اپنے فرائض انجام دینے سے قاصر رہتے ہیں۔

دودھ

بُڑھوں اور بچوں کے لیے دودھ خصوصاً ایک نہایت مفید، صحت بخش اور زود ہضم غذا ہے۔ اس میں تمام پرورشی اجزاء موجود ہیں۔

لیکن شرط یہ ہے کہ اس کے ساتھ پانی ملا ہوا نہ ہو۔ پاکیزگی کے لحاظ سے اس کو مٹی یا شیشے کے برتنوں میں رکھنا چاہئے۔ کسی ایسے برتن میں دودھ ہرگز نہ رکھیں جس میں زنگ آنے کا احتمال ہے۔ کیونکہ اس سے پچیش اور دیگر امراض پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

قہوہ

قہوہ نیند کے کم ہونے میں مدد دیتا ہے اور اس میں غذائیت بھی ہے۔ اگر اس کو دودھ کے ساتھ استعمال کیا جائے تو وہ ایک بہترین غذا ہے جو معدے کے لیے مقوی اور قوت ہضم کی معاون ہے۔ پچیش ریاچی میں اس کا استعمال مفید ہے۔ دلہلی زمینوں کے پاس رہنے والوں کے لیے قہوہ پینا خصوصیت سے مفید ہے۔ اس سے مضرگیوں کا اثر زائل ہوتا ہے۔ جو ایسے مقامات میں پیدا ہو کر ایک خاص قسم کے تپ کے ظہور میں آنے کا باعث ہوتی ہیں۔ گرم ملکوں میں اس کا پینا مفید ہے۔ کیونکہ اس سے قوائے عالمہ کی سستی دور ہو کر انسان میں کام کرنے کے لیے مستعدی پیدا ہو جاتی ہے۔ سفر کی تنگانی رفع کرنے کے لیے بھی یہ نفع بخش ہے۔ عام طور پر تھوڑی مقدار میں اور شکر سے میٹھا کر کے اس کو پینا چاہئے۔ لیکن اگر زیادہ افیون کھانے سے جسم میں سمیت کے آثار پیدا ہو گئے ہیں تو ایسی حالت میں قہوہ بہت زیادہ مقدار میں پلانا ضروری ہوتا ہے۔ قہوہ کو گرم گرم نہیں پینا چاہئے۔ اس سے سخت ضرر پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ نیز چونکہ وہ

مہند کی کمی اور خون کی تقبیل کا موجب ہے، اس لیے کبھی افراط کے ساتھ
اس کو استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔
چائے

چائے میں قہوہ سے کم غذائیت ہے اور اگرچہ وہ محرک قوی ہے
اور ساتھ ہی اس کا اثر تسکین بخش ہے لیکن قابض بھی ہے۔ اگر گرم گرم
چائے پی جائے تو وہ پسینہ آور موجب ادرار بول ہے۔ اس سے معدے
کو تقویت ہوتی ہے اور دماغی کام کرنے کے لیے زیادہ مستعدی پیدا ہوتی
ہے۔ اس لیے قلب پر اس کا اثر پڑتا اور دوران خون کی حرکت کو
سست کر دیتا ہے اور اس سے نظام عصبی میں ہیجان ظاہر ہوتا ہے
اس لیے اس کا کثرت استعمال مضر ہے اور بیہوشی یا حفظان قلب کی
صورت میں تو مطلق نہیں پلانا چاہیئے۔ چائے کا پینا ان لوگوں کے لیے
بہت مفید ہے جن کا جسم کثرت افکار اور ترددات کی وجہ سے کمزور
پڑ گیا ہو۔ زیادہ روغنی غذا کھانے والوں کے لیے بھی چائے کا پینا مفید
ہے۔ علیٰ ہذا القیاس سرد ملکوں میں اور جاڑے کے موسم میں چائے کا
استعمال مفید ہے۔ گرمی کے موسم میں اعلیٰ کا شربت سنگترے کا شربت،
شربت انار اور شربت لیموں کا پینا زیادہ مفید ہے۔
تمباکو

جیسے کہ پہلے مضمون کے آداب میں اس کے مضر اثرات کا ذکر
کیا گیا ہے۔ یہ ایک دیر میں اثر کرنے والا زہر ہے جن کا قوتِ شامہ

سامعہ اور باصرہ پر مُضر اثر پڑتا ہے۔ تنگی تنفس کا باعث ہوتا ہے اور اشتہاء کے لیے قاتل ہے۔ انہی مُضر صحت اثرات کو ملحوظ رکھ کر بعض ملکوں میں بارہ سال کی عمر تک قانوناً اس کا استعمال ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

شراب پینا چونکہ ہر ایک مسلمان کے لیے قطعاً حرام ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں نہایت تاکید کے ساتھ اس سے منع فرمایا ہے۔ اس لیے اس موضوع پر مزید لکھنے کی ضرورت نہیں۔



ملبوسات کے متعلق ہدایات

۱۔ ہر ایک ملک اور ہر ایک موسم میں اُون کے کپڑے سب سے زیادہ صحت بخش لباس ہے کیونکہ وہ حرارت کو مقدارِ کثیر میں اور نمی کو نہایت قلیل مقدار میں محفوظ رکھتے ہیں۔ وہ پہننے والے کے جسم سے بوئے بد کو دفع کرتے اور نسبتاً امراض کے جراثیم کے لیے قاتل ہیں۔ البتہ ان کے باقاعدہ بدل لینے میں تساہل نہیں کرنا چاہئے۔ وہ پتے دُبے اشخاص کے لیے ابڑھوں کے لیے اور اُن اشخاص کے لیے جو جوڑوں کے درد کے عارضے میں مبتلا ہیں زیادہ موزوں ہیں۔ لیکن دُموی مزاج اور صحیح الخلقیت بچوں کے لیے ان کا استعمال چنداں موافق نہیں ہے۔

۲۔ ریشمی کپڑے پہننا مُضرِ صحت ہے۔ کیونکہ وہ جسم کے پسینے کو جذب نہیں کرتے اور اُن کا پہننے والا گویا ہر وقت حمام میں رہتا ہے۔ البتہ سخت گرمی کے دنوں میں سب کپڑوں کے اوپر پہننا ضرور مفید ہے۔ کیونکہ وہ سورج کی تیز کرنوں کے اثر کو روکتے ہیں، لیکن یاد رکھیں کہ ریشمی لباس کا پہننا شرعاً حرام اور ممنوع ہے۔

۳۔ رُوئی کا کپڑا رطوبت کو آسانی سے جذب کرتا ہے لیکن مشکل سے اس کو خارج کرتا ہے اور جبکہ ہوا خشک ہو تو وہ جسم کی حرارت کو محفوظ رکھتا ہے۔ اُس کا پہننا فقط موسمِ گرما کے لیے مناسب ہے۔

لیکن جو شخص سوجھ میں رہتا ہو یا زکام زدہ ہو یا بوڑوں کے درد کے عارضہ میں مبتلا ہو، اس کے لیے روئی کا کپڑا پہننا مناسب نہیں ہے۔
 ۴۔ بہتر ہوگا کہ موسمی حالت کا لحاظ کر کے اس کے موافق لباس پہنا جائے مثلاً ربيع اور خريف میں متوسط قسم کا لباس پہنیں گرمیوں میں خفیف اور جاڑے میں گاڑھے کپڑے استعمال کریں۔ رنگ کے لحاظ سے گرمیوں میں سفید اور جاڑے میں سیاہ کپڑا پہننا بہت مفید اور موافق ہے۔ کیونکہ اول الذکر سورج کی گرم شعاعوں کو باہر کی طرف خارج کرتا ہے۔ برخلاف اس کے مؤخر الذکر ان کو جذب کر کے جسم کے لیے حرارت پہنچانے کا ذریعہ ہوتا ہے۔

۵۔ لباس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو ہر وقت جسم کے ساتھ متصل رہتا ہے۔ اس کا مناسب وقت پر جلد جلد بدلنا حفظِ صحت کے لیے ضروری ہے۔ مثلاً جو قمیص روئی کے کپڑے سے بنی ہے اس کو ہفتے میں دو بار بدلنا مناسب ہے۔ دوسری قسم کا کپڑا وہ ہوتا ہے جو سوسائٹی میں اپنی معقول شکل و صورت قائم رکھنے کے لیے دوسرے کپڑوں کے اوپر پہنا جاتا ہے۔ چونکہ اس پر جسم کے پسینے اور فضلات کا اثر نہیں ہوتا اس لیے جب تک ایسا کپڑا میلا نہ ہو جائے یا پھٹ نہ جائے اس کا بدلنا ضروری نہیں ہے۔

۶۔ قمیص کا گلا تنگ نہ ہو اور نہ واسکٹ بہت تنگ پہنا کریں۔ اس سے دورانِ خون کی آزادی میں خلل آتا ہے جس سے قسم قسم کے خطرناک

امراض پیدا ہونے کا خطرہ ہے :

- ۷۔ سر کو ہمیشہ خفیف طور پر ڈھانکا جائے۔ دماغ کو زیادہ حرارت کا پہنچ جانا مضر ہے۔ البتہ پاؤں کو گرم رکھنا چاہئے۔ کیونکہ اُن پر سردی کا بہت جلد اثر ہوتا ہے۔ بہتر ہے کہ انسان اپنے لیے رات اور دن کا لباس علیحدہ علیحدہ رکھے۔
- ۸۔ تنگ جوتا اور بوٹ کبھی نہ پہنا کرو۔



ہوا کے متعلق ہدایات

۱۔ انسان کی زندگی کے لیے ہوا نہایت ضروری عنصر ہے اور عمدگی صحت کے لیے صاف اور پاکیزہ ہوا میں رہنا لازم ہے۔ یہ بھی ایک غذا یا بمنزلہ غذا کے ہے۔ چنانچہ ایک طاقتور نوجوان کو ایک کمزور بچے کے مقابلے میں بہت زیادہ تازہ ہوا کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح دن کے وقت اور جب کہ انسان کوئی محنت کا کام کرے، ایسی حالت میں اُس کو زیادہ مقدار میں ہوا کی ضرورت ہوتی ہے۔ کثیف اور گندی ہوا میں رہنے سے کئی قسم کے خطرناک اور مہلک امراض پیدا ہوتے ہیں۔

۲۔ سرد ہوا کے لگنے سے اکثر زکام کے ظہور میں آنے کا اندیشہ ہوتا ہے جس کو اطباء یونانی "اُمّ الامراض" کہتے ہیں اور جو امراض سینہ کے پیدا ہونے کا پیش خیمہ ہے۔ اس لیے سردی میں گرم کپڑا پہنے رہنے میں تساہل نہیں کرنا چاہیے۔ جب جسم پر پسینہ موجود ہو تو فوراً کپڑے نہ اتارو اور سر کو تنگ نہ رکھو۔

۳۔ موسم سرما کی شروع کی سردی سے اپنے آپ کو بچاؤ اور آخر زمستان کی سردی کھاؤ۔ اس کا جو اثر تم درختوں پر دیکھتے ہو وہی اثر تمہاری نشوونما پر اور قوائے پر ہوگا۔

۴۔ گرم ہوا میں چلنا پھرنا مُضر ہے اور خصوصاً معدے اور امعاء پر اس کا بُرا اثر پڑتا ہے۔ خشک ہوا جس میں رطوبت کا اثر نہ ہو صحت کے لیے نہایت مفید ہے۔ برخلات اس کے مرطوب ہوا جو گرم بھی ہو اُس سے پیشاب زیادہ آتا ہے۔ تنفس میں تنگی اور سینے میں انقباض پیدا ہوتا ہے۔ اس لیے انسان کو چاہئے کہ ہوا کی رطوبت محفوظ رہنے کا اچھی طرح خیال رکھے۔

۵۔ تنگ مزاج اور کمزور پھیپھڑوں والے آدمی کو خصوصیت سے تنگ مکان میں رہنے سے بھاگنا چاہئے۔ آزادانہ آمد و رفت نہ ہو اور جہاں لوگوں کی زیادہ بھیر بھاڑ ہو احتراز کرنا چاہئے۔ ہر ایک شخص کو چاہئے کہ اُس کے سونے کے کمرے میں دُھوپ اور روشنی اور ہوا کی آزادی کے ساتھ آمد و رفت ہو سکے۔ اس لیے دن کے وقت تمام روشندانوں اور کھڑکیوں کو کھول دینا چاہئے۔

مسکن کے متعلق ہدایات

۱۔ مسکن کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ کرۂ ہوائی کے انقلابات کا جو صحت پر اثر ڈالتے ہیں، بخوبی مقابلہ کر سکے۔

۲۔ اپنا گھر کسی قدر اونچی جگہ پر بنانا چاہئے جہاں تازہ ہوا کی آمد و رفت میں کوئی رکاوٹ حائل نہ ہو۔ کیونکہ جو مکانات پست جگہ میں ہوتے ہیں اور اُن کی ہوا بدلتی نہیں رہتی ہے وہ مرطوب رہنے کے باعث جسم میں امراض متعلقہ استخوان اور مرضِ بسل کو بہت جلدی قبول کر لینے کی استعداد پیدا کر دیتے ہیں۔

۳۔ اگر تم سمندر کے قریب رہتے ہو تو بہتر ہوگا کہ تمہارے مکان کا رخ سمندر ہی کی طرف ہو کیوں کہ اُدھر سے آنے والی ہوائیں خصوصاً موسمِ گرما میں فضا کو معتدل اور لطیف بناتی ہیں۔ لیکن یاد رکھو کہ جس طرف تمہارے مکان کا رخ ہے، اُس طرف جوہڑ یا تالاب نہ ہو۔ کیونکہ کھڑے پانی سے جو بخیر سے اُٹھتے ہیں، وہ مختلف قسم کے رُوی بخاروں کے ظہور میں آنے کا موجب ہوتے ہیں۔ اسی طرح مقبرے یا دباغت خانہ کے قریب بھی تمہارا مکان نہیں ہونا چاہئے جس سے توہتِ شامہ متاثر ہو کر دماغ کو مشتوش کرتی ہے اور اس کا اثر مُضِر صحت بھی ہے۔ مکان کے ارد گرد گھنے درختوں کا ہونا بھی ضرورت سے زیادہ نمی پیدا ہونے کا سبب ہے جس

سے صحت پر خراب اثر پڑنے کا اندیشہ ہے۔

۴۔ بڑے شہروں میں لوگوں کی کثرت اور اژدھام کے باعث نیز ایسی جگہوں کی کثرت کی وجہ سے جس سے ہوا میں عفونت پیدا ہوتی ہے سکونت رکھنا کئی امراض کے ظہور میں آنے کا موجب ہو سکتا ہے۔ اس لیے شہر کے باہر اور دیہات میں بود و باش رکھنا بلحاظ صحت نہایت مفید ہے۔

۵۔ ہوا کی طرح مکان میں روشنی کا ہونا بھی لازم ہے۔ تنگ و تاریک مکانات میں رہنا یقیناً مضر صحت ہے۔

۶۔ فقط چونے سے یا چونے اور نیلا تھوٹھا سے مکان کی سفیدی کرانا عفونت کو زائل کرتا، حشرات الارض کی کثرت کو روکتا اور جراثیم امراض کے لیے قاتل ہے۔

۷۔ باورچی خانے اور غسل خانے کے درمیان کافی فاصلہ ہونا چاہئے اور غسل خانے کو روزمرہ یا دوسرے تیسرے دن ضرور دھلایا کریں اور کوئی دافع عفونت عرق (اینٹی سپٹک) لوشن مناسب وقفے کے بعد اس میں چھڑکا کریں۔

۸۔ سونے کا کمرہ بھی غسل خانے کے قریب نہ ہو۔ نیز ہوا اور روشنی کی آزادانہ آمد و رفت کے لیے بقدر مناسب اُس میں کھڑکیاں اور روشندان ہوں۔ جن کو دن کے وقت ضرور کھلا رکھنا چاہئے۔ کمرہ مذکور کو نہایت پاک و صاف رکھیں اور اُس میں کسی قسم کی غلظت اور عفونت پیدا نہ ہونے دیں۔

۹۔ جن برتنوں میں پینے کا پانی رکھا جائے اُن کو ہر روز علی الصبح خوب دھلوا لیا کریں۔ اور اس کے بعد اُن میں صاف پانی بھر دیا کریں۔

۱۰۔ بہتر ہوگا کہ تمام کمروں کے پختہ فرش کو ہفتہ میں ایک مرتبہ اچھی طرح دھلوا لیا کریں۔

حفظِ صحت اور زیادتیِ عمر کے لیے

دس نذیل مقولے

- ۱۔ سویرے سو جایا کرو اور سویرے اٹھا کرو اور دن بھر کام کرو۔
- ۲۔ قیامِ زندگی، روٹی اور پانی سے ہے۔ لیکن صاف ہوا اور شوبح کی روشنی حفظِ صحت کے لیے لازم ہے۔
- ۳۔ درازیِ عمر کے لیے قناعت اکیر ہے۔
- ۴۔ برتنوں کو صاف اور ستھرا رکھنا اُن کی پائنداری کا باعث ہے۔
- ۵۔ تھوڑا سا آرام کرنا بدن میں چستی پیدا کرنے اور طاقت کے بحال ہونے کا باعث ہوتا ہے۔ لیکن اُس کی کثرت اُلٹا اثر یعنی افسردگی اور سستی پیدا کرتی ہے۔
- ۶۔ عمدہ لباس جس میں اعضا آزادی کے ساتھ حرکت کر سکیں، جسم کو کرہ ہوائی کے ناگوار عوارض اور اثرات سے محفوظ رکھتا ہے۔
- ۷۔ لطیف اور دلکش مکان انسان کی خوشی کو بڑھاتا ہے۔
- ۸۔ ہنسی ادل لگی قوتِ فکریہ کے لیے ضیقِل کا کام دیتی ہے۔ لیکن اُس کی افراط کا اُلٹا اثر ہوتا ہے۔
- ۹۔ اپنے آپ کو خوش رکھنا درازیِ عمر اور جوانی کو دیر پا بنانے کا سب سے اچھا نسخہ ہے۔
- ۱۰۔ دماغی ترقی میں مشغول ہو کر ظاہری اعضا کی خبر گیری بھول نہ جاؤ۔

اسباق زندگی

تمہید :-

ٹیک بناد نوجوانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے مستقبل پر غور کریں۔ کیونکہ شباب اور بے فکری کی حالت کچھ زیادہ دیر پا نہیں۔ ہمیشہ آدمی بچہ یا جوان نہیں رہتا اور نہ ہمیشہ کے لیے والدین اُس کی بقا و حیات کو سوار سنے کے لیے اُس پر اپنا روپیہ بے دریغ خرچ کرتے ہیں۔ وہ وقت بہت قریب ہے جب کہ تم نوجوان خود اپنی معاش کی ضرورت پورا کرنے کے کفیل بن جاؤ گے بلکہ دوسروں کی ضرورتوں کا انتظام بھی تمہارے فہم ہوگا۔ اگر تم پہلے ہی سے اس بارگراں کو آسانی کے ساتھ اپنے کندھوں پر اٹھا لینے کی استعداد اور قابلیت اپنے آپ میں پیدا نہیں کرو گے تو یقیناً اُس وقت تمہارا نہایت بُرا حال ہوگا اور تمہیں دوسروں کا محتاج اور دست نگر بننا پڑے گا جو بذاتِ خود ایک بڑی ذلت ہے۔ لیکن اس سے قطع نظر کہ تم ایسے اشخاص بناؤ گے بھی نہیں جو تمہاری بجائے تمہارے فرائض حصولِ معاش بجا لائیں۔ اس لیے سعادت مند نوجوانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنی آئندہ زندگی کی ضروریات کو مد نظر رکھ کر اُن کے پورا کرنے کی صحیح قابلیت پیدا کرنے میں کوتاہی نہ کریں۔

”آج کے بچے کل کے باپ ہیں“

خلاصہ :

- ۱۔ اپنے مذہب کے مقدس احکام اور قوانین کی پابندی کرنا۔
- ۲۔ ہر ایک کام کے کرنے میں دُراندیشی اور ثابِت قدمی کا ساتھ نہ چھوڑنا۔
- ۳۔ جدوجہد میں کوتاہی نہ کرنا اور شہواتِ نفسانی سے مغلوب نہ ہونا۔
- ۴۔ حقائق کا علم حاصل کرنا اور انفرادی اور قومی بہبود و ترقی میں بقدر امکان سعیِ بلند کرنا۔

اجتنادِ عمل

- ۱۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلامِ پاک میں جا بجا انسان کو (جس کی سرشت میں غفلت اور آرام طلبی کا خمیر موجود ہے) عمل کرنے کی نہایت تاکید کے ساتھ ترغیب و تحریص فرمائی ہے اور بتا دیا ہے کہ آخرت کی ابدی زندگی میں تم اپنے عملوں ہی کا ثمر و پاؤں گے اور تمہاری جزا یا سزا تمہارے اپنے عمل کی نوعیت کے مطابق ہوگی۔ دُنیاوی زندگی میں بھی خدائے تعالیٰ کا یہی قانون نافذ ہے اور تمہاری کامیابی اور خوشحالی کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا تمام تر مدار تمہاری اپنی جدوجہد اور قوتِ عمل پر ہے، اس لیے تمہیں اپنے اس فرضِ عین کی بجا آوری میں ہرگز ہرگز غفلت نہیں کرنا چاہئے۔
- ۲۔ ہر کام کرنا چاہو پہلے اُس کام کے کرنے کے طریقہ پر مناسب غور کرو اور اُس کے ہر ایک پہلو پر اپنی قوتِ فکریہ کو بھولائی دو اور پھر اُس کو نہایت سکون اور بصیرت کے ساتھ عمل میں لاؤ۔ جلد بازی سے

کام بگڑتے ہیں اور سالہائے دراز تمہارے اُس کام کو درست کرنے سے قاصر رہیں جس کو تم نے بصیرت کے ساتھ ٹھیک طریقے پر شروع نہیں کیا ہے۔ البتہ بے فائدہ غور و خوض میں وقت ضائع نہ کرو۔ وقت ایک نہایت قیمتی چیز ہے اور اگر کوئی اپنی بے احتیاطی سے اُس کا کوئی حصہ گنوا دے تو پھر ہزار افسوس کرے، اپنی تمام دولت خرچ کر ڈالے اُس کا واپس آنا ناممکن ہے۔

۳۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے روزی کا پہچانا مقدر کیا ہوا ہے لیکن اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ تم اُس کے ہی وضع کردہ قانون کی خلاف ورزی کر کے ترک اسباب کرو اور سعی و کسب کو چھوڑ دو۔

”آسمان سے سونا نہیں برسا کرتا نہ زمین سے چاندی اُگتی ہے۔“

ہر ایک شخص کا فرض ہے کہ قوانین قدرت کا اتباع کرے اور مناسب ذرائع اور وسائل استعمال کر کے اپنے لیے اور اپنے وابستگان کے لیے روزی پیدا کرے۔ ایسا نہ کرنا اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہے اور عقلمندان روزگار اس کو حماقت کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ کسب حلال کرنے میں کوئی ذلت اور عار نہیں۔ سب سے بڑا گناہ اور بڑی ذلت یہ ہے کہ انسان اپنی روزی کے پیدا کرنے سے عاجز ہو۔ اور باوجود ہشاکٹا ہونے کے دوسروں کا محتاج اور دست نگر بنے۔ چاہے تم کتنے ہی عقلمند اور ہوشیار ہو لیکن بغیر سعی اور کسب کے تم اپنے مطالب

کو حاصل نہیں کر سکتے۔

۴۔ ایک ہی وقت میں متعدد کاموں پر ہاتھ نہ ڈالو۔ اس سے کوئی کام بھی ٹھیک طرح پر نہیں ہو سکے گا۔ پہلے ایک کام کو پوری کوشش اور توجہ کے ساتھ سرانجام دو، اُس کے بعد دوسرا کام شروع کرو بصورت دیگر توجہ اور سعی کا انتشار تمہاری ناکامیابی یا کم از کم خلل کا باعث ہوگا۔

۵۔ جب تم کسی ایک کام کو شروع کر چکو تو اس کی تکمیل کرو۔ کیونکہ کسی کام کو شروع کر کے اٹھوڑا چھوڑ دینے سے یہ بہتر ہے کہ اس کو شروع ہی نہ کیا جائے۔

۶۔ ”کارِ امروز بفرما مگذار“ ایک نہایت قابلِ قدر زرین مقولہ ہے جس پر عمل کرنا واجب ہے، کیونکہ جس وقت کے لیے تم آج کا کام چھوڑتے ہو اُس وقت کے لیے اور بھی کام نکل آئیں گے اور پھر اُن سب کا ایک وقت پورا کرنا تمہارے امکان سے باہر ہوگا (یا کم از کم نہایت مشکل ہوگا) لیکن ہر ایک دن کے کام کو اُسی دن بجا لانا خود تمہارے لیے بے فکری اور راحت کا موجب ہوگا۔

۷۔ ہر ایک کام کو ترتیب اور باقاعدگی کے ساتھ انجام دینے سے انسان بہت کچھ تکلیف اور تضييع وقت سے بچ سکتا ہے۔

۸۔ کسی نیک کام کو کرتے ہوئے نام و نمود کا خیال تک دل میں نہ لاؤ۔ اگر تم نے کوئی قابلِ تعریف کام کیا ہے تو سمجھنے والے خود بخود اُس

کی قدر کریں گے۔

۹۔ اپنے تمام اعمال میں اور ہر ایک قسم کی مصروفیتوں میں صبر و استقلال کو اپنا شیوہ بنائے رکھو اور کبھی دل تنگ اور مائل نہ ہو جایا کرو۔ بلکہ تمام مشکلات کا نہایت پامردی کے ساتھ مقابلہ کرو۔

منتہیں توش تو از گردشش ایام کہ صبر

گرچہ تلخ است ولیکن بر شیریں دارد

۱۰۔ اگر کوئی بھی اس قسم کا موقع پیش آئے جس سے تم کم و بیش فائدہ

اٹھا سکتے ہو تو اس کو ہرگز ہرگز نہ گتوایا کرو۔ فرصت کا موقع کھو دینا

عقلمندی نہیں۔ عربی میں ایک ضرب المثل ہے :-

مَا كَلَّ عِلَّةٌ تَقَالُ وَلَا كَلَّ فُرْصَةٌ تُنَالُ

ہر ایک لغزش معاف نہیں کی جاتی اور ہر ایک موقعہ (پھر) ہاتھ

نہیں آتا۔

۱۱۔ ہر ایک قسم کی جدوجہد میں عمل کے نتائج پر نظر رکھو۔ اس

سے تمہارے قوائے عملیہ میں نشاط پیدا ہو کر مشکلات کا مقابلہ کرنا

تمہارے لیے آسان ہوگا۔ یہ یقین کر لو کہ سستی، آرام طلبی اور لذات

فحشانی کی پیروی میں منہمک ہونا اعمال نافعہ کی جدوجہد اور مصروفیت

کے مقابلے میں انسان کی صحت اور زندگی کو زیادہ فرسودہ کرتا ہے۔

مصروفیت شیطانی وساوس کے انواع و اقسام سے بچنے کے لیے نہایت

عکدہ ذریعہ ہے۔ اور "خانہ خالی را دیو می گیرد" ایک نہایت سچا مقولہ ہے۔

۱۲۔ اپنے دنیاوی اشغال میں آخرت کے لیے عمل کرنا بھول نہ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے اس جامع و مانع قول کو یاد رکھو :

”فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۖ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ“ اور جس شخص نے ذرہ بھی نیکی کی وہ اُس کی جزا دیکھ لے گا، اور جس نے ذرہ بھی بُرائی کی اس کی سزا اُس کو بھگتنی پڑے گی۔

نیز اللہ تعالیٰ کا یہ قانون بھی تمام اعمال میں مد نظر رکھو کہ :-
”لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى“ رہر ایک انسان کو وہی ملے گا جو

خود اُس نے سعی اور کوشش کی ہو۔

۱۳۔ اس دنیا کی زندگی ایک سریع الزوال حالت ہے۔ اس لیے اس مختصر سی زندگی میں ایسے اعمال بجا لاؤ جن کی بدولت تمہارے مرنے کے بعد بھی تمہارا نام روشن رہے۔ نیک اعمال سے جو پاد انسان کی قائم ہوتی ہے اس کو زمانہ کا دست انقلاب بھی نہیں مٹا سکتا۔ آدمی مریجاتا ہے لیکن اُس کا ذکر خیر باقی رہ کر اُس کے لیے حیات جاوداں کا باعث ہوتا ہے۔ اس لیے اگر انسان ۳۰ سال چاہتے ہو تو اپنی زندگی میں نیکی کرو اور جہاں تک ممکن ہو نیکی نفع کو فائدہ پہنچاؤ۔ والاخرۃ خیر و ابدی۔ اپنی حالت حاضرو پرکھو کبھی قناعت نہ کرو بلکہ اپنے صلح نظر کو ہمیشہ بلند رکھو اور علمی، ادبی، اخلاقی اور مذہبی ترقی میں یہ دل و جان کوشاں رہو۔ زندگی کا مقصد کھانے پینے عیش اُٹانے سے بہت اعلیٰ

والفح ہے !!

مختلف طبقات کے فرض مبنی نوع انسان کے

۱۔ جب تم اپنی تعلیم کو ختم کر چکو تو تحصیل معاش کے لیے کوئی ایسا پیشہ انتخاب کرو جس کے لیے تم میں طبعی میلان موجود ہے اور تمہاری حالت سے بہت زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی ایک یہ نصیحت یاد رکھو کہ ایک سے زیادہ ہنروں کے سیکھنے میں بیک وقت مشغول ہونا کسی میں بھی درجہ کمال پیدا ہونے نہیں دیتا۔ ایک ہی ہنر کو نہایت اچھی طرح سیکھو اور اس میں مہارت کا درجہ حاصل کرو۔

۲۔ بہر کیف تمہارا کسب و ہنر جو کچھ بھی ہو اس میں راستبازی اور امانت و دیانت تمہارا شعار ہونا چاہئے۔ نیز اپنے کسب میں نظام و ترتیب اور صفائی کا ہر وقت خیال رکھو۔ اپنے کسب کی ترویج میں ہرگز خیانت اور بددیانتی کا ارتکاب نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے روپیہ ہونے سے قطع نظر کر کے ایسا کرنا اصول کاروبار کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ اگر تمہاری خیانت اور بددیانتی کا بھید کھل جائے (جو اکثر کھل جایا کرتا ہے) تو اس میں شک نہیں کہ تمہارے ساتھ کوئی بھی معاملہ کرنا پسند نہیں کرے گا۔ بالفاظ دیگر تمہاری کساد بازاری ہو جانا یقینی ہے:

”خسر الدنیا والآخرۃ۔ ذالک هو الخسران المبین“

۳۔ اگر اتفاق سے تمہارا پیشہ زراعت ہے تو اپنی محنت کے لیے نہایت عمدہ زمین انتخاب کرو اور اُس کی پیداوار بڑھانے میں ہر طرح کے ممکن ذرائع استعمال کرو۔ فن زراعت کے اصول اور نکات سے کماحقہ آگاہی حاصل کرو اور نہایت توجہ کے ساتھ اپنے عمل کو انجام دو تاکہ تمہارا یہ عمل نہ صرف تمہارے اور تمہارے گنبے کے پیٹ پالنے کا ذریعہ ہو بلکہ ملک اور قوم کے لیے بھی کم و بیش اہمیت پیدا کرے اور اگر خوش قسمتی سے تم زمیندار ہو تو اپنے مزارعین کی خوب نگرانی کرو اور اپنی زمین کو نہ خیر اور بار آور بنانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرو۔

۴۔ اگر تم کو کوئی جائیداد میراث میں ملی ہے تو اس کی اچھی طرح حفاظت کرو اور اس کی ثروت اور آمدنی کو بڑھانے میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرو۔

۵۔ تجارت کی صورت میں تمہیں چاہئے کہ تجارت کے اصول سے واقفیت پیدا کرو۔ بہت سے مالہائے تجارت کی بیک وقت خرید و فروخت شروع نہ کرو اور نہ ہی غیر ضروری سامان کی تجارت پر اپنا روپیہ ضائع کرو۔ ہمیشہ کوئی ایسی متاع خریدو جس کی مانگ بہت ہو اور اُس کی نوعیت عمدہ ہو۔ نفع صرف اتنا لو جس سے تمہیں بھی مناسب فائدہ ہو اور خریدار کو بھی نقصان نہ پہنچے۔ لین دین میں انتہا درجہ کی دیانتداری عمل میں لاؤ اور کبھی وعدہ خلافی نہ کرو۔ خدا بھی راضی اور لوگ بھی خوش ہشاش بشاش رہنا اور ملاطفت کے ساتھ پیش آنا بھی ذاتی خوبی سے قطع نظر

کر کے تجارت کا ہنر اور اُس میں کامیاب رہنے کا گُر ہے۔

۶۔ اگر تمہیں ملازمت کرنا پڑے تو تم پر لازم ہوگا کہ تمام اُن قوانین اور ضوابط کی پابندی کرو جن کا تعلق اُس ملازمت سے ہے۔ اپنے انہر کی جائز اطاعت کرنا اپنا فرض سمجھو اور اپنے فرائض منصبی کو نہایت تن دہی، ایمانداری اور آزادی ضمیر کے ساتھ بجا لاؤ۔

۷۔ اگر تم معلم ہو تو تعلیم طلباء کے فرائض کا خیال رکھو جو حسب ذیل ہیں۔

(الف) جن کی تعلیم و تربیت تمہارے سپرد کی گئی ہے، اُن کے آداب اور اخلاق کی نگرانی اور اصلاح تمہارا اولین فرض ہوگا۔ معلم کو چاہئے کہ اپنے شاگردوں کو نرمی اور خوش اخلاقی کی تاکید کرے اور ایسی عادات کی اُن کو تلقین کرے جن کی بدولت وہ خالق اور مخلوق دونوں کے نزدیک عزت اور وقعت حاصل کر سکیں۔ الغرض اُن کی زندگی کے تمام حرکات و سکنات حسن اخلاق اور پابندی شریعت کے سانچے میں ڈھلے ہوئے ہوں اور یہ مقصد صرف زبانی تعلیم و تلقین سے حاصل نہیں ہو سکتا جب تک اُستاد خود اپنے اعمال و افعال اور اقوال و اخلاق میں اُن کے لیے نمونہ بن کر اُسوۂ حسنہ پیش نہ کرے۔

(ب) طلباء کو سلیقے اور صفائی کا پابند بنانے میں کوتاہی نہ کریں، نیز اُن کی اشیائے تعلیم (لوازم درس) مطالعہ کے کمرے میں نظام اور

ترتیب کے ساتھ ہوں۔ کسی چیز میں بے ترتیبی اور بے قاعدگی نہ ہو۔
 (ج) ہمیشہ اُن کے جُزدان اور بستوں کو دیکھ لیا کریں کہ اُن کے آلاتِ
 کتابت وغیرہ سب کچھ درست اور ٹھیک ہیں یا نہیں !
 (د) طلباء سے حتی الامکان ملاطفت کے ساتھ پیش آئیں اور نشتِ کلامی
 صرف اپنے موقع پر بوقتِ ضرورت اور بقدرِ ضرورت زیب دیتی ہے
 اُن کے سامنے مذاق کی بات نہ کریں جس سے اُستاد کا وقار زائل ہو
 جاتا ہے اور زمانہ حال کے ماہرینِ تعلیم کا قول ہے کہ اُن کو جسمانی
 سزا دینے سے احتراز کریں۔

(ھ) لکچر دیتے وقت انتہا دہجے کی توضیح سے کام لیں تاکہ ہر ایک درجہ
 کی ذہانت والے طلباء اس سے استفادہ کر سکیں۔ نیز اس بات کا خیال
 رکھیں کہ زید اور عمرو کی تعلیم پر یکساں توجہ کی جائے۔

(و) اثنائے درس میں اور دیگر مناسب موقعوں پر طلباء کو اس بات
 کی ترغیب و تخریص دلاتے رہیں کہ وہ علوم اور اخلاق کی تحصیل میں
 انتہائی کوشش صرف کریں اور جدوجہد ہی کو کامیابی کی کلید سمجھیں۔



ازدواج کے آداب

۱۔ شادی کرنا زندگی کا ایک اہم مرحلہ ہے۔ ہیئت اجتماعیہ بنی نوع انسان یعنی اُن کے تمدن اور معاشرت کا جزو اعظم ہے۔ اہل و اولاد کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے انسان کے جذبات محبت و اُلفت اور شفقت و اعانت کی صفات کی نشو و نما مطلوب ہے۔ جو لوگ مجبور رہنے کو تاہل پر ترجیح دیتے ہیں، وہ یقیناً غلطی پر ہیں اور غالباً اُنہوں نے ازدواج کی حکمتوں اور مصالح پر کافی غور کرنے کی تکلیف کبھی گوارا نہیں کی۔ ایسے اشخاص کو بالآخر طویل اور تلخ تجربوں کے بعد اپنی غلطی کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔

۲۔ شادی شدہ اشخاص کو اگرچہ بعض اوقات تحصیل معاش اور دیگر ضروریات و تعلقات خانگی کے متعلق تکلیفات برداشت کرنا پڑتی ہیں، لیکن اس میں شک نہیں کہ اخلاق اور معاشرت کے پہلو کو مد نظر رکھتے ہوئے بلا تاہل کہہ سکتے ہیں۔ کہ شادی شدہ شخص کی زندگی نہایت مبارک ہے۔ مرض اور مصیبت میں تمھاری خبرگیری کرنے، تمھارے رنج کو ہلکا کرنے، تمھاری سچی ہمدردی کرنے اور تمھارے شریک رنج و رنجت بننے کے لیے ایک نیک نہاد بیوی سے بڑھ کر اور کوئی رفیق یا مُصاحب نہیں ہو سکتا۔ لیکن جو لوگ شادی کی تائید میں نہیں ہیں یا تو اُن کو

ان واقعات کا علم اور تجربہ نہیں یا بصورتِ دیگر وہ معاشرت کے ان اہم کوائف کو عمداً نظر انداز کرتے ہیں۔ البتہ اس بات کا لحاظ رکھنا مناسب بلکہ واجب ہے کہ بیوی شریف خاندان ہونے کے علاوہ ذاتی لیاقت کے جوہر سے بھی آراستہ ہو۔ تعلیم یافتہ ہو (یعنی جتنی تعلیم کہ طبقہٴ نسواں کے لیے ضروری اور مناسب ہے اتنی تعلیم حاصل کی ہو اور اس کے یہ مہینے ہرگز نہیں کہ بی اے یا ایم اے کی جُم اس کے ساتھ لگی ہوئی ہو، اُس کے اخلاق کی مناسب تربیت کی گئی ہو اور امورِ خانہ داری کا علم رکھنے کے علاوہ اُن کو احسن طور پر انصرام دینے کی قابلیت بھی رکھتی ہو۔ ۳۔ چھوٹی عمر میں شادی کرنا کئی وجوہ سے نہایت مضر ہے لیکن شادی کو اس قدر تعویق میں ڈالنا بھی مناسب نہیں ہوگا کہ شباب کا زمانہ گزر جائے۔ کوئی شادی صرف مال کی خاطر نہ کرو اور اگر تم تھی دست ہو تو حتی الامکان شادی پر اقدام کرنے سے محترز رہو جب تک کہ پہلے سے تحصیلِ معاش اور پرورشِ عیال کا بندوبست نہ ہو جائے؛

وَالْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّى يُغْنِيَهُمُ
اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۝

۴۔ چونکہ نکاح ایک دائمی رشتہ ہے اور بیوی انسان کے لیے بمنزلہ دستِ راست کے ہے۔ اس لیے بیوی کے انتخاب کرنے میں نہایت حزم و احتیاط سے کام لو اور خوب چھان بین کے بعد شادی کرو۔ ظاہری حالت اور سرسری بحث و تمحیص پر اکتفا نہ کرو۔ ورنہ بعد میں پشیمان ہو سکتے

جبکہ پشیمانی کا کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔

۵۔ بہتر ہوگا کہ زوجین ایک ہی عمر اور ایک ہی حیثیت کے ہوں۔ اس سے اولاد کی حسن تربیت میں بڑی مدد ملتی ہے جو شادی کا مقصود اصلی ہے۔

۶۔ ازدواج کے متعلق ہر حالت میں ایسے کوائف کا لحاظ رکھنا ضروری ہے جس سے میاں بیوی کے درمیان رشتہ اُلفت کا استحکام زیادہ ہو۔ تاکہ وہ شائد اور مصائب میں ایک دوسرے کے لیے سچے اہمدم اور متبادق ہمدرد ثابت ہوں اور اُن کے آپس کے تعلقات ایسے ہوں کہ کوئی فریق بھی اُن میں سے زندگی کو وبال جان خیال نہ کرے۔ میاں بیوی کا موافقت کے ساتھ خوشگوار زندگی بسر کرنا اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں میں سے بہت بڑی نعمت ہے۔

شوہر کے فرائض

۱۔ شوہر کو چاہئے کہ مناسب طور پر اپنی بیوی کے حقوق کا احترام کرے وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ (الایہ) "عورتوں کے بھی ویسے ہی حقوق ہیں جیسے کہ اُن کے ذمے شوہروں کے متعلق فرائض ہیں۔" اور اگر پہلے سے وہ والدین کے گھر میں کافی تعلیم حاصل نہیں کر چکی ہے تو اُس کی دینی اور دنیاوی تعلیم کا مناسب بندوبست کرنا سب حقوق پر مقدم ہے۔

۲۔ ہمیشہ اپنی بیوی سے بشت اور خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آئے۔
 اور محبت و اخلاص باہمی کے جذبات کو ترقی دینے میں سعی جمیل کرے۔ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ”تم میں بہتر شخص وہ ہے جو اپنے گھر
 والوں کے ساتھ حسن اخلاق کا برتاؤ کرے۔“

۳۔ بیوی کے ساتھ روٹی کپڑا دینے میں بخل اور تشدد نہ کرے۔ یہ دونوں
 اوصاف اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت ناپذیر ہیں۔

۴۔ اگرچہ بیوی پر اپنے شوہر کی اطاعت فرض ہے لیکن شوہر کو چاہئے
 کہ اس کو کوئی ایسی خدمت نہ بتائے جس کا بجالانا اس کے لیے تکلیف دہ
 ہو۔ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا (اللہ تعالیٰ بھی انسان کو بقدر وسع
 اس کے تکلیف دیتا ہے)۔

۵۔ اگر وہ اپنے والدین کی ملاقات یا باوقات مناسب دیگر اعزہ و اقربا
 کی ملاقات کے لیے گھر سے باہر جانا چاہے تو اس کی درخواست کو مسترد
 نہ کرو۔

۶۔ اپنی بیوی کے ساتھ معاشرت رکھنے میں ہمیشہ متحمل اور رواداری کے
 پہلو کو مد نظر رکھو۔

تربیت اولاد کے آداب

(اپنے والد پیر اولاد کے فرائض)

- ۱۔ والد کا فرض مؤکد ہے کہ اپنی اولاد کی تربیت کا خوب خیال رکھے اور لڑکپن سے اُن کو خصالِ خستہ کی پابندی کی عادت ڈالے۔ اُن کے قلب و ضمیر میں اخلاقِ جمیلہ کی رُوح پھونک دے اور اعمالِ صالحہ کی خوبیاں اس طرح اُن کے ذہن نشین کر دے کہ نیکی کرنا اُن کی طبیعتِ ثانیہ بن جائے۔
- ۲۔ محاسنِ اخلاق کی تعلیم کبھی تو امر و نہی کی صورت میں ہو، کبھی نہایت نرمی اور ملاطفت کے ساتھ اُن کو سمجھاؤ۔ کبھی ترغیب اور ترمیمِ عمل میں لاؤ۔ اور ایک ہی روش کا التزام کرنے سے مراعَاتِ موقعہ کے زَمینِ اصول کی خلاف ورزی نہ کرو۔ لیکن رفق اور ملاطفت کا پہلو غالب رہے۔ اور یاد رکھو کہ جب تک تم خود ان کے سامنے اچھا نمونہ پیش نہیں کرو گے، صرف زبانی پند و نصیحت کا دروازہ کھولے رکھنے سے یہ توقع کرنا فضول ہوگا کہ اُس سے مطلوبہ نتیجہ ظہور میں آئے۔ مثلاً اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری اولاد گالی دینے کی مذموم عادت سے محفوظ رہے تو ضروری ہے کہ وہ خود تم کو فحش الفاظِ زبان پر لاتے ہوئے کبھی نہ سُنے۔ اسی طرح ہر ایک شخص کی اُس کے رُتبہ کے موافق تعظیم و توقیر کرو۔ تاکہ تمہارے بچوں میں بھی دوسروں کے احترام اور توقیر کی عادت پیدا ہو۔

علیٰ ہذا القیاس اپنے خاندان کے تمام افراد کے ساتھ ہمدردی اور اتحاد کے قائم رکھنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہاری اولاد بھی اس ماحول سے خود بخود متاثر ہو کر ہمدردی اور اتحاد و اتفاق کا مجسمہ ہوگی۔

۳۔ والد کو چاہئے کہ کبھی جھوٹ نہ بولے اور نہ اولاد کی نظروں میں جھوٹ بولنے کی مذمت باقی نہیں رہے گی۔ اپنی اولاد کو ہرگز بددعا نہ دیں۔ کیونکہ اولاً تو ایسا کرتا فی حد ذاتہ تمہاری طیش (پچھورا پن) اور سبکداری کی دلیل ہے۔ دوسرے یہ کہ اس سے اولاد کے دلوں میں تمہاری وقعت کم ہو جائے گی اور جو محبت اولاد کو اپنے والدین سے ہوتی ہے اس پر اس کا برا اثر پڑے گا۔

۴۔ اگر والدہ اپنی اولاد کے اخلاق و عادات کی اصلاح کرنے کی غرض سے ان کو زجر و توبیخ کرے تو والد کو نہیں چاہئے کہ وہ اولاد کی حمایت کے لیے کھڑا ہو جائے۔ اس سے اُن کے اخلاق کے اور زیادہ بگڑنے کا احتمال بلکہ یقین ہے۔

۵۔ اپنی اولاد کو اعتماد علی النفس (Self Reliance) کی عادت ڈالو۔ اور اُن کی اہمیت اور اربادوں کو کسی حالت میں پست نہ ہونے دو۔ ابتدائے عمر سے یہ بات بخوبی اُن کے ذہن نشین ہونی چاہیے کہ یہ زندگی میدانِ عمل ہے اور جو شخص جہد و بہد میں جس قدر بھی تساہل یا تکاسل کرے گا، اسی نسبت سے وہ صلاح ترقی پر صعود کرنے سے محروم رہے گا۔

۶۔ اپنی اولاد کو اس بات کی بھی عادت ڈالو کہ وہ اپنے ہر ایک کام میں اور اپنی تمام مختلف کوششوں میں ایک نصب العین مد نظر رکھیں اور ہمیشہ وہی کام کریں جو دینی یا دنیاوی حیثیت سے مفید اور نفع مند ہو۔ ہر ایک چیز کو بنظر غور دیکھا کریں اور بقدر امکان کائنات کی حقائق پر مطلع ہونے کی کوشش کریں۔ تلقین اخلاق جمید کے متعلق یہ نکتہ یاد رکھو کہ جس نیک اور قابل تعریف خلق یا عمل کی طرف اُن میں طبعاً رجحان پایا جاتا ہے اُس کو اُن میں نشو و نما دینے کا ہر طرح سے سامان کرو۔ تاکہ وہ استعداد جو اُن کی فطرت میں موجود ہے فقدان تربیت کی وجہ سے ضائع نہ ہو جائے۔

۷۔ اپنے بچوں کو صغیر سنی ہی میں فرائض دینیہ کی بجا آوری کا پابند بناؤ کیونکہ جس بات کی ابتدائے عمر میں عادت پڑ جائے وہ کائنات فی الجبر ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں بڑے ہو جائیں تو پھر ان کو سننے فرائض کی پابندی کی عادت ڈالنا نہایت دشوار بلکہ ناممکن ہے۔ سعدی علیہ الرحمۃ نے اس کی ایک نہایت عمدہ مثال دی ہے:

چوب تر را چنان کہ خواہی چوچ

نشود خشک جز بآتش راست

۸۔ اپنے بچوں کی جائز خواہشات پورا کرنے میں تشدد نہ کرو اور بقدر مناسب اُن کو پیہ مکہ دینے میں ہرگز بخل نہ کرو۔ بصورت دیگر اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یا تو وہ دوسروں کے سامنے درست احتیاج پھیلائیں گے یا افعال شنیعہ کے ارتکاب پر مجبور ہوں گے اور طبعاً اپنے

باپ کی زندگی کو سنگِ راہ سمجھ کر اُس کی عاجلانہ موت کے متمنی رہیں گے اور ممکن ہے کہ اُس کی موت کو عملاً نزدیک لانے تک سے دریغ نہ کریں *

۹۔ یہ کوئی دانش مندی یا دُور اندیشی نہیں کہ انسان اپنی اولاد کے لیے مال و دولت جمع کرتا پھرے اور اُن کی تعلیم و تربیت کا چنداں خیال نہ رکھے۔ عربی زبان میں یہ کیا ہی اچھی ضرب المثل ہے *

الادب خیر من الذہب! (علم اور ادب کا ذخیرہ زبرِ سُرخ کے

خزانے سے بہت بہتر ہے۔)

دانش مندی اور دُور اندیشی کا مقتضاً یہ ہے کہ ان کو علم و ہنر سکھاؤ اور ان کی اخلاقی تربیت کماحقہ عمل میں لانے کے علاوہ اُن کو اپنے دست و بازو سے کمانے کے راستے بتاؤ کہ وہ اپنے پاؤں پر خود کھڑا ہونا اور چلنا سیکھیں۔ (اندوختہ پدری کے بھروسہ پر نہ رہیں) *

۱۰۔ اپنی اولاد کو عطیہ دینے میں مساوات کا خیال رکھو جس سے ایک تو وہ باہمی رقابت اور حسد کرنے سے بچے رہیں گے۔ دوسرے یہ کہ عدل و انصاف اور مساوات کا اُن کے سامنے ایک نمونہ ہوگا۔
۱۱۔ جب بچے کام کاج کرنے کے قابل ہوں تو ان کو آرام طلبی کا عادی نہ بناؤ بلکہ اپنے کام کاج میں اُن سے مناسب مدد لو۔ دُنیا کے تشیب و فراز سے ان کو روشناس کرو اور ان کو یہ سمجھاؤ کہ آدمی دوسروں کی مدد کے بغیر کس طرح اپنے سہارے پر زندگی بسر کر سکتا ہے!

۱۲۔ اپنے بچوں کو نوکروں کی تربیت میں ہرگز نہ دو بلکہ خود ہی ان

کے اعمال و افعال اور اقوال و اخلاق کی نگرانی کرو۔ اسی طرح اُن کو اُن کے ساتھ زیادہ آزاد ہونے بھی نہ دو۔ نوکروں سے صرف اپنے بچوں کی حفاظت اور خدمت کا کام لو۔

۱۳۔ بچوں اور اولاد سے فقط تربیتِ اولاد ہی مراد نہیں بلکہ لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کا بھی اسی طرح خیال رکھو۔ اُن کے ساتھ بھی ویسی ہی محبت کرو اور خصوصیت سے اُن کو امورِ خانہ داری کا اہتمام اور انصرام سکھانے میں کوتاہی نہ کرو۔

۱۴۔ اولاد لڑکی ہو یا لڑکا جب وہ سنِ بلوغ کو پہنچیں تو ان کی شادی کر دینا والدین کا فرض ہے۔ دونوں کی شادی کرتے وقت مناسب جوڑے کا انتخاب کرو جس میں زیادہ تر دینداری اور تعلیمی و اخلاقی فضائل کا خیال رکھا جائے۔



تربیت اولاد پر

ایک قابل قدر مضمون

یہ کوئی پوشیدہ حقیقت نہیں کہ انسان جب ماں کے پیٹ سے نکل کر اس دنیا میں قدم رکھتا ہے تو وہ تمام قوائے عقل و تمیز سے خالی اور طاقت جسمانی سے محروم ہوتا ہے اور تدریجاً نشو و نما پا کر اس کے جسم میں قوت آ جاتی ہے جو بعض اوقات صاحب قوت کو پہلوان کے نام سے موسوم کر دیتی ہے اور قوائے عقل و تمیز اس درجہ تک ترقی پذیر ہوتے ہیں کہ اُن کا مالک مدبر مملکت اور فلاسفر کہلانے لگتا ہے۔ اسی طرح نفس انسانی جو تمام اخلاق نیک و بد کا سرچشمہ ہے، ابتداء سے فطرت میں بالکل سادہ اور تمام نقوش اخلاقیہ سے خالی ہوتا ہے لیکن اُس میں یہ استعداد موجود ہوتی ہے کہ اگر اُس کی مناسب تربیت کی جائے تو وہ اخلاق جمیدہ اور عادات و خصائل محمودہ کا مجسمہ بن سکتا ہے۔ اس لیے والدین کو چاہئے کہ وہ تربیت اولاد کا خاص خیال رکھیں۔ ان کی تہذیب اخلاق اور زیور علم و ثمل سے آراستہ کرنے میں سچی تبلیغ بجا لانا اپنا فرض سمجھیں۔ چھوٹی عمر کے بچوں سے یہ ہرگز توقع نہ رکھیں کہ وہ خود اپنی اصلاح کریں گے۔ کیونکہ اس کے لیے کسی قدر تجربہ اور نمازست کی ضرورت ہے جس سے وہ اپنی کم عمری اور عدم پختگی عقل و تمیز کی وجہ سے بے بہرہ ہیں۔

چونکہ والدین اپنا فرض اُسی صورت میں اچھی طرح ادا کر سکتے ہیں جب کہ وہ اصول تربیت جانتے ہوں۔ اس لیے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس بابے میں تحفۃ الاسلام امام غزالی علیہ الرحمۃ کی ایک معرکہ الآراء تصنیف احیاء العلوم کا حقوڑا سا اقتباس درج کریں۔

”بچہ والدین کے پاس ایک امانت ہے اور اس کا قلب ایک جوہر پاک ہے جو ہر ایک قسم کے نقوش سے خالی ہے۔ بایں ہمہ اس میں ہر ایک صورت اور نقش قبول کرنے کی خاصیت موجود ہے۔ اگر تم اس کو نیکی کی عادت ڈالو گے تو وہ نیکی کا مجسمہ ہوگا اور سعادت داریں سے بہرہ ور ہوگا اور یہ یاد رکھو کہ جس قدر بھی وہ نیکی کرے گا اُس کے اجر و ثواب میں اُس کے والدین بھی برابر کے شریک ہوں گے لیکن اگر والدین غفلت کر کے اپنی اولاد کو چوپایوں کی طرح مہمل چھوڑ دیں تو اس میں شک نہیں کہ اُن کے اعمال و اخلاق بگڑ جائیں گے اور اس بد بختی میں والدین بھی برابر کے مستوجب ہوں گے اس لیے والدین کا فرض ہے کہ اپنی اولاد کو محاسن اخلاق کی تعلیم دیں۔ اچھی عادتوں اور نیک خصال کی تلقین کریں۔ صحبتِ بد سے اُن کو بچائیں اور اُن کو تنہا پرور اور آسائش پسند نہ ہونے دیں۔ سادہ زندگی بسر کرنے کی اُن کو عادت ڈالیں اور اسبابِ زینت اور زخارفِ دنیا سے اُن کی توجہ ہٹائے رکھیں۔ کیونکہ جو لوگ تن آسانی اور زینت کو پسند کرتے ہیں وہ دین و دنیا کی سعادت اور

کمال حاصل کرنے سے محروم ہی رہتے ہیں۔ اپنے بچے کو دودھ پلانے کے لیے دایہ رکھنی ہو تو کوئی نیک حضال عورت تلاش کریں۔ کیونکہ دودھ کے ذریعہ بھی اخلاق و عادات کا اثر منتقل ہو سکتا ہے۔ جب لڑکا سن تمیز کو پہنچے تو اُس کے اخلاق کی نگرانی پر پوری توجہ مبذول کریں۔ کیونکہ اس وقت میں جو اخلاق و عادات اس کی طبیعت میں راسخ ہو جائیں ان کا عمر بھر زائل ہونا دشوار ہوتا ہے۔ ابتدائے عمر میں سب سے پہلا خلق جو بچے میں ظاہر ہوتا ہے وہ حیا ہے۔ حیا کا ظہور عقل کے منور ہو جانے کی دلیل ہے۔ کیونکہ حیا کی حقیقت یہ ہے کہ انسان بعض امور کی قباحات محسوس کر کے اُن افعال کے کرنے سے شرماتا ہے۔ چونکہ یہ ایک نہایت اچھا خلق ہے، اس لیے جب بھی بچے میں حیا کے آثار نمودار ہوں، اُس کے اس خلق کی مناسب تربیت کرنے میں غفلت نہ کی جائے۔ نیز دوسرے جذبات کے ظہور میں آنے سے پہلے انسان کے بچے میں کھانے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے سب سے پہلے اس کو آداب طعام کا پابند بنانا چاہیے۔ مثلاً یہ کہ کھانا دائیں ہاتھ سے کھائے۔ کھانے کو بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع کرے۔ (بسم اللہ کے معنی بھی اس کو سکھا دینا چاہیے) بسیار خوری کو اُس کی نظروں میں مذموم اور قبیح بنانے کی کوشش کریں چنانچہ پرخور آدمی کو اُس کے سامنے حیوانات کے ساتھ تشبیہ دیں۔ سادہ خوراک پر قناعت کرنے کی اُس کے سامنے تعریف کریں تاکہ اس کی خوبی اُس کے ذہن نشین ہو۔ جو لڑکے عیش پسند اور نفیس و لذیذ کھانوں کے

ولدادہ ہوں اُن سے اُس کو دُور رکھیں۔ خوراک کی طرح لباس بھی بچے کا سادہ اور بے تکلف ہونا چاہئے۔ اور اس کے دل پر یہ نقش کر دینا چاہئے کہ کپڑے میں اس سے بڑھ کر اور کوئی خوبی نہیں ہو سکتی کہ وہ صاف اور پاکیزہ ہو۔ ذرقِ برق کا لباس اور نمائشی کپڑا پہننے میں زنانہ پن پایا جاتا ہے اخلاقِ سیئہ میں سے چغلی کھانا، جھوٹ بولنا، گالی سے زبان آلودہ کرنا یا کوئی فحش بات کہنا، چوری اور خیانت، یا وہ کوئی ضرورت سے زیادہ ہنسی مذاق کرنا، مغرور اور خود پسند ہونا، دوسروں کو بنظرِ تحقیر دیکھنا، سخت کلامی وغیرہ ایسے اوصاف ہیں جن کی بُرائی خاص طور پر بچوں کے دل نشیں ہونا چاہئے۔

مذہب کے بنیادی اصول یا الفاظِ دیگر عقائدِ دینیہ کو اس کے لوحِ قلب پر بچپن ہی میں منقوش کر دینا لازم ہے۔ جب کہ ابھی اُس کی فطرت سلیم ہوتی ہے۔ جب بچے سے کوئی اچھا فعل ظاہر ہو تو اُس کی تعریف کر کے اُس کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ برخلاف اس کے اگر کوئی ناشائستہ بات اُس سے صادر ہو تو پہلی مرتبہ اس سے چشم پوشی کریں اور اگر مکرر سے ظہور میں آئے تو کنایتاً منع کریں۔ مثلاً اس کے سامنے اُس قول یا فعل کی مناسب اور مؤثر الفاظ میں قباحت بیان کریں اور حتی الامکان اس پر یہ نہ ظاہر ہونے دیں کہ تم کو اس کے ارتکابِ قبیح کا علم ہے۔ خصوصاً جب کہ وہ خود اس کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرے۔ کیونکہ اگر اس پر یہ ظاہر ہو جائے کہ اُس کا بھید

کھل گیا ہے تو بسا اوقات اس سے اُس کی جسارت بڑھ جاتی ہے لیکن اگر وہ اس طرح تعریفاً اور کنایتاً سمجھانے پر اپنے ناشائستہ فعل کو نہ چھوڑے اور اس سے باز نہ آئے تو اس کو سزا دیں۔ مگر یہ سزا دوسروں کے سامنے نہ ہو۔ نیز بار بار اور کثرت کے ساتھ اس کو نہ جھڑکیں۔ اس سے وہ بچہ ملامت آمیز کلام سننے سے مانوس ہو جاتا ہے اور اُس کے ضمیر پر اس کا بہت کم اثر ہوتا ہے۔ باپ کو چاہئے کہ اپنے بچے کو کسی امر قبیح کے ارتکاب پر ملامت کرتے ہوئے سرشتہ تہذیب کو ہاتھ سے نہ دے جس سے کہ ایک اور خرابی کے ظہور میں آنے کا قوی احتمال ہے۔ یعنی غش گوئی کی قباحت اس کے دل سے زائل ہو جائے گی۔ ماں کو چاہئے کہ وہ اس کو باپ کا نام لے کر دھمکائے اور اس طرح افعال قبیح کے ترک کرنے پر اس کو آمادہ کرے۔ چھوٹی عمر میں دن کو سونا سُستی طبع کا موجب ہے۔ جیسے کہ پہلے بھی ذکر کیا گیا ہے، لڑکے کو جھانکھانے کی عادت ڈالیں اور کھانے پینے اور بچھونے کے نہایت سادہ ہونے کی اس کو تاکید کریں اور اس کا پابند بنائیں۔ بچوں کو کوئی کام خفیہ طور پر نہ کرنے دیں۔ کیونکہ کسی امر کا چھپانا اس امر کی دلیل ہے کہ وہ قباحت کی وجہ سے قابل اظہار نہیں۔ بچوں کو اس بات کی عادت ڈالیں کہ وہ دن کے دوران میں چلیں پھریں اور ریاضتیں مناسب حصہ لیں تاکہ سُستی ان کی طبیعت میں سرایت نہ کرنے پائے۔ اور اُن کے عضلات طاقت حاصل کریں۔ بچے کو اس بات سے منع کریں

کہ وہ کھانے پینے کی نوعیت کے لحاظ سے یا کسی اور چیز کی بنا پر جو خود اس کی یا اس کے باپ کی ملک ہے اپنے ہمسروں پر اپنی بڑائی جتائے اور فخر کرے بلکہ اس کو اس بات کی تلقین کریں کہ وہ ہر ایک سے تواضع اور انکسار کے ساتھ پیش آئے اور نہایت نرمی اور بشاشت کے ساتھ گفتگو کرے۔ اس بات سے بھی اس کو منع کریں کہ وہ کسی دوسرے کی اچھی چیز دیکھ کر اس سے لینے کی کوشش کرے۔ اس کے ذہن میں یہ بات منقوش ہونی چاہئے کہ بلند مرتبہ شخص وہ ہے جو دوسروں کو کوئی چیز دے، یہ نہیں کہ دوسروں سے لیتا پھرے۔ دوسروں کی چیز پر دندان آزمیز کرنا مقتضائے خست ہے۔ سونے چاندی یا الفاظ دیگر روپے پیسے کی محبت بچے کے دل میں نہ راسخ ہونے دیں۔ بچپن ہی سے یہ حقیقت اس کے دل نشین ہونی چاہئے کہ روپے پیسے کی اہمیت صرف اس لیے ہے کہ اس سے انسان کی ضروریات زندگی پوری ہوتی ہیں۔ اگر اس سے قطع نظر کی جائے تو سونا چاندی اور کنکر پتھر میں ذرا بھی فرق نہیں ہے۔

زرد از بہر خوردن بود اسے لیسر

ز بہر نہادن چہ سنگ و چہ زرد

طفولیت ہی سے بچے کو دیانتداری اور راستبازی کی خوبی سے آشنا کرنا چاہئے۔ اثنائے تکلم میں قسم کھانے کی عادت سے اس کو منع کریں۔ اس کو گفتگو کے آداب سکھائیں اور اس کے معصوم قلب

پر یہ بات نقش کر دیں کہ "استاد کی مالاں باپ کے پیار سے اچھی ہے۔"

پادشہ پسر بہ مکتب داد

لوح سیمینش در کنار نہاد

بر سر لوح او نوشتہ بہ زر

"جو بہ استاد بہ زر مہر پدرا"

جب تعلیم کا وقت ختم ہو چکے تو بچے کو طیب خاطر سے اجازت دیں کہ وہ آزادی کے ساتھ کھیل کود میں مشغول ہو ورنہ پڑھنے سے اس کی طبیعت اچاٹ ہو جائے گی۔ اس کا ذہن کند ہو جائے گا۔ اور اس کی زندگی تلخ ہوگی۔ جس کا انجام یہ ہوگا کہ وہ تحصیل علم سے کلیتہً بیزار ہو جائے گا۔ مذہبی فرائض کی بجا آوری کا بچے کو سختی کے ساتھ پابند بنائیں۔ دین کی پابندی آداب اور اخلاق کا اصل الاصول ہے۔"

امام علیہ الرحمۃ نے جو کچھ سطور بالا میں فرمایا ہے اوہ بالکل درست ہے اور تربیت اولاد کا اس سے بہتر جامع نسخہ ملنا دشوار ہے۔ اس پر اتنا اور مستزاد کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ والدین اور معلم کے لیے جو تربیت اولاد کے کفیل ہیں یہ لازم ہے کہ وہ خود اخلاق حسنہ سے موصوف ہوں اور ان کے اعمال خیر و صلاح اور رشد و فلاح کی بہترین مثال ہوں۔ کیونکہ انسان بالطبع اپنے سے بڑوں کا نمونہ سامنے رکھ کر اس کی اقتداء کرتا ہے۔ اگر ان کا بُرا نمونہ دیکھ کر چھوٹوں میں بھی ارتکابِ قبیح کا میلان پیدا ہو تو اس کی تمام تر ذمہ داری شرعاً اور عقلاً اول الذکر جماعت پر عاید ہوگی۔

مال کے متعلق ہدایات

۱۔ مال و دولت اس زندگی کی نینت ہے اور آخرت کے درجات حاصل کرنے کا نہایت عمدہ ذریعہ ہے۔ اس لیے تم کو چاہئے کہ اس کو ایسے طریق پر خرچ کرو جس سے تمہاری اس زندگی میں تم کو عزت حاصل ہو۔ اور بعد الہیات نیک نامی کا باعث ہونے کے علاوہ آخرت میں تمہارے لیے ربح و درجات کا موجب ہو۔

۲۔ اگر آدمی اپنے مال کو ان اغراض کے لیے خرچ نہ کرے جن کا عمل میں آنا عقلاً اور شرعاً اس سے وابستہ ہے تو وہ مال انسان کو اپنے رب سے غافل کر دیتا ہے۔ اس لیے مال کی محبت کو اپنے دل میں جگہ نہ دو۔ (اس کو صرف قصائے حاجات کا ایک ذریعہ سمجھو۔ کیونکہ سیم و زر کوئی مقصود بالذات چیز نہیں ہے) اور ایسی باتوں میں اس کو ہرگز خرچ نہ کرو جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہیں۔

۳۔ یہ یاد رکھو کہ کوئی مال کوئی جائیداد اور کوئی تجارت وغیرہ کچھ فائدہ بخش نہیں جب تک تمہارا باطن علم کی روشنی سے منور نہ ہو۔ جب تک تم نے اپنے آپ کو زیورِ ادب اور اخلاق سے آراستہ نہیں کیا اور جب تک تم پگے و بیندار نہیں ہو۔

مال کو رکن و جہ میں صرف کرنا چاہئے!

مال و دولت کو یا تو تعلیم و تربیت حاصل کرنے کے لیے خرچ کرو یا ایسی باتوں میں خرچ کرو جس کو حقیقی مسرت اور سچی خوشحالی سے تعبیر کیا جاسکے۔ پہلی شق میں یہ داخل ہے کہ اُس کو مفید اور نفع مند کتابوں کے خریدنے پر خرچ کرو۔ کسی معلم یا تالیم کو تنخواہ دو۔ پاکیزہ لباس اور تنظیم مکان کا مطلب اُس سے حاصل ہو یا عمدہ کھانے پر اُس کو صرف کرو۔ جس سے تمہارے جسم کو مناسب پرورش اور قوت حاصل ہو۔ مؤخر الذکر یعنی حقیقی مسرت اور خوشحالی عقل مند اور عاقبت اندیش انسان کے لیے یہ ہے کہ اپنا مال محتاجوں کی ضروریات رفع کرنے کے لیے صرف کرے جس کا محرک محض جذبہ شفقت و ہمدردی اور اس کا نصب العین خالص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہو اور اس میں کسی قسم کی ظاہر داری اور ریاکاری اور تصنع و نمائش کو دخل نہ ہو۔ اسی طرح کسی کے احسان کے بدلہ میں اُس کے ساتھ احسان کرنا اور اپنے مال کو فوائد ملیہ (قومی مفاد کے امور) اور واجبات دینیہ کے لیے صرف کرنا وہ باتیں ہیں جن سے قلب کو حقیقی مسرت حاصل ہو سکتی ہے۔ عیش و عشرت میں خرچ کرنا اور نفسانی شہوات کا اس سے پورا کرنا کبھی سچی خوشحالی کا باعث نہیں ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ انسان کا احساس فطری مُبرور نہ پڑ گیا ہو۔ یا بالفاظ دیگر اُس کی کائنات (ضمیر) پر موت طاری نہ ہو گئی ہو۔ جیسے کہ ایک عقل مند آدمی

اپنا وقت عزیز صرف کرنے میں بڑا محتاط رہتا ہے اور کبھی اس کا ایک
لحظہ بھی بے جا ضائع نہیں کرتا بلکہ اس کا ایک ایک لمحہ کسی دینی یا دنیاوی
مفاد کے لیے استعمال کرتا ہے، اسی طرح صاحب بصیرت آدمی اپنے
مال کے خرچ کرنے میں بھی ان معنوں میں بخیل ہوتا ہے کہ اس کا ایک
رحمہ بھی کسی ایسے مصرت میں نہیں لگاتا جس سے کوئی معقول دینی یا
دنیاوی فائدہ حاصل نہ ہو۔ اسی کا صحیح نام تدبیر اور اس کے خلاف یعنی
بے ہودہ طور پر مال اڑانے کا نام تبذیر ہے۔ تدبیر کی بدولت مال و دولت
کی ایک قلیل مقدار بھی انسان کی ضروریات اور مایحتاج پورا کرنے کے لیے
کافی ہے۔ لیکن تبذیر کے لیے بڑے سے بڑا مال بھی تاب مقاومت نہیں
لا سکتا۔ کتنے ہی امیر اس کی وجہ سے ذلیل ہو گئے اور کتنے معزز گھرانوں
کو اس نے برباد کر دیا۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے اس قول میں کہ
وَلَا تُبْذِرْ تَبْذِيرًا إِنَّ الْمُبْذِرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيْطَانِ
(اپنے مال کو بیہودہ مت خرچ کرو۔ بے شک اپنے مال کو بیہودہ طور
پر خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔)

بہت بڑی حکمت مضمون ہے۔



کفایت شکاری کے فوائد اور قواعد

۱۔ اپنے روپے پیسہ کو بے جا طور پر ہرگز نہ خرچ کرو۔ لیکن اپنی جگہ پر اور جہاں اس کا خرچ کرنا ضروری یا مناسب ہو وہاں پر خرچ کرنے سے گریز نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ :

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ -

(یعنی اپنی مٹھی کو بالکل بند بھی نہ رکھو اور نہ ہی بالکل اس کو کھول دو۔) ۱۔ جو کچھ از قسم ضروریات خریدتے ہو اس کی قیمت ادا کرنے میں تاخیر نہ کرو۔ تاخیر کرنے سے طبعاً اس کا ادا کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ۲۔ تمام ضروریات کا نرخ مروج تمہیں معلوم رہنا چاہئے۔ ورنہ ضرور دھوکہ کھاؤ گے۔

۳۔ جس چیز کی تمہیں ضرورت نہیں اُسے ہرگز نہ خریدو۔ چاہے وہ کتنی ہی ارزاں ملے۔ کیونکہ وہی چیز بوجہ عدم ضرورت کے تمہارے حق میں گراں ہے۔

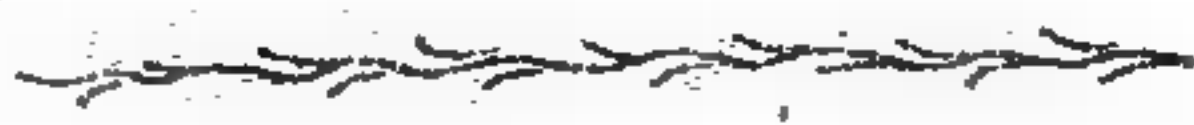
۴۔ صرف فخر اور نمونہ کے لیے کسی چیز کو ہنگامت خریدو۔ البتہ اگر کسی چیز کی تمہیں فی الواقع ضرورت ہے اور وہ ارزاں قیمت پر نہیں ملتی ہے تو اس کو ہنگام خرید لینے میں مضائقہ نہیں بلکہ اس کا خرید لینا لازم ہے۔ کیونکہ جس چیز کی ضرورت ہے اس کا نہ خریدنا بھٹکی کا

نشان سہمہ

۶۔ اپنی تمام خرچ شدہ رقم کو قلمبند کرنے کے لیے تمہارے پاس ایک کاپی ہونی چاہئے جس کا ایک فائدہ تو یہ ہے کہ تمہیں اپنے آمد و خرچ کا مقابلہ کرنے میں آسانی ہوگی۔ دوسرے یہ کہ تمہیں عام اشیاء ضرورت کا نرخ اور قیمت معلوم رہے گی۔

۷۔ اپنے خرچ کو آمدنی کے مقابلے میں ہرگز نہ بڑھاؤ بلکہ سال بھر کی آمدنی سے ایک معتد بہ حصہ بچت میں ڈالو تاکہ آڑے وقت تمہارے کام آئے۔

۸۔ بغیر اشتہ ضرورت کے ہرگز قرض نہ لو اور کسی شخص کو جس کے وعدے کی سچائی اور حسن معاملہ کا تمہیں یقین نہ ہو قرض نہ دو۔ ساتھ ہی تمہیں یہ بھی یقین ہو کہ جس کو تم قرض دے رہے ہو وہ اس کو اپنی کسی ضرورت کے لیے لیتا ہے۔ قرض لینے سے مسرت نفس اور اسراف اس کا مقصود نہیں کیونکہ اگر وہ مؤخر الذکر غرض کے لیے قرض لیتا ہے تو تمہیں اخلاقی جرات سے کام لے کر اس کو قرض دینے سے انکار کر دینا چاہئے۔ تاکہ وہ اپنے اس مذموم خیال سے بددل ہو جائے۔ اس طرح تم اپنے ایک بھائی کو اقتصاد (کفایت شناسی) کی عملی تعلیم دے سکتے ہو۔



دولت مندی اور تنگ دستی

۱۔ اگر مال و دولت کے حصول سے تم بے بہرہ رہو تو کبھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جانا اور اگر اس کے برعکس تمہاری دولت زیادہ ہو تو اس پر مغرور نہ ہو جاؤ۔ ہمیشہ یہ خیال مد نظر رکھو۔ کہ دولت ایک ناپائدار چیز ہے اور بسا اوقات اس دنیا میں ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص جو پہلے بڑا دولت مند اور صاحب مال تھا مفلس اور نادار ہو گیا ہے۔

۲۔ کسی شخص کا غریب ہونا یا مال و دولت کا کم ہونا ہرگز عار کا موجب نہیں۔ دولت کی بات یہ ہے کہ انسان اپنے دست و بازو سے کمانا نہ جانتا ہو۔ اور اپنی ضروریات زندگی بہم پہنچانے کے لیے دوسروں کا دست نگر اور محتاج ہو۔ تمہاری یہ کوشش ہونی چاہئے کہ اپنی کمائی سے کھاؤ پیو اور کسی دوسرے کے دست نگر نہ رہو۔

ہر کہ نان از عمل خویش خورد

مہنت حاتم طائی نبرد

۳۔ سیم و زر کی محبت اپنے دل پر غالب نہ ہونے دو اور حصول دولت میں تعجیل نہ کرو۔ کیونکہ تھوڑی سی توجہ اور اقتصادی اصول کی پابندی سے تم دولت مند بن سکتے ہو۔

۴۔ حصولِ دولت کے لیے پانچ امور کا ہونا لازم ہے :-

پہلے یہ کہ انسان میں ہمت اور اولوالعزمی کامل طور پر موجود ہو۔

دوسرے یہ کہ مطلب کے حصول میں جو دشواریاں پیش آیا کرتی ہیں اُن

سے گھبرانہ جائے۔

تیسرے یہ کہ جس کام پر ہاتھ ڈالو پہلے اس کے نشیب و فراز سے

گماحقہ آگاہی حاصل کرو۔

چوتھے یہ کہ اصولِ اقتصاد کی خلاف ورزی نہ کرو اور اپنے خرچ کو

آمدنی سے ہرگز نہ بڑھنے دو۔

چودھلت نیست خراج آہستہ تر کن

کہ میگویند ملاعالم سرودے

اگر باران بکوبستار بتارد

بسالے وجد گردد خشک رودے

پانچویں یہ کہ لالچ اور طمع کو چھوڑ دو۔ یقینی ذرائع استعمال کر کے

اگر تم کو تھوڑا نفع بھی حاصل ہو تو وہ اس نفع کثیر سے بہت بہتر ہے

جس میں آدمی خواہ مخواہ اپنے آپ کو خطرے میں ڈال دے۔ اس پر ایک

چھٹی بات اضافہ کرو وہ یہ کہ اگر تمہیں فوری کامیابی حاصل نہ ہو تو

ہرگز بے دل نہ ہو جایا کرو۔

۵۔ اگر تمہارا بخت تمہارے دولت مند بننے میں تمہاری مساعدت نہیں

کرتا ہے تو اس کو تم اپنے لیے مصیبت خیال نہ کرو۔ بشرطیکہ تمہارے اخلاق

پاکیزہ ہیں اور تم زلیخہ علم سے آراستہ ہو۔ حضرت علیؑ کا یہ زرین قول
یاد رکھنے کے قابل ہے:

رضینا قسمة الجبار فینا

لنا علم و للجهال مال

فان المال یفنی عن قریب

و ان العلم باق لا یزال

ساتھ ہی یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ دولت کے بڑھنے سے عموماً
اشتغال بڑھ جاتے ہیں جو یقیناً فکر و تردد کا باعث ہوتے ہیں اور انسان
لطف زندگی سے محروم رہتا ہے۔ بہت سے لکھ پتی اور کروڑ پتی اٹھنا
اپنے شاندار محلوں میں زندگی کے اُس لطف سے محظوظ نہیں ہوتے جو ایک
غریب آدمی کو اپنی جھونپڑی میں حاصل ہوتا ہے۔

گدا را میسر چو شد نانِ شام

چنان خوش بخشد کہ سلطانِ شام

۶۔ بعض لوگ صرف مال و دولت جمع کرنا جانتے ہیں اور اُس کے خرچ
کرنے سے جاہل محض ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ عموماً عمر بھر تکلیفیں اور ذلتیں
برداشت کرتے رہتے ہیں اور وہ تمام سرمایہ جس کو انہوں نے (ایمان
فروشی تک سے دریغ نہ کر کے اور) ایک ایک حصہ جمع کر کے فراہم کیا ہوتا
ہے کسی خوش نصیب لائابالی وارث کے لیے چند روزہ زندگی کا سامان عیش
بن جاتا ہے۔ ان لوگوں کی مثال سرکاری خزانے کے پرہیزگار کی ہے جو دن

رات اس کی حفاظت کرتا ہے اور خود مدت الحمر دس روپے کا ملازم ہی رہتا ہے *

۷۔ مال کو کبھی حرام اور ناجائز طریقوں سے نہ کماؤ۔ اس سے آدمی اللہ تعالیٰ کے غضب کا مستوجب ہوتا ہے اور اس دنیا میں بھی مال حرام کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ (ایک بیوہ عورت جو دودھ کے ساتھ پانی ملا کر بیچا کرتی تھی، اُس کے بیٹے کے تجارت پر جانے اور ایک بندر کی کہانی تم نے سنی ہوگی۔) *

۸۔ بعض لوگ سعادت کا یہ مفہوم خیال کرتے ہیں کہ انسان کے پاس دولت زیادہ ہو۔ یہ خیال سراسر غلط ہے۔ اصل مقصد مال کا یہ ہے کہ انسان اس سے اپنی ضروریات کو نسبتاً زیادہ آسانی کے ساتھ پورا کر سکے لیکن اصلی اور حقیقی مسرت طہارت اخلاق، اعمال صالحہ کی بجا آوری اور بہنی نوع کو فائدہ پہنچانے اور ان کے ساتھ شریفانہ برتاؤ کرنے میں ہے۔ بہت سے دولت مند دنیا میں موجود ہیں جن کو انحراف مزاج یا سوء اخلاق کی وجہ سے حقیقی راحت اور سچی خوشی حاصل نہیں۔ برخلاف اس کے ایک غریب کم مایہ کی زندگی نہایت آرام اور خوشی کے ساتھ بسر ہوتی ہے جب کہ اُس کا آئینہ ضمیر اخلاق مذمومہ کے زنگ سے پاک و صاف ہو۔ یہ ایک امر واقع ہے جس میں کچھ بھی شک نہیں *

اچھا برتاؤ اور نیک سلوک

۱۔ تمام لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنا تمہارے لیے کچھ بھی تکلیف دہ نہیں ہے (بشرطیکہ تم نے اوائل عمر سے اس کی عادت ڈالی ہو) اور نہ ہی اس پر پیسہ ٹک خرچ ہوتا ہے لیکن اس سے تم لوگوں کو یقیناً خوش رکھ سکتے ہو اور اس کی بدولت تمہارے وہ کام سرانجام ہو سکتے ہیں جو روپے پیسے خرچ کر کے بھی مشکل سے سرانجام پاتے ہیں۔

۲۔ لوگوں کے ساتھ ہمیشہ سہل گیری، نرمی اور اخلاص کا برتاؤ کرو۔ سہل گیری کرنے سے تم لوگوں کے دل اپنی طرف مائل کر سکتے ہو۔ اخلاص کی قیمت زبردستی سے بڑھ کر ہے اور نرمی کا ایک لفظ مخاطب کے قلب میں محبت کی وہ کیفیت پیدا کر سکتا ہے جس کو کسی دوسرے ذریعے سے پیدا کرنا بہت مشکل ہے۔

۳۔ لوگوں کے ساتھ ہمیشہ لطف اور خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آؤ اور صرف زبانی خوشامد اور تکلفات پر اکتفا نہ کرو بلکہ اپنے اخلاص کا عملی ثبوت دو۔

۴۔ غصہ کرنے میں ہرگز جلدی نہ کرو۔ کسی ناگوار بات کے پیش آجانے پر ہمیشہ ضبط سے کام لو اور اگر کوئی تمہارے حق میں تفریط یا کوتاہی کرتا ہے تو تم اپنی شرافت کو نہ چھوڑو۔ بلکہ اُس کے قصوروں

سے درگزر اور چشم پوشی کرتے رہو۔

۵۔ حسن اخلاق کا مقتضاء یہ ہے کہ نہ تو دوسروں سے بالکل الگ تنہا رہو اور نہ ہی ضرورت سے زیادہ میل جول رکھو۔ نقطہ اعتدال پر قائم رہو اور تمہارا شیشہ ول اس قدر صاف ہو کہ تمہیں اپنے احساسات اور وجدانات باطنی کے ظہور میں آجانے کا ذرہ بھی خوف نہ ہو۔ تمہارا فعل تمہارے قول کی تصدیق کرے۔ بالفاظ دیگر تمہاری گفتار اور کردار میں صلا بقت پائی جائے اور تمہارا دل دوسروں کی امدادی سے بھرا ہوا ہو۔

۶۔ "ہرچہ بر خود نہ پسندی بر دیگران پسند" ایک نہایت مشہور اور سچا مقولہ ہے اور حسن معاملہ کے اصول کا نہایت عمدہ خلاصہ ہے۔ عام طور پر اخلاق کی عملی تعلیم دینے کے لیے اس سے بہتر معیار نہیں ہو سکتا لیکن تم کوشش کرو کہ تمہارا معیار اس سے بھی بالاتر ہو، یعنی نہ صرف دوسروں کو اپنے ناپسندیدہ افعال سے تکلیف نہ پہنچاؤ بلکہ اُن کے ساتھ احسان اور اعانت کرنے سے تا بعد امکان دریغ نہ کرو۔

۷۔ اگر تم لوگوں کے ساتھ بے اعتنائی کا سلوک کرتے ہو تو تم کو اُن سے یہ ہرگز توقع نہیں کرنی چاہئے کہ وہ تم سے ویسا ہی سلوک نہ کریں۔ اگر تم دوسروں سے اپنی عزت کراتا چاہتے ہو تو پہلے تم اُن کی عزت کرو۔

۸۔ جو شخص علم و ہنر یا مال و دولت میں تم سے کم ہے اس کو ہنظر

حقارت ہرگز نہ دیکھو اور اپنی عقل خدا داد پر یا اس دولت پر جو تم نے باپ
داد سے میراث پائی ہے خود پسند اور مغرور مت ہو جاؤ۔ بلکہ اس حالت میں
تمہارا فرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کا شکریہ ادا کرو اور
کمزور بچے کے لوگوں کو شفقت اور ہمدردی کی نظر سے دیکھو۔

۹۔ کسی شخص کو دشمن بنا لینا کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ تم کو چاہئے
کہ لوگوں سے اس قسم کا سلوک رکھو کہ وہ سب تمہارے ساتھ محبت کرنے
لگ جائیں اور اگر بالفرض تم مر جاؤ یا کسی دوسری جگہ چلے جاؤ تو وہ تمہاری
عدم موجودگی کا احساس کر کے سچے دل سے اس پر متانت ہوں۔ کسی
شاعر نے کیا خوب کہا ہے :

یاد داری کہ وقتِ زادن تو

ہم خنداں بند و تو گریاں

آں چہاں زمی کہ وقتِ مردن تو

ہم گریاں بوند و تو خندہ ال

۱۰۔ یاد رکھو کہ جو کامیابی نرمی استعمال کر کے حاصل ہو سکتی ہے وہ سختی
پرستے سے حاصل نہیں ہوتی۔ اسی طرح بشارت اور خندہ روئی سے
وہ کام نکل سکتے ہیں کہ دھکی اور تشدد سے ان کے حصول کی بہت
کم امید ہو سکتی ہے۔

۱۱۔ اگر تم لوگوں کی نکتہ چینی سے بچنا چاہتے ہو تو ہر ایک کے متعلق
اپنا گمان اچھا رکھو۔ اُن کی خوبیوں پر نظر رکھو اور اُن کے معائب اور

نقائص کو نظر انداز کرو۔ زندوں کا ہمیشہ بھلائی کے ساتھ ذکر کرو اور کسی مُردہ کے اعمال کو ہدفِ ملامت نہ بناؤ۔

۱۲۔ دوسرے آدمی کے ساتھ ہمدردی کرنا اور اُسے وقت میں ہر ایک طرح سے اُس کی مدد کرنا مقتضائے انسانیت و شرافت ہے جو ہر ایک انسان میں ہونا چاہئے۔ لیکن ایسا کرنا اوقاتِ ضرورت تک محدود سمجھنا چاہئے۔ کسی کی ضرورت سے زیادہ دستگیری کر کے اس کو سُستی اور تن آسانی کا عادی ہرگز نہ بناؤ جس کا نتیجہ یہ ہو کہ وہ بے کار رہ کر سچی معاش سے باز رہے۔ اُسے ضرورتِ سوال کی حرمتِ شریعت میں اسی حکمتِ غامضہ پر مبنی معلوم ہوتی ہے، اسی طرح خود بھی تم کو کسی دوسرے کا محتاج اور دستِ نگر نہیں رہنا چاہئے۔ یاد رکھو کہ کسی جاؤ پیشے کا اختیار کرنا اور اپنے گاڑھے پسینے کی کمائی سے اپنی اور اپنے عیال و اطفال کی پرورش کرنا ہرگز ذلت اور عار کا موجب نہیں۔ حقیقی ذلت یہ ہے کہ تم باوجود کمائی کے قابل ہونے کے محنت کرنے سے گریز کرو۔ حضرت علیؓ نے ذیل کے اشعار میں اسی مضمون کو منظوم فرمایا ہے جو آپؐ زر سے لکھنے کے قابل ہیں:۔

”نقل الصخر من قیل الجبال

احب الی من من الرّجال

يقول الناس لی فی الکسب عارٌ

فقلت ”العار فی ذلّ السّوال“

ترجمہ: ”پھاڑوں کی چوٹیوں سے پتھر ڈھوتا میرے نزدیک
 اس سے بہتر ہے کہ آدمی دوسروں کی منت و احسان کا زریعہ
 ہو۔ لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ کسب کرنا ذلت کی بات ہے
 لیکن میں کہتا ہوں کہ درحقیقت ذلت کسی کے آگے دست
 سوال دراز کرنے میں ہے۔“

آل حضرت صلعم کا ارشاد ہے:-

”الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى“



اجتماعی زندگی کی ضرورت

اس کا مقصد اس کا فائدہ

۱۔ انسان کو اس لیے پیدا نہیں کیا گیا کہ وہ تنہا رہ کر اپنی زندگی بسر کرے کیوں کہ انسان اپنی ضروریات کے لیے طبعاً دوسروں کا محتاج ہے۔ حکماء کا ایک مشہور قول ہے کہ :-

”الانسان مدنی الطبع“

غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ خود تمہارے اعضاء جسم ایک دوسرے کے محتاج ہیں۔ چنانچہ پیٹ اور دیگر اعضاء کی کہانی تم نے حکایات لقمان میں پڑھی ہوگی اور اس کی اہمیت پر بھی غور کیا ہوگا۔

نوع انسانی کی بقاء دوام، مبادلہ اعمال مختلف، ابتائے جنس کے مشترک احساسات کا اقتضاء پورا کرنے کے لیے اور بالخصوص شخصی اور نوعی (افراد کی اور قومی) ارتقاء کے لیے اجتماعی زندگی نہایت ہی اہمیت رکھتی ہے :-

۲۔ اجتماعی زندگی کے احسن طریق پر سرانجام پذیر ہونے کے لیے بھی ویسے ہی آداب اور ضوابط مقرر ہیں جو انفرادی زندگی کے لیے مقرر کیے گئے ہیں۔ مثلاً ہر ایک کا اُس کے درجہ کے مطابق احترام کرنا، حقوق معاملات کو ملحوظ رکھنا، مناسب ذرائع سے رشتہ الفت و اتحاد کو مستحکم کرنا، قومی اغراض اور قومی مفاد کو اپنے ذاتی فوائد پر مقدم رکھنا وغیرہ وغیرہ۔

۳۔ عرب کی ایک مشہور ضرب المثل ہے کہ انسان اپنی ذات کے لحاظ سے کچھ بھی نہیں۔ اس کی طاقت کا مدار اُس کے دوستوں کی قلت اور کثرت پر منحصر ہے۔ اس سے بھی تم پر اجتماعی زندگی کی ضرورت واضح ہو سکتی ہے۔ اگر تم اپنی قوم کے ایک رکن عامل نہیں بلکہ عضو معطل ہو تو (کم از کم اجتماعی زندگی کے زاویہ نگاہ سے) تمہارا عدم اور وجود برابر ہے۔

۴۔ انسانی افراد کا اجتماعی زندگی بسر کرنے سے مقصد یہ ہے کہ جو فعل ایک فرد واحد اپنی انفرادی طاقت (چاہے وہ طاقت جسمانی ہو یا مالی) سے انجام نہیں دے سکتا ہے، اُس کو متحدہ قوت سے انجام دیا جائے اور ان امور میں شرکتِ عمل اور تعاون سے کام لیا جائے جس کا نفع اور فائدہ قوم و ملت اور وطن پر عائد ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں اغراضِ محمودہ کے لیے ایک دوسرے کی اعانت کرنا فرض قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے :-

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ (ایسے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو جو نیکی کے وسیع مفہوم میں داخل ہیں اور جو انسان کو اُس کی دُنیا اور آخرت کی ہلاکت اور پستی سے بچاتے ہیں۔)

ساتھ ہی فرمایا ہے :-

وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (ایسے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو جن میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اس کے بتائے ہوئے صراطِ مستقیم سے انحراف، یا کسی قسم کے ظلم اور تعدی کا شائبہ پایا جاتا ہے)۔

۵۔ اجتماعی زندگی کے فرائض میں یہ بھی داخل ہے کہ عہد و پیمان اور قول و قرار کی ہرگز خلاف ورزی نہ کرو اور وعدے پر قائم رہو۔ تمہاری دوستی میں اخلاص ہو اور محبت میں صدق۔ اپنے آپ کو دوسروں کے ساتھ بچ و راحت میں شریک سمجھو۔ جس سوسائٹی میں یہ اوصاف بدرجہ اتم پائے جائیں اُس کے افراد میں آپس کی اُلفت اور محبت زیادہ ہوگی اور اُن کا رابطہ اتحاد مستحکم ہوگا جو قومی ترقی کی بنیاد اور اُس کا مؤثر علیہ ہے۔

۶۔ انسان کا اپنی قوم اور اپنے وطن کے ساتھ (جس میں وہ اپنی زندگی کے دن کاٹتا ہے اور جس کا آب و دانہ اُس کی غذا ہے) محبت رکھنا اور اُس کے حقوق کا احترام کرنا ہر ایک صاحب بصیرت کا مقدس فرض ہے۔ جس کی ترقی میں خود اُس کی اپنی انفرادی عزت اور ترقی کا راز مضمر ہے۔



مفید وصیتوں کا انتخاب ایک صالح اور متقی باپ کی

اپنے بیٹے کو نصیحت

سب سے پہلے یہ کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے اعضا و
جوارح کو اُس کی معصیت کی آلودگی سے بچاؤ اور اُس کے تمام
فرائض کو بجا لاؤ۔

دوسرے یہ کہ اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچے تو گھبراؤ مت۔
تیسرے یہ کہ ہر ایک کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کرو اور جو بات تم
اپنے لیے پسند نہیں کرتے وہ دوسروں کے لیے بھی گوارا نہ کرو۔
چوتھے یہ کہ کسی مسلمان یا ذمی سے عداوت نہ رکھو۔
پانچویں یہ کہ جو کچھ تم کو اللہ تعالیٰ نے رزق و مال اور جاہ و منصب
عنایت فرمایا ہے اس پر قناعت کرو اور ناجائز افزوں طلبی نہ کرو۔
چھٹے یہ کہ کسی کے احسان کو حقیر نہ سمجھو۔
ساتویں یہ کہ اپنے معاملات کا انصرام دوسرے کے بھروسے پر
نہ چھوڑو۔ اپنی تدبیر پر اعتماد رکھو۔

آٹھویں یہ کہ فضول اور لالچنی باتوں سے سخت احتراز کرو۔ وہی
بات کہو یا کرو جس کا دینی یا دنیوی فائدہ تم پر عائد ہو۔

تویں یہ کہ لوگوں کے ساتھ نہایت اچھی طرح سے پیش آیا کرو۔
 وعدے کی خلاف ورزی نہ کرو۔ ہر ایک سے تواضع کے ساتھ ملاقات
 کرو۔ شفقت اور ہمدردی کو اپنا شعار بنائے رکھو اور جہاں تک ہو سکے
 دوسروں کو نفع پہنچاؤ اور اُن کی مدد کرو۔

دوسویں یہ کہ اُمورِ دینیہ اور مصالحِ معاشیہ میں جو بات تم نہیں
 جانتے ہو اس کے پوچھنے میں ہرگز حجاب نہ کرو۔

عبداللہ بن حسن بن امام حسین علیہ السلام کی نصیحت اپنے بیٹے کو

میرے عزیز بیٹے! کسی کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچاؤ: " پہلے
تو پھر لو! " کیونکہ انسان کی عمر میں بسا اوقات ایسے موقعے پیش آتے ہیں
جبکہ کوئی ایک غلط کلمہ منہ سے نکالنا بہت بُرے اور خطرناک نتائج پیدا
کرتا ہے۔ بلکہ بعض موقعوں پر ٹھیک بات کہنا بھی خیر و صلاح کا موجب
نہیں ہوتا۔ ایسے موقعوں پر خاموشی اختیار کرنا مفید یا کم از کم مفید تر ہوتا
ہے۔ جاہل آدمی خواہ کتنا ہی تمہارا خیر خواہ اور نیک اندیش ہو اُس کے
مشورے سے پرہیز کرو۔ اسی طرح اگر کوئی عقلمند آدمی تم سے مخالفت بکھتا
ہے تو اس کے اظہارِ خیر خواہی اور بظاہر نیک مشورہ دینے پر اعتماد نہ
کرو۔ کسی کام کے عواقب اور نتائج پر کافی غور و خوض کے بغیر اس کو
شروع نہ کرو اور جہاں تک ہو سکے کسی کے ساتھ دشمنی نہ پیدا کرو۔



ایک اشرافِ عرب کی وصیت

اے میرے پیارے بیٹے! میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ عالمانِ باعمل کو اپنا مقتدا بناؤ۔ نیک لوگوں کی صحبت میں رہو اور انہی کو اپنی دوستی کا شرف بخشو۔ کہینوں کی صحبت اور کمینہ حرکات اور عادات سے پرہیز کرو۔ کمال کے آثار تمہارے چہرہ سے نمایاں ہوں اور مقوسے کی علامات تمہاری پیشانی سے عیاں۔ اپنی ذمہ داری کو محسوس کرو اور ہر ایک فرض کو اپنے وقت پر بجا لاؤ۔ لوگوں سے اُلقت اور محبت کے ساتھ پیش آؤ اور ادبِ حاجت کی خوشگیری کرو۔ اگر تم کو کوئی امین سمجھ کر اپنے راز سے مطلع کرے یا کسی دوسری طرح تم پر اعتماد کرے تو اس کے ساتھ ہرگز خیانت نہ کرو۔ کسی مقصدِ شریف کے حاصل کرنے میں اگر مشکلات پیش آئیں تو ان کی پروا نہ کرو اور اپنے نصب العین کے حصول کے لیے برابر کوشش کرتے جاؤ۔ تقدیر کا بہانہ کر کے جدوجہد کو مت چھوڑو۔ (اللہ تعالیٰ کا جو قانون اس دنیا میں نافذ ہے اس کے بموجب تمام کائنات میں سبب اور مسبب کو چھوڑ کر مسبب کے ظور میں آنے کی اُمید رکھنا یقیناً اس اٹل قانون کو توڑنے کی کوشش کرنا ہے۔

وَلَكِنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا (اللہ تعالیٰ کے وضع کردہ قانون

میں تم ہرگز کسی قسم کی تبدیلی نہیں پاؤ گے۔

دن کے کام کاج اور مشاغل سے فارغ ہو کر جب تم آرام کی نیند سو جانا چاہو تو اُس سے پہلے اپنے نفس کے ساتھ محاسبہ کر لیا کرو۔ جو نیکی تم نے اُس دن میں کی ہے اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاؤ اور اگر تم سے کوئی بُرائی صادر ہوئی ہے تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرو اور اپنے دل سے عہد کر لو کہ دوبارہ اُس کا ارتکاب نہیں کرو گے۔ نیز کل دن کے لیے نہایت غور و خوض کے ساتھ ایک لائحہ عمل (پروگرام) تیار کرو جو ایسے اعمال اور مساعی پر مشتمل ہو جن کا عمل میں لانا دینی اور دنیاوی حیثیت سے مفید ہے۔ کسی فضول اور لغو حرکت کو اپنے لائحہ عمل میں داخل نہ کرو۔



اپنے بیٹے کو ایک ادیب کی نصیحت

اے میرے عزیز فرزند! کسی دوسرے کو نقصان پہنچا کر ہرگز اپنا
فائدہ نہ ڈھونڈو۔ کیونکہ اس طرح کرنے سے تم اپنے خالق کو ناراض کر
دو گے۔ اللہ تعالیٰ کو ہرگز کوئی ایسی بات پسند نہیں جس سے مخلوق خدا
کو تکلیف یا نقصان پہنچے، آل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:-
”مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے کسی دوسرے مسلمان
کو ضرر اور تکلیف نہ پہنچے۔“

ایک دوسری حدیث شریف کے یہ الفاظ ہیں:-
”کوئی شخص مومن کہلانے کا مستحق نہیں ہے جب تک اس کے
پڑوسی اس کی طرف سے بے فکر نہ ہوں۔“
حافظ شیراز علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:-

مباش در پئے آزار ہر چہ خواہی کن
کہ در شریعت ما غیر ازیں گناہے نیست

(یعنی بزرگتر ازیں گناہے نیست)۔ دنیا اپنی ظاہری و فریبیوں سے انسان کو
کئی ایک قسم کے قبائح مثلاً دھوکہ دہی، خیانت اور ظلم وغیرہ افعال شنیعہ
کے ارتکاب پر آمادہ کرتی ہے لیکن تم کو ایک سچے مسلمان کی حیثیت سے یہ
حقیقت ہر وقت پیش نظر رکھنی چاہئے کہ دنیا ایک سرائے قالی ہے اور انسان

کا اصلی گھر (جہاں اُسے ابدی زندگی بسر کرنی ہے) آخرت ہے جس کی راحت اور خوشی صرف اعمالِ صالحہ کی بدولت حاصل ہو سکتی ہے۔ جس کی تصریح جابجا تمام قرآن کریم میں موجود ہے، اس لیے تمہاری تمام تر توجہ اس بات پر مصروف ہونی چاہئے کہ اپنے آپ کو آخرت کے عذاب سے بچاؤ اور ظلم و خیانت اور فریب دہی اور ہچکچاہٹوں دیگر افعالِ شنیعہ ممنوعہ شرع سے پرہیز کرو جو اگرچہ تمہاری دنیوی اغراض کے لیے مفید ہوں لیکن یقیناً آخرت میں تمہارے لیے ایک مجرم کی زندگی بسر کرنے کا موجب ہوں گے۔



علامہ سہروردی کی نصیحت

اپنے بیٹے کو

اے میرے پیارے بیٹے! جس میں عقل نہیں اُس میں وفا نہیں۔
 جس میں سچائی نہیں وہ انسانیت اور مروت سے بے بہرہ ہے اور جس
 میں حیا نہیں وہ شریف انسان نہیں۔ کوئی خزانہ کسی زمانے میں علم
 سے زیادہ نفع بخش نہیں ثابت ہوا اور کوئی دولت بردباری اور تحمل
 کی خصلت سے زیادہ مفید نہیں۔ ادب کا کوئی نسب مقابلہ نہیں کر
 سکتا۔ عقل سب سے بہتر رفیق ہے۔ موت اس دنیا کی بے ثباتی کی
 روشن تر دلیل ہے اور خاموش رہنا (یعنی فضول جھگڑوں میں دخل نہ دینا
 اور بیہودہ کلام اور زیادہ گوئی سے محترز رہنا) بہترین نیکیوں میں شمار
 کیا جاتا ہے۔ کوئی بوجھ قرض سے بڑھ کر نہیں اور کوئی بُرائی جھوٹ
 بولنے کے برابر نہیں۔ حماقت ایک انسان کی قدر کو کم کر دیتی ہے،
 لیکن ایک مبصر کی نگاہ تکبر اور خود بینی کو اس سے زیادہ ذلیل سمجھتی
 ہے۔ تنگدستی اور افلاس بڑی بلا ہے، تاہم بھالت اس سے بدتر ہے۔
 انسانی خصائل میں طمع سب سے زیادہ ذلیل صفت ہے۔ بخل سے
 بڑھ کر کوئی چیز موجب تنگ و غار نہیں اور قناعت سب سے بڑی
 دولت ہے۔

اے میرے نورِ نظر! جو شخص دوسروں کے غیب پر نظر ڈالنے کا

عادی ہو جائے وہ اپنے عیوب کی بہت کم پروا کرتا ہے۔ جو کوئی دوسروں کے لیے گنواں کھودتا ہے وہ خود اس میں گر پڑتا ہے۔ سچائی کے مقابلے میں برسرِ پیکار ہونا شکست کھانے کا پیش خیمہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ :-

”جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کی پردہ دری کرتا ہے اس کو اللہ فضیحت کرے گا۔“

خود بینی کا نتیجہ گمراہی اور ضلالت ہے۔ مشورہ کے ساتھ جو کام کیا جائے اس کا انجام نیک ہوتا ہے۔ عالموں کی مجلس میں بیٹھنا عزت کا موجب ہے۔ برخلاف اس کے جاہلوں کی ہمنشینی آدمی کو حقیر بناتی ہے۔ کم گوئی کی عاقبت محمود رہتی ہے اور جو شخص جھوٹ بول کر بدنام ہو جائے وہ اگر سچی بات بھی کہے اس کا بہت کم اعتبار کیا جاتا ہے۔ نفسانی خواہشات کے پیچھے جانا انسان کے لیے ہلاکت کا موجب ہے۔ جو شخص لوگوں کی قدر و قیمت نہ پہچان سکے اور سب کو ایک لکڑی سے مانکے اس کو حیوان سمجھو۔

میری آنکھوں کے تارے! میں نے تمام لذیذ اشیاء کا مزہ چکھا لیکن تندرستی سے بڑھ کر لذیذ کوئی چیز نہیں۔ علیٰ ہذا القیاس تلخ سے تلخ چیزیں چکھیں مگر احتیاج کی تلخی سے سب کی تلخی کم ہے۔ پہاڑ کا بوجھ بہت زیادہ ہے۔ لیکن قرض کا بوجھ اس سے بھی زیادہ ہے۔ بُرائی کے بدلے میں بُرائی کرنا عام دستور ہے۔ قابلِ تعریف وہ شخص ہے جو

بڑائی کے بدلے میں نیکی کرتا ہے ۔

بدی را بدی سہل باشد جزا

اگر مردے احسن الی من اسا

شرفا کی دوستی میں کئی ایک فائدے ہیں۔ اگر تم ان کی مجلس میں بیٹھو گے تو وہ تمہاری قدر کریں گے۔ اگر کوئی تم پر ظلم کرے تو وہ تمہاری مدد اور حمایت پر فوراً آمادہ ہو جائیں گے اور جو بات تم کہو اس کو توجہ کے ساتھ سنیں گے۔ برخلاف اس کے رذیل کی مجلس میں بیٹھ کر تم کو ذلیل ہونا پڑے گا۔ اگر تم ان پر بھروسہ کرو تو وہ تمہیں دھوکہ دیں گے۔ اگر تمہارے پوشیدہ عیوب پر ان کو اطلاع ہو تو وہ تم کو فضیحت کرنے سے کبھی نہ چھکیں اور جب ان کی احتیاج رفع ہو جائے تو وہ تم کو چھوڑ دیں گے اور تمہارے حقوق صحبت کی کچھ بھی پروا نہیں کریں گے۔ (کیونکہ وہ خود غرض ہوتے ہیں) اپنے گناہوں کا ہمیشہ احتساب کرتے رہو اور اللہ تعالیٰ کی یاد کسی حالت میں نہ بھولو۔

پیغمبر خدا ﷺ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث میں یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ ”دنیاوی امور میں اپنے سے کم تر پر نظر ڈالو تاکہ تم کو اللہ تعالیٰ کی نعمت کی قدر معلوم ہو اور اعمال آخرت میں اپنے سے بہتر کو پیش نظر رکھو جس سے تم کو نیکی کرنے کی تحریص و ترغیب ہوگی“

نصیحت نامہ سیدنا علیؑ کا ایک باب

اے میرے پیارے بیٹے! میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے رہو۔ (اُس کی رحمت کے امیدوار رہو) اور اُس کے احکام کی سختی کے ساتھ پابندی کرو۔ اپنے دل کو اس کی یاد سے مہمور رکھو اور اُس کے نازل کیے ہوئے کلام کی جبل المتین کو دونوں ہاتھوں سے مضبوط پکڑو۔ جو تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان مستحکم ترین رشتہ ہے۔ اگر تم اس کی تعلیمات پر کاربند رہو تو اس سے تمہارے دل میں حیاتِ جدید پیدا ہو۔ تمہارا متزلزل عقیدہ یقین سے بدل جائے اور تمہارا دماغ حقیقی حکمت کے نور سے منور ہو جائے۔ وہ تمہیں گزشتہ اقوام کے حالات سے آگاہ کرے گا، جس سے تمہیں درسِ عبرت حاصل ہو اور اگر تم اس کے احکام پر صدق کے ساتھ عمل کرو گے تو اس سے تمہارا دین اور دنیا دونوں درست ہو جائیں گے۔

تم اپنی آخرت کو مت بھلاؤ اور دنیاوی خوشحالی ہی کو اپنا اعلیٰ ترین سطحِ نظر نہ سمجھ لو۔ جس چیز کی حقیقت سے تم واقف نہیں ہو اس میں خواہ مخواہ دخل دے کر قبول گوئی کے مرتکب نہ بنو۔ اللہ تعالیٰ کے دین کی حمایت میں اپنا مال اور اپنی جان خرچ کر دینے سے دریغ نہ کرو۔ حق کی پیروی کرنے اور حق بات زبان پر لانے میں کسی کی پروا ہرگز مت کرو۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلعم کے کلام میں سمجھ پیدا کرو۔ ناگوار

واقعات کا پیش آنا تمہارے لیے تنگ دلی اور پریشانی کا موجب نہ ہو بلکہ
 ایسے موقعوں پر صبر و استقلال اور ثبات و استقامت اختیار کرنا عالی منشی
 کا ثبوت ہے۔ جو چیز تم اپنے لیے پسند نہیں کرتے ہو وہ دوسروں کے لیے
 مستحسن سمجھنا ایمان اور انصاف کے خلاف ہے۔ جب تم خود یہ بات ناپسند
 کرتے ہو کہ کوئی تم پر ظلم کرے تو تم دوسروں پر ظلم کرنا کیسے گوارا کر سکتے ہو
 دیکھا تم پسند کرو گے کہ کوئی تمہاری غیبت کرے یا تم پر بہتان لگائے یا
 کسی اور طرح پر تمہارے مال و جان یا آبرو سے تعرض کرے، اسی طرح
 تم بھی کسی کی غیبت نہ کرو۔ اُس پر جھوٹا الزام نہ لگاؤ اور کسی طرح بھی
 اُس کے مال و جان اور آبرو سے تعرض نہ کرو۔ جو بات تم کو دوسروں
 میں بُری نظر آئے اُس سے پرہیز کرو۔ جس چیز کا تم کو علم نہ ہو اُس میں
 گفتگو نہ کرو اور جس بات کا تمہارے پاس کوئی ثبوت نہیں اُس کو یقین
 کے پیرائے میں ظاہر نہ کرو۔ کمینہ حرکات کے ارتکاب سے اپنی حیثیت
 کو بالاتر سمجھو۔ جہاں پر تمہاری حرمت کم ہونے اور عزت میں فرق آنے
 کا اندیشہ ہے، وہاں دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی کامیابی بھی اس کا عوض
 نہیں ہو سکتی۔

(سعدی علیہ الرحمۃ سچ کہتے ہیں :-

”اگر آپ حیات فروشندے مثل بآبرو - دانا نخرند - کہ مردن

بعزت بہ کہ زندگی بہ مذلت۔“)

”جب تم کو اللہ تعالیٰ نے آزاد پیدا کیا ہے تو تم کسی طرح اور

لاج کے پھندے میں پھنس کر کیوں کسی کے غلام بنتے ہو؟
(ایک عربی شاعر نے نہایت خوبی کے ساتھ اس مضمون کو اس طرح
منظوم کیا ہے :-

العبد حرٌّ ما قنع والحُرُّ عبدٌ ما طمع

یعنی غلام اگر زیور قناعت سے آراستہ ہو تو اس کو غلام سمجھو وہ آزاد
ہے لیکن اگر ایک آزاد آدمی طمع کے پھندے میں پھنسا ہوا ہے تو وہ
یقیناً غلام ہے۔)

”افزوں طلبی کے جذبے سے متاثر ہو کر کسی دوسرے کے مال و جاہ پر
دندان آزمیاز کرنے سے میرے نزدیک یہ بہتر ہے کہ تم اپنے مال و جاہ کو
محفوظ رکھو اور اُس پر قانع رہو۔ دولت کے ساتھ اگر فسق و فحور شامل ہے
تو اس سے میں غربت اور افلاس کو بہتر سمجھتا ہوں جس میں انسان کا دامن
عفت آلودہ نہ ہو۔ نیک لوگوں کی صحبت میں رہنا تم کو نیک بنا دے گا
اور بڑے لوگوں کی صحبت میں رہ کر تم بڑے اخلاق سیکھو گے۔ حصولِ مطلب
کے لیے جہد و جہد کرنا لازم سمجھو۔ مردہ کی طرح بے حس و حرکت پڑے
رہنا اور کامیابی کی جھوٹی توقعات میں مگن ہونا (طرفہ یہ کہ اس جمود اور کاہلی
کو ”توکل“ سے تعبیر کرنا) پسے درجہ کی حماقت ہے۔

میرے عزیز بیٹے! سب سے بڑی دولت عقل ہے اور دنیا میں
سب سے زیادہ مفلس وہ ہے جو عقل و تمیز سے بے بہرہ ہے۔ خود بینی و زلت
کا موجب ہے اور سب سے زیادہ معزز شخص وہ ہے جو حسنِ اخلاق سے

موصوف ہے۔

تین آدمیوں کی دوستی سے احتراز کرو:-

ایک آہن، جو بسا اوقات تم کو نفع پہنچانے کی بجائے اپنی حماقت کی وجہ سے اُلٹا تمہارے لیے نقصان کا موجب ہوگا۔

دوسرے بخیل، جو عین احتیاج کے وقت میں تم سے دُور رہے گا۔
تیسرے جھوٹا آدمی، جو سراب کی طرح جھوٹی نمائش سے تم کو خوش کرنا

چاہتا ہے۔

اے میرے پیارے بیٹے! اپنے دوست کے دشمنوں کو بھی دشمن سمجھو۔
اور ہرگز اُن سے دوستی کا نہ ٹھننے کا خیال نہ کرو۔ اپنے دوست کو ہمیشہ نیک
مشورہ دو اور کبھی اُس کی خیر خواہی میں کوتاہی نہ کرو۔ غصے کو پی جاتا بڑی
اولوالعزمی کا کام ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور
اُس کا انجام ہمیشہ مستحقِ تعریف و توصیف ہوتا ہے۔ جو شخص تم سے درشت خوئی
کرے، اس کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ جس سے وہ خود اپنی جلد بازی پر
نادم ہوگا۔ اپنے قرابت داروں اور دوستوں کے حقوق کی نگہداشت کرو اور
ہرگز ان کو ضائع نہ ہونے دو۔ یہ ایک نہایت بڑی عادت ہے کہ انسان
کسی کا محتاج ہو تو اس کے سامنے زمین پر ٹوٹا رہے لیکن بے نیاز ہونے
پر یکسر احسان فراموش بن جائے۔ ہموم اور غم کو صبر و استقلال کے ساتھ
برداشت کرو اور کوئی چیز جو تمہارے ہاتھ سے نکل جائے اس پر افسوس
اور تائف کر کے اپنی مصیبت کو مت بڑھاؤ۔ ہمیشہ سچ بات کہو اور مظلوم

کی حمایت کرو۔ آپس میں اُلفت و محبت رکھنے اور اصلاح ذات البین کو اپنا دستور العمل بناؤ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں ”اصلاح ذات البین“ کو اپنی رحمت کا موجب قرار دیا ہے۔ اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ :

”نفل نماز روزے سے اس کا درجہ افضل ہے“

یتیموں پر شفقت کیا کرو اور اپنے پڑوسیوں کے ساتھ نہایت اچھا سلوک رکھو۔ قرآن کریم کے مطالب و معانی کو سمجھنے کی کوشش کرنے اور اُس پر عمل کرنے میں پیش از پیش رہو اور نماز کی پابندی میں ہرگز سستی اور تساہل نہ کرو جس کو نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے دین کا ستون بتایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے جان و مال سے دریغ نہ کرو۔ سب مسلمانوں کو اپنا بھائی سمجھ کر اُن کے ساتھ برادرانہ سلوک کرو اور کبھی ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ نہ کرو۔ نیک کاموں کا حکم دو اور بُرے کاموں سے منع کرو۔ اگر تم ان فرائض کی بجا آوری میں غفلت کرو گے تو اللہ تعالیٰ ظالم اور شریر لوگوں کو تم پر مسلط کر دے گا اور تمہاری دعائیں اس کی بارگاہ کبریا میں شرفِ اجابت حاصل نہیں کر سکیں گی۔

و امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فرض کو ترک کرنے والوں کے لیے حدیث شریف میں یہی وعید وارد ہوئی ہے۔ والسلام



حادثہ ہمدانی کو حضرت علی رضی کی وصیت

”قرآن کریم کی رستی کو مضبوط پکڑو۔ اس کے حلال حرام کی پابندی کرو۔ دنیا کے گزشتہ حالات اور واقعات سے عبرت حاصل کرو۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت کو ہر وقت اپنے دل میں ملحوظ رکھو اور کبھی اس کے نام پر جھوٹی قسم نہ کھاؤ۔ موت اور بعد الموت کو یاد رکھو۔ جو بات تم کو دوسروں میں بڑی نظر آتی ہے اُس سے خود پرہیز کرو۔ جس بات کو لوگوں کے سامنے کرتے ہوئے تم کو حیا و امن گیر ہوتی ہے اندرون پر وہ اُس کا ارتکاب نہ کرو۔ کوئی ایسا کام نہ کرو، جس کی بابت اگر تم سے پوچھا جائے تو تم کو انکار یا اعتذار کرنا پڑے۔ اپنی آبرو کو بچائے رکھو اور کوئی ایسی حرکت نہ کرو جس سے تمہاری عزت اور وقعت لوگوں کے دلوں سے جاتی رہے۔ ہر ایک سُنی ہوئی بات نہ کہتے پھرو۔ کیونکہ یہ جھوٹ کا پیش خیمہ ہے اور اگر تمہیں کوئی دوسرا ایسی بات سُنی سنائی بات سنائے تو اُس کی تردید کرنا خواہ مخواہ اپنا فرض خیال نہ کرو کیونکہ ایسا کرنا جہالت ہے۔ غصہ پی جایا کرو اور قدرت پانے پر قصور معات کر دیا کرو۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو صحیح طریقے پر استعمال کرو۔ اُن سے اس کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرو یا کم از کم اس طرح استعمال کرو جو اُس کی رضامندی کے خلاف نہ ہو اور اُن کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے اُس کا عذاب اپنے سر پر نہ لو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مالدار آدمی کو پھٹے پُرانے کپڑے پہنے

ہوئے دیکھ کر فرمایا :-

”اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا تم پر اثر نظر آتا چاہیے۔“

مال کا بہترین مصرف یہ ہے کہ تم اس کو نیکی کے کاموں میں خرچ کر کے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرو۔ جو کچھ تم آگے بھیج کر آخرت میں اپنے لیے ذخیرہ بناتے ہو اُس سے تم خود اپنی جاودانی زندگی میں فائدہ اٹھاؤ گے لیکن جو کچھ تم چھوڑ جاتے ہو اُس سے دوسرے فائدہ اٹھائیں گے۔ جس کی رائے کمزور ہے اور اس کا طرز عمل قابل تعریف نہیں اُس کی دوستی اور مصاحبت سے پرہیز کرو۔ کیونکہ صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے اور کسی کا حال اُس کے دوست اور مصاحب کا حال دیکھ کر پہچانا جاسکتا ہے۔ بازاروں میں بیٹھنا کئی قسم کے فتنوں کا باعث ہوتا ہے۔ ہمیشہ کسی ایسے شخص کی حالت پر غور کیا کرو جس پر تم کو اللہ تعالیٰ نے فضیلت اور فوقیت بخشی ہے۔ اس سے تمہارے دل میں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کی قدر پیدا ہوگی اور تم ناپاس نہیں بنو گے۔ (حضرت امیر علیہ السلام کا اس سے مخاطب کو لپٹ ہمت بنانا مقصود نہیں بلکہ اُس کی حرص و آرز اور افزوں طلبی کی شدت و حدت کو توڑنا مقصود ہے۔ وللتفصیل موضع آخر۔ مترجم) جب تک تم مجبور نہیں ہو جمعہ کے دن نماز جمعہ ادا کرنے سے پیشتر سفر اختیار نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کی کبھی مخالفت نہ کرو۔ اور اس کے فرما برقرار اور صالح بندوں کو ہمیشہ دوست رکھو۔

حضرت علیؑ کا قول ہے :-

”میں تم کو پانچ باتوں کی وصیت کرتا ہوں۔ پہلے یہ کہ اللہ تعالیٰ کو

چھوڑ کر کسی دوسرے کے ساتھ اپنی امیدیں وابستہ نہ کرو۔

دوسرے یہ کہ ہمیشہ اپنے گناہوں سے ڈرو۔

تیسرے یہ کہ اگر تمہیں کسی بات کی بابت علم نہیں تو یہ کہنے سے ہرگز نہ

شرماؤ کہ میں نہیں جانتا۔

چوتھے یہ کہ علم میں ترقی حاصل کرنے کے راستے میں حیا تمہارے لیے

سنگِ راہ نہ ہو۔

پانچویں یہ کہ تحصیلِ مطالب میں اگر مشکلات پیش آئیں تو نہایت پامردی

کے ساتھ اُن کا مقابلہ کرو اور صبر و استقلال کو اپنا شعار بنائے رکھو۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اَتَّبَعَ الْهُدٰی



محبوب خدا کا آخری خطبہ

ہمارے آقا اور اللہ کے پیچھے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں میں فریضہ حج ادا فرمانے کا قصد فرمایا تو ایک لاکھ چوالیس ہزار جاں نثار آپ کے ہمراہ تھے۔ یہ حضور کا آخری حج ہے اسی لیے اسے حجۃ الوداع کہتے ہیں۔

جب حضور میرا ان عرفات میں پہنچے تو اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر ایک پُر اثر خطبہ ارشاد فرمایا۔ یہ خطبہ اگرچہ مختصر ہے لیکن فصاحت و بلاغت اور مطالب کی پاکیزگی کے اعتبار سے اتنا بلند ہے کہ دنیا کے کسی شاعر کسی ادیب اور کسی راہنما کی کوئی تقریر اس کے مقابلے پر نہیں رکھی جاسکتی۔ بلا کسی شک و شبہ کے ہم اسے نسل انسانی کی آزادی اور مرہطہ دینی کا منشور کہہ سکتے ہیں۔ حضور نے ارشاد فرمایا:۔

”لوگو! مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں پھر کبھی تمہارے درمیان ایسے اجتماع میں موجود نہ ہوں گا۔ لوگو! تمہارے خون تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر ایسی ہی حرمت والی ہیں جیسی کہ اس دن، اس جہنم اور اس شہر (مکہ) کی حرمت کرتے ہو۔ لوگو! تم جلدی ہی اپنے اللہ کے پاس جانے والے ہو۔ اللہ تم سے تمہارے اعمال کی باز پرس کرے گا۔ خبردار! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا اور نہ ایک دوسرے کو قتل کرنا۔ لوگو! جہانم کے زمانے کی ہر ایک بات کو میں نے اپنے قدموں تلے کچل دیا ہے۔“

”لوگو! بیشک تمہارا رب ایک اور تمہارا باپ بھی ایک ہے۔ عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کسرخ کو سیاہ پر اور سیاہ کو کسرخ پر کوئی فضیلت نہیں۔ اللہ کے نزدیک پسندیدہ نندگی صرف انقاد و پرہیز گاری کی ہے۔ مسلمان سب بھائی بھائی ہیں۔ تم اپنے غلاموں کو وہی کھلاؤ اور وہی پہناؤ جو خود کھاؤ اور پہناؤ۔ اے لوگو! اپنی بیویوں کے متعلق اللہ سے ڈرو! تمہارا حق عورتوں پر اور عورتوں کا حق تم پر ہے۔“

”مسلمانو! میں تم میں ایک چیز چھوڑے جا رہا ہوں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہیں ہو سکتے۔ وہ یہ ہے کہ اللہ کی کتاب (قرآن) پر مضبوطی کے ساتھ عمل کرو!“

پھر فرمایا : " اے لوگو! میرے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا اور نہ کوئی نئی امت پیدا ہوگی
 خبردار اے لوگو! اگر کوئی حبشی مسلمان بھی تمہارا حاکم اور امیر ہو اور وہ تم کو خدا کی کتاب کے مطابق
 چلائے تو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرو !

خبردار! اپنے اللہ کی عبادت کرو! پانچ وقت نماز ادا کرو! ایک مہینے کے روزے رکھو!
 اپنے مال کی خوشی سے زکوٰۃ ادا کرو! بیت اللہ شریف کا حج ادا کرو اور اپنے اُن حاکموں کی اطاعت
 کرو جو تمہیں اللہ کی کتاب کے مطابق چلائیں۔ ان ہدایات پر عمل کر کے تم اپنے اللہ کی جنت میں
 داخل ہو سکو گے۔

لوگو! قیامت کے دن تم سے اللہ میرے متعلق پوچھے گا۔ تم کیا جواب دو گے؟
 سب نے ایک آواز ہو کر جواب دیا : " آپ نے اللہ کے احکام پہنچا کر اپنا فرض ادا کر دیا۔"
 آپ نے آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر فرمایا : " اے اللہ! تو گواہ رہنا! "



اسلامی اخلاق

عنوان

حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَفْضَلَ لِمُؤْمِنِينَ أَحْسَنُهُمْ أَخْلَاقًا

سلسلہ سیرت و کردار

جامع الادب

مترجمہ

مولانا عبد الرحیم مرحوم (کلاچی والے)

سابق پروفیسر اسلامیہ کالج پشاور و مترجم حجة الله البالغة (شاہ ولی اللہ رحمہ)

پبلشرز

قومی کتب خانہ ریورس روڈ لاہور
پاکستان